خورشید فقاہت

ترجمۂ «قبسات» بہ زبان اُردو

تألیف

اُستاد علّام حجۃ الاسلام والمسلمین
مولانا حاج سیّد عادِل علوی

مُترجم

اصغر اعجاز جلال پُوری
بی اے، فاضل مشرقیات

اقبال نورانی

26.6.2004

قم ایران

NAJAFI BOOK LIBRARY
Managed by Masoomeen Welfare Trust
Shop No.
Mirza
Bazar Karachi, Pakistan
ACC No. 19249 ...... Date ....
Section .... Status ....
D.D. Class ....
NAJAFI BOOK LIBRARY

خورشید فقاہت

ترجمۂ «قبسات» بہ زبان اُردو

تألیف

اُستاد علّام حجۃ الاسلام والمسلمین
مولانا حاج سیّد عادِل علوی

مُترجم

اصغر اعجاز جلال پُوری
بی اے، فاضل مشرقیات

اسم کتاب خورشید فقاہت

مولف حجۃ الاسلام والمسلمین سید عادل علوی
صاحب قبلہ

مترجم اصغر اعجاز قائمی بی اے (فاضل مشرقیات)
جلال پور، ہندوستان

حروف چینی کامپیوٹری بتوسط (محمد کامل ہندی)

طباعت اول

تاریخ طباعت سنہ ۱۴۱۵ ہجری

تعداد ایک ہزار

چاپ : .... حافظ - قم

ناشر : .... کتابخانہ حضرت آیت اللہ العظمی مرعشی نجفی (رہ) - قم

آیت‌الله العظمیٰ مرعشی نجفی (ره) در ۲۲ سالگی، نجف اشرف، ۱۳۳۷ قمری

آخرین عکس ایت‌الله‌العظمیٰ مرعشی نجفی (ره) دو شب قبل از رحلت هنگام خـروج
از صحن حضرت معصومه (س)، ۵ صفر المظفر ۱۴۱۱ / ۵ شهریور ۱۳۶۹

فہرست

(۱) فہرست ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۵

(۲) اھداء ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۷

(۳) تقریظ ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۸

(۴) عرض مترجم ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۰

(۵) مقدمہ مولف ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۲

(۶) حیات استاد چند سطروں میں ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۷

(۷) کچھ آپ کے پاکیزہ نسب کے بارے میں ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۸

(۸) ولادت اور ابتدائی تربیت ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۲۷

(۹) آپ کی علمی زندگی کا اجمالی خاکہ ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۳۱

(۱۰) روایت میں آپ کے مشائخ ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۴۵

(۱۱) استاد علام کے تلامذہ ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۵۴

(۱۲) آپ کی تصنیفات، تالیفات ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۵۸

(۱۳) انساب، رجال، تاریخ اور سفر نامے ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۶۰

(۱۴) آپ کے کچھ سفر اور سیاحتوں کا ذکر ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۷۹

(۱۵) آپ کے خیرات وبرکات ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۸۳

(۱۶) آپ کی سیاسی زندگی ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۰۴

(۱۷) آپ کی سماجی زندگی ____ ۱۰۷
(۱۸) آپ کی اولاد ____ ۱۱۲
(۱۹) آپ کے اخلاق کی خوشبو ____ ۱۱۳
(۲۰) استاد علام کے چند کرامات اور واقعے ____ ۱۱۷
(۲۱) محبت حسین علیہ السلام ____ ۱۴۲
(۲۲) استاد علام کی وصیتیں ____ ۱۴۷
(۲۳) وفات حسرت آیات ____ ۱۶۱
(۲۴) استاد علام تذکروں میں ____ ۱۶۵
(۲۵) استاد علام کے قلم سے ____ ۱۶۷
(۲۶) موئف کی زندگی کا اجمالی خاکہ ____ ۱۷۴

اهداء

میں استاد علام حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ سید شہاب الدین مرعشی نجفی کے درخشاں حالات زندگی پر مشتمل اس حقیر پیش کش کو خون حسین علیہ السلام کے حقیقی منتقم حضرت بقیۃ اللہ الاعظم ارواحنالہ الفداء کی بارگاہ میں نیز امت اسلامیہ اور حوزات علمیہ کے نام اھداء کرتا ہوں۔

شفاعت کا خواہاں

دعا کا طالب

عادل علوی

تقریظ

حجۃ الاسلام والمسلمین عالی جناب مولانا محمد مجتبیٰ علی خان صاحب ادیب الھندی۔

ہمارے ہندوستان کے قادرالکلام اور مایہ ناز شاعر محترم معجز جلالپوری صاحب کے فرزند ارجمند جناب اصغر اعجاز قائمی صاحب جلالپوری بے پناہ صلاحیتوں کے مالک ہیں درس و تدریس میں تو اپنا سکہ بہت پہلے جما چکے تھے جامعہ ناظمیہ ہندوستان میں تعلیمی مراحل امتیازی حیثیت سے گزارنے کے بعد تکمیل علم کے لئے حوزہ علمیہ قم پہونچے رفتہ رفتہ معلوم ہوا کہ موصوف علمی ترقیوں کے ساتھ ساتھ شعر وشاعری کے درجات بھی طے کر رہے ہیں اور شاعرانہ مزاج علمی امتزاج سے نیا رنگ پیدا کرتا ہے۔

یہ ساری خوبیاں ایک طرف علم کی وادی میں اترتے کے بعد انداز میں نکھار پیدا ہوا تو تصنیف و تالیف کا سلسلہ بھی شروع ہو گیا۔

الحمد للہ آپ کی پہلی کتاب حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ مرعشی نجفی طاب ثراہ کی سوانح حیات "قبسات" کا اردو ترجمہ خورشید فقاہت، کے نام سے منظر عام پر آرہی ہے۔

وہ علماء جو پوری زندگی دین حق کی خدمت اور اس کی نشر واشاعت کے لئے زبان

وقلم سے جہاد کرتے رہے ہیں ان میں ایک بہت اہم نام حضرت آیۃ اللہ العظمی مرعشی نجفی طاب ثراہ کا ہے آپ نے پوری عمر علم کی خدمت میں گزاردی ولایت آپ کا خاص موضوع تھا احقاق الحق پر آپ کا حاشیہ اس بات کا زندہ ثبوت ہے اس کے علاوہ فقہ وحدیث، علم کلام تفسیر قرآن، حساب ہندسہ، علم افلاک، علم طب، ہر موضوع پر اپنے وقت کے اہم اساتذہ سے رجوع کیا اور اسی کا نتیجہ تھا کہ شہر علم واجتہاد قم میں آپ کی شخصیت ایک بے مثل شخصیت تھی علم انساب میں آپ کو ید طولیٰ حاصل تھا اور اس علم میں آپ کا کوئی نظیر نہیں جس مرد حق آگاہ نے پوری زندگی حق وصداقت کا درس دیا اب اس برگزیدہ شخصیت کی سوانح بھی وہی عظمت رکھتی ہے اور پڑھنے والے کو تیزی سے حق کی طرف قدم بڑھانے کی دعوت دیتی نظر آرہی ہے۔

قابل مبارکباد ہیں محترم اصغر اعجاز قائمی صاحب کہ انھوں نے اس اہم کتاب کو اردو کا قالب عطا کیا تاکہ اردو داں حضرات بھی علماء کی زندگی اور خدمات سے واقف ہو سکیں۔

میں دست بہ دعا ہوں کہ خداوند عالم توفیقات نیک عطا فرمائے اور حضرت معصومہ قم کا کرم شامل حال رہے تاکہ موصوف ہندوستان کے مسلمانوں اور بالخصوص شیعیان آل محمد کے لئے بہتر سے بہتر موضوعات پر کتاب لکھیں۔

والسلام

ادیب الہندی

۴ شعبان المعظم ۱۴۱۵ھ

روز ولادت حضرت ابو الفضل العباس

طہران ـــــ ایران۔

عرض مترجم

آیۃ اللہ العظمیٰ سید شہاب الدین مرعشی حسینی نجفی کی ذات باصفات ایک آفتاب عالم تاب کی حیثیت رکھتی تھی جس کی روشن کرنیں فقط ایران ہی میں نہیں بلکہ دوسرے ممالک کو بھی درخشاں کئے ہوئے تھیں۔

زہد وتقویٰ، رفتار وکردار، ایمان وعرفان، علم وعمل اور خلوص وللہیت جیسے اخلاق وصفات حمیدہ اور کمالات جلیلہ میں اپنی مثال آپ تھے شاید اسی عرفان وایمان کا نتیجہ تھا کہ آپ کئی مرتبہ حضرت امام زمانہ عج کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ اور کئی مرتبہ عالم مکاشفہ میں حضرت فاطمہ معصومہ قم کا دیدار کیا لہٰذا ضروری تھا کہ ایسی باکمال شخصیت سے اردو داں حضرات بھی آگاہ ہوں۔

اسی خیال کے پیش نظر جب میں حضرت امام رضا علیہ السلام کی زیارت کے لئے عازم سفر تھا استاد حجۃ الاسلام والمسلمین سید عادل علوی صاحب قبلہ سے میں نے ان کی کتاب قبسات کے ترجمہ کرنے کی درخواست کی انھوں نے قبول فرمایا اور مجھے کتاب ترجمہ کرنے کے لئے مرحمت فرمائی - میں کتاب لیکر مشہد مقدس روانہ ہو گیا اور وہاں کی متبرک اور معنوی فضا میں حضرت امام رضا علیہ السلام سے توسل کرتے ہوئے ضریح اقدس کے قریب اس کتاب کے ترجمے میں مشغول ہوا۔ الحمد للہ امام کی برکتوں سے یہ کام جو مجھے بہت دشوار معلوم ہو رہا تھا آسان ہو گیا۔

ظاہر ہے مطلب کو ایک زبان سے دوسری زبان میں منتقل کرنا آسان نہیں ہوتا لہٰذا

میں نے تحت اللفظی ترجمہ کو معیار نہیں بنایا بلکہ مولف کے اصل مفہوم کو ترجمے کے ساتھ اپنے الفاظ میں بیان کیا ہے۔

ارباب قلم سے بصد خلوص گزارش ہے کہ اگر الفاظ وعبارات کی ترکیب وتوجیہ اور ان کے معانی ومفاہیم کی ادائیگی میں کوئی غلطی نظر آئے تو اسکی راہنمائی فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اسکی تصحیح ہوجائے۔

آخر میں استاد حجۃ الاسلام والمسلمین مجتبیٰ علی خان قبلہ ادیب الہندی کا شکریہ ادا کرنا اپنا فریضہ سمجھتا ہوں اس لیئے کہ انہوں نے اپنے ایران کے مختصر قیام کے دوران اس کتاب پر تقریظ ثبت فرمائی ساتھ ہی ساتھ حجۃ الاسلام والمسلمین سید احتشام عباس صاحب زیدی کا بھی نہایت ہی ممنون ومشکور ہوں کہ انھوں نے اپنی علمی اورادبی مصروفیات کے باوجود ابتداء سے انتہاء تک اس ترجمہ کی تصحیح وترتیب میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا۔خدا ان حضرات کو جزائے خیر دے۔

والسلام

اصغر اعجاز قائمی۔بی۔اے۔فاضل مشرقیات

(مدرسہ حجتیہ) حوزہ علمیہ قم ــــ ایران

مقدمہ مولف

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي خلق القلم وعلّم الانسان ما لم يعلم، والصلاة والسلام على النبي الاعـظم والوصي الاكرم محمد خاتم الانبياء وعلي سيد الاوصياء، وعلى آل رسول الله الهداة الميامين الطيبين الطاهرين، سيما بقية الله في الأرضين خاتم الوصيين مولانا صاحب الزمان القائم المنتظر عجل الله فرجه وسهل مخرجه. اما بعد:

"خداوند عالم کی حمد و ثنا اور محمد و آل محمد پر درود و سلام کے بعد۔"

ہر شخص اس بات پر گواہ ہے کہ بے شک علماء اسلام کی زند گی بذات خود ایک درس اور مشعل حیات ہے جو راستوں کو روشن و منور کرتی ہے 'انسانیت کو گمراہی اور پستی کی طرف سبقت کرنے سے نجات دیتی ہے

ان کی زند گیاں روشن چراغ ہیں جو انسانی معاشرے کو روشنی بخشنے کے لئے پیہم جلتی رہتی ہیں ان کی حیات کے ماہ وسال وہ باثمر درخت ہیں جو آنے والی نسلوں کو نیک زند گی کے ثمرات اور اس کا بہترین ذائقہ عطا کرتی ہیں۔ان کی حیات کے ایام وہ گلاب اور پھول ہیں جن سے زند گی میں خوشبو بکھرتی ہے۔

نیک اور صالح علماء ہی گمراہی اور پستی سے شریعت کی حفاظت کرتے ہیں یہی لوگ فسق وفساد اور غرور و تکبر سے انسانیت کو بچاتے ہیں ان کی بصیرت ' دور بینی 'ایمان راسخ اور علم کامل کا نتیجہ ہے کہ دین شیاطین کی کارستانیوں سے محفوظ رہتا ہے۔

دین کے نیک افراد ہی رسول کے امین ' امتوں کے رہبر ' قبائل کے رہنما 'انسانی معاشرے کا چراغ 'اللہ کے سفیر اور انبیاء واوصیاء کے وارث ہیں۔

اگر نیک اور روشن فکر علماء کا وجود نہ ہوتا تو انسانی معاشرے کے تار و پود بکھر جاتے ماضی کے آثار مٹ جاتے۔ تہذیب کے پھول مرجھا جاتے، انسانی عزت و آبرو خاک میں مل جاتی دین کے آثار دھندلے ہو جاتے، گمراہوں کی حکومت ہوتی، جہالت خیمہ زن ہوتی اور انسانی جسم کے اندر اس کی سعادت اور خوش گوار زندگی کی روح کھینچنے کے لئے جہالت و بدبختی کے ناخن در آتے۔

علماء اعلام کا دنیا سے اٹھ جانا زمین پر ایک نقص اور زندگی کے لئے ایک ستم ہے خداوند عالم فرماتا ہے **او لم یروا انا نأتي الأرض ننقصها من اطرافها﴾** (الرعد/ ٤١)

(کیا وہ لوگ نہیں دیکھتے کہ ہم زمین کو اس کے طراف سے گھٹاتے چلے آئے ہیں)

اسی آیت کے ذیل میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے اپنی ایک حدیث میں فرمایا ہے "انما نقص الارض بموت العالم" ــــ بے شک با عمل عالم کے اٹھ جانے سے روئے زمین پر نقص پیدا ہو جاتا ہے

وإذا مات العالم الفقية ثلم في الاسلام ثلمة لا يسدّها شيء الا بفقيه آخر.

(اور جب کوئی فقیہ عالم دنیا سے اٹھتا ہے تو اسلام میں ایک ایسا رخنہ پڑ جاتا ہے جسے دوسرے فقیہ کے علاوہ کوئی چیز پر نہیں کر سکتی۔)

حضرت رسول اکرم خاتم النبیین (ص) نے ہمارے درمیان لوگوں کی ہدایت و سعادت کے لئے دو گرانقدر چیزیں چھوڑی ہیں قرآن کریم اور اہل بیت اطہار علیہم السلام کتاب خدا ایک ایسی رسی ہے جس کا سلسلہ آسمان سے زمین تک ہے اور اہل بیت اطہار علیہم السلام وہ قرآن ناطق ہیں جو ہمارے درمیان قرآن صامت کے ترجمان ہیں اہل بیت اطہار علیہم السلام کے پاس جو بھی علم و عرفان کی دولت ہے۔ وہ سب قرآنی سرمایہ ہے اس لئے یہ دونوں چیزیں ہرگز جدا نہیں ہو سکتیں جب تک نبی اکرم کے نزدیک حوض کوثر پر وارد نہ ہوں۔ ہم نے ان دونوں بیش بہا چیزوں سے قول و عمل اور کردار و عقیدے کی بنیاد پر ہی تمسک اختیار کیا ہے لھذا ہم

نبی اکرم (ص) کی وفات کے بعد سے روز جزا تک ہر گز صراط مستقیم سے جدا نہ ہوں گے

ائمہ کرام شریعت کے محافظ ہیں اور غیبت کبری کے زمانے میں ائمہ کی طرح ہی فقہاء عظام اس کے پاسبان ہیں جو لوگوں کو خیر و صلاح کی تعلیم دیتے ہیں

(اما من كان من الفقهاء صائناً لنفسه حافظاً لدينه مخالفاً لهواه مطيعاً لأمر مولاه فعلى العوام ان يقلّدوه) (عن مولانا الامام العسكري عليه السلام)

جو فقیہ اپنے نفس کی نگہداشت اور اپنے دین کی حفاظت کرنے والا ہو خواہشات نفسانی کا مخالف اور امر مولا کا مطیع و فرمانبر دار ہو عوام پر اس کی تقلید کرنا واجب ہے

اسلامی علوم سے آگاہ اور الہی معارف کے سالک کامل فقہاء عظام اور مرجع کرام کے درمیان استاد علام کی ذات با کمال بھی نمایاں تھی

آپ بزم فقہاء میں ایک بے مثل متقی فقیہ اور مستحکم عقل و فیصلے کے مالک تھے

مصنفین کی محفل میں عظیم الشان موئف اور بلند و بالا موید تھے

اخلاق فاضلہ میں سچے استاد ار شریف امین تھے

سیاست میں تیر و سنان اور سیف ہندی کے مانند تھے

علم نسب میں ماہر فن اور تجربہ کار تھے

مختلف علوم و فنون میں قادر استاد صاحب نظر اور مشہور محقق تھے

اپنے زمانے میں شیخ الاجازہ اور سید الکرامہ تھے

آپکی آنکھیں پر کشش ہونٹ متبسم اور چہرہ ایسا تھا جس سے صالحین کی صباحت متقین کی ہیبت اور مومنین کا وقار جھلکتا تھا۔ آپ کا چہرہ ہشاش و بشاش اور دل غمگین رہا کرتا تھا آپ کی باتیں صحیح و درست 'لباس سادہ' پاکیزہ اور رفتار متواضع تھی آپ خالق کون و مکان کو اپنے دل میں عظیم اور اس کے ماسواء کو اپنی نظر میں ہیچ سمجھتے تھے۔ آپکی فکر جوالہ 'ذکر

جوہر خیز، بحث و گفتگو جمیل اور ملاقات کریمانہ ہوا کرتی تھی آپ کا سراپا وجود غافلوں کو بیدار کرنے والا اور جاہلوں کو آگاہ کرنے والا تھا جو تکلیف پہونچاتا تھا اسے تکلیف نہیں دیتے تھے فضول باتوں پر کان نہیں دھرتے تھے محرمات سے بری اور شبہات سے پرہیز کرنے والے تھے آپ بہت زیادہ بخشش کرنے والے اور دوسروں سے بہت کم خدمت لینے والے تھے آپ کا دیدار شیریں اور عبادت طولانی ہوا کرتی تھی جو آپ سے جہالت کرتا تھا اس کے مقابلے میں حلیم و بردبار تھے اور جو گستاخی کرتا تھا اس پر صبر کرنے والے تھے بزرگوں کا احترام اور چھوٹوں پر رحم کرتے تھے آپکا طرز عمل ادب کی تصویر کلام حیرت انگیز دل متقی اور علم زکی تھا آپ خدا کی رضا پر راضی شکر گزار عفیف شریف نیک محفوظ وفادار اور کریم تھے جو آپ سے کچھ روکتا تھا اسی کو عطا کرتے اور قطع تعلق اختیار کرتا اسی سے صلۂ رحم کرتے تھے آپ خوش مزاج کم خوراک ظریف و فطین محبت میں خالص عہد و پیمان میں کھرے دقیق النظر اور بہت خاشع تھے آپ کی نگاہ عبرت سکوت فکر اور کلام حکمت تھا آپ نفسانی خواہشات کے مخالف امر مولا کے مطیع و فرمانبردار تھے آپ بہت کم آرام کرتے اور ہمیشہ چاق و چوبند تھے آپ میں لجاجت ہٹ دھرمی کذب وعناد حسد ونمیمہ اور کبر و نخوت نام کو بھی نہیں تھا مومنین آپ کو اپنے امور اور اموال میں امین بناتے تھے آپ سے خیر و صلاح کی امیدیں کی جاتی تھیں برائیاں آپ سے کوسوں دور تھیں اور فقر وفاقہ آپ کے نزدیک تونگری سے زیادہ محبوب تھا آپ نے اپنے اندر متقین کے صفات اور انبیاء اوصیاء کے کمالات جمع کر رکھی تھے

میں نے ان صفات اور ملکات فاضلہ کو استاد علام کی ذات میں بارہا لمس اور محسوس کیا ہے اگر کوئی ایک مرتبہ بھی آپکی ہم نشینی اختیار کرلیتا تو وہ آپ کے نیک اخلاق کشادہ روئی وسعت علمی اور کامل معرفت کا کلمہ پڑھنے لگتا تھا ۔ آپ اپنی محفل میں مختلف داستانیں بیان کرتے تا کہ ہم نشینوں پر گراں نہ گزرے آپ کی بزم سے جو بھی اٹھ کر جاتا تھا وہ اپنے

علم میں اضافہ، آخرت کی طرف رغبت، اور خدا کے ذکر سے لگاؤ محسوس کرتا تھا۔ اس کے تمام رنج و غم دور ہوجاتے تھے اور اسے ایسا لگتا تھا جو مصیبت اس کے اوپر پڑی ہے اسے آپ کی زبان سے سن رہا ہے اسی وجہ سے آپ کی بزم اہل درد سے خالی نہیں رہتی تھی۔

اور جہاں تک آپ کے زہد و تقوی کی بات ہے تو یہ آپ کے مشہور ترین اوصاف میں سے تھے جن کا ہر خاص و عام گرویدہ تھا۔

مجھے استاد علام کے بلند و بالا مقام کے شایان شان حالات زندگی تحریر کرنے کی تاب نہیں ہے میں آپ کی پاکیزہ زندگی سے شرمندہ ہو کر اپنی تنگ دامانی کا اعتراف کرتا ہوں۔

میں اپنے پورے عزت و افتخار کے ساتھ استاد علام کے حالات زندگی پر مشتمل یہ کتاب پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں اور میری امیدیں ایسے صاحب فن تذکرہ نویسوں سے وابستہ ہیں جو استاد علام کی زندگی پر تسلط رکھتے ہیں۔

ممکن ہے استاد علام کی زندگی کے بارے میں یہ مختصر سی کتاب اہل فن اور صاحبان علم کے لئے مفید ثابت ہو ساتھ ہی اپنی اس حقیر پیش کش کو روز قیامت کے لئے ذخیرہ اور انبیاء و اوصیاء نیز ان کے جانشین علماء کی شفاعت کا وسیلہ سمجھتا ہوں۔ جس نے کسی مومن کی تاریخ بیان کی اس نے اسے زندگی بخشی اور آیت کی روشنی میں "جس نے ایک نفس کو زندہ کیا اس نے تمام لوگوں کو زندگی عطا کی۔"

میں تمام ان لوگوں کا شکر گزار ہوں جنھوں نے اس کتاب کی تالیف کے سلسلے میں کسی نہ کسی شکل میں میری مدد کی اور خدا کی بارگاہ میں ان کی مزید توفیقات کے لئے دست بہ دعا ہوں وہی بہترین ناصر و معین اور سمیع و مجیب ہے۔

والسلام۔

عادل علوی

۲۵ صفر المظفر سنہ ۱۴۱۱ ہجری قمری

حیات استاد چند سطروں میں۔

آپ ۲۰ صفر المظفر سنہ ۱۳۱۵ ہجری قمری کو نجف اشرف میں پیدا ہوئے آپ کا نسب شریف ۳۴ واسطوں سے حضرت امام زین العابدین علی بن حسین بن ابی طالب تک پہونچتا ہے

آپ کے والد سید محمود شمس الدین مرعشی نجف اشرف کے جید علماء میں سے تھے اور آپ کے دادا سید الحکماء تھے۔

نجف اشرف میں آپ نے منارہ علم و فضل حضرت آیۃاللہ العظمیٰ ضیاءالدین عراقی سے اور طہران و قم میں موسس حوزہ علمیہ قم حضرت آیۃاللہ العظمیٰ شیخ عبدالکریم حائری سے اپنی علمی تشنگی کو سیراب کیا۔

حوزہ علمیہ قم میں آپ کا شمار عظیم ترین مدرسین میں تھا۔

آپ کا پہلا رسالہ عملیہ ذخیرۃ المعاد کے نام سے ۱۳۷۰ ہجری میں شائع ہوا۔

آپ جود و سخا اور زہد و تقویٰ میں اتنا مشہور ہوئے کہ ضرب المثل قرار پائے۔

آپ نے مختلف علوم و فنون میں ایک سو سے زائد کتابیں اور رسالے تالیف کئے ہیں جن میں سب سے اہم احقاق الحق پر آپ کی تعلیقات ہیں۔ جو ۲۴ جلدوں میں شائع ہوئی ہیں۔

آپ اسلامی، سماجی اور ثقافتی امور میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے اور ان پر اپنا کثیر سرمایہ بھی خرچ کرتے ہے انھیں میں سے قم مقدسہ میں آپ کا زبردست عمومی کتاب خانہ بھی

ہے۔

آپ نے، صفر المظفر سنہ ۱۴۰۱ ہجری قمری شب پنجشنبہ ۹۶ سال کی عمر میں وفات پائی اور اپنے کتابخانے ہی میں دفن ہوئے۔

آپ نے نیکی کے ساتھ زندگی بسر کی اور نیکی کے ساتھ موت کو گلے لگایا ہمارا سلام ہو اس دن پر جب آپ پیدا ہوئے اس دن پر جب آپ کو موت آئی اور اس دن پر جب آپ زندہ مبعوث کئے جائیں گے۔

کچھ آپ کے پاکیزہ نسب کے بارے میں۔

خداوند کریم قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔قل لا أسئلکم علیه أجراً إلا المودة في القربی۔"اے رسول کہدو میں تم سے اپنی آل کی محبت کے علاوہ اجر رسالت نہیں چاہتا"

نیز قرآن کا ارشاد ہے ذریة بعضها من بعض والله سمیع علیم
"بعض کی اولاد کو بعض سے برگزیدہ کیا اور خدا سب کی سنتا اور سب کچھ جانتا ہے"

استاد علام اصلاب طاہرہ اور ارحام مطہرہ سے نسلاً بعد نسل نہایت ہی باعظمت گھر اور ایسے ذکی خاندان میں پیدا ہوئے جو ابتدا ہی سے علم وسیادت و شرافت کا مرکز رہا ہے آپ کا نسب ۳۲ واسطوں سے امام زین العابدین سید الساجدین حضرت علی بن حسین بن ابی طالب تک پہونچتا ہے۔

آپ اپنے نسب کی بلندی کے بارے میں فرماتے ہیں ہم خاندان علویہ میں حسب ونسب کے اعتبار سے اصیل اور فضائل، تقویٰ عبادت عفاف و کفاف اور طہارت ضمیر میں سابق

ترین ہیں ہمارا گھر دلوں کی جائے پناہ اور بزرگی و شرافت کا محور ہے اسی وجہ سے دشمنوں کے دلوں میں آتش حسد بھڑک رہی ہے ہم یہاں اس پاکیزہ سلسلے کا ذکر اختصار سے کرتے ہیں۔

(۱) آیۃ اللہ العظمیٰ السید شہاب الدین المرعشی النجفی۔

(۲) ابن علامہ زاھد ونساب حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ السید شمس الدین محمود المرعشی جن کی وفات سنہ ۱۳۳۸ ہجری قمری میں ہوئی اور نجف اشرف کے قبرستان وادی السلام میں دفن ہوئے

آپ کے کچھ اساتذہ اور مشائخ روایت کے نام یہ ہیں

محقق مرحوم فاضل شربیانی -- محقق خراسانی صاحب کفایۃ الاصول - سید محمد کاظم یزدی صاحب عروۃ الوثقیٰ - شیخ محمد حسن مامقانی - شیخ عباس کاشف الغطاء - شیخ ہادی طہرانی - شیخ آقا رضا ہمدانی - شیخ الشریعۃ الاصفہانی -- یہ وہ حضرات ہیں جو فرقہ امامیہ کی عظیم شخصیتیں شمار ہوتی ہیں۔

آپ نے اپنے والد، فاضل شربیانی، شیخ محمد حسن مامقانی، صاحب جواھر، مرحوم نوری صاحب مستدرک الوسائل، مرحوم حاج ملا علی خلیلی، سید اسماعیل صدر، سید معز الدین قزوینی حلی، مرزا صالح قزوینی، مرزا جعفر طباطبائی، مرزا محمد ہمدانی، امام حرمین مولا لطف اللہ لاریجانی مازندرانی، صاحب عروۃ الوثقیٰ اور سید مرتضیٰ کشمیری سے روایت کی ہے۔

علم نسب آپ نے مرحوم حاج محمد نجف کرمانی اور ان کے والد، سید جعفر اعرجی کاظمی صاحب کتاب مناھل الضرب فی انساب العرب سے حاصل کئے۔

علوم الھیہ میں آپ کے اساتذہ مرحوم سید حیدر حلی، سید جعفر حلی اور سید ابراھیم طباطبائی آل بحر العلوم ہیں۔

علوم ریاضیہ میں آپ کے اساتذہ ملا اسماعیل قرۃ باغی، غلام حسین دربندی اور مرزا محمد علی رشتی جیسے قابل ذکر ہیں۔

علم کلام میں آپ کے استاذ سید اسماعیل عقیلی صاحب کتاب کفایۃ الموحدین تھے علم رجال میں

مرحوم شیخ ملا علی اور شیخ علی خاقانی نجفی کے اسماء لئے جاتے ہیں۔

علم اخلاق و سیر و سلوک میں مرحوم آخوند ملا حسین قلی ہمدانی اور سید مرتضیٰ کشمیری جیسے بزرگوار آپ کے اساتذہ تھے۔

آپ نے اہم تالیفات چھوڑی ہیں جن میں مشجرات العلوین، حادم اللذات'۔ رسالہ در حالات آل ابن طاووس جو مجمع الدعوات کے ضمیمہ کے ساتھ شائع ہوا، حاشیۃ کفایہ، حاشیہ لمعہ و قوانین، ریاض المسائل اور قانون لابن سینا فی علم الطب قابل ذکر ہیں۔

(۳) ابن علامہ محقق جامع منقول و معقول آیۃ اللہ العظمیٰ السید شرف الدین المعروف بہ سید الحکماء۔

آپ سنہ ۱۲۰۲ ہجری کربلائے معلیٰ میں پیدا ہوئے اور ۱۳۱۶ ہجری ۱۱۴ سال کی عمر میں وفات پائی۔

آپ کی اہم تالیفات میں درج ذیل کتابیں ہیں

(۱) قانون العلاج ---جو تبریز سے شائع ہوئی۔

(۲) زاد المسافرین - جامع العلل اور رسالۃ الجدری جو تہران سے شائع ہوا۔

(۳) حاشیۃ قانون ابن سینا۔

(۴) شرح نفیسی۔

(۵) شرح اسباب۔

(۶) شرح زیارۃ جامعہ۔

(۷) حاشیۃ جواہر۔

(۸) حاشیۃ فرائد از شیخ انصاری۔

(۹) رسالہ فی السیر والسلوک۔

(۱۰) سفر نامہ۔

آپ ہی نے سب سے پہلے ایران میں مصنوعی دانتوں کو ایجاد کیا۔

آپ کے انتقال کے بعد آپ کا جسد مبارک شہر تبریز سے نجف اشرف منتقل کیا گیا۔

آپ کے اساتذہ میں شیخ اعظم انصاری، صاحب جواہر شیخ حسن، صاحب فصول اور صاحب ضوابط قابل ذکر ہیں۔

آپ نے صاحب ضوابط، صاحب فصول۔ صاحب جواہر، مرزا فتاح بن یوسف طباطبائی اور شیخ انصاری سے روایت کی ہے اس کے علاوہ علماء اھل سنت سے بھی روایت کی ہے جس میں شیخ محمد مصری کا نام قابل تحریر ہے۔

آپ نے دین اسلام کی ترویج کے لئے مختلف اسلامی ممالک مثلاً ایران، ھند اور مصر کے سفر بھی کئے ہیں آپ شیخ محمد عبدہ کے رفقاء میں سے تھے جب خدا نے آپ کو ایک بیماری سے شفا بخشی تو شیخ محمد عبدہ نے ایک بہترین قصیدہ کہا تھا جس کا مطلع یہ ہے۔

صحت بصحتك الدنيا من العلل   يابن الوصي امير المؤمنين علي

اے امیر المومنین علی کے فرزند دنیا آپ کی صحت کی بدولت بیماریوں سے صحتیاب ہو گئی

آپ کے سات بیٹے تھے۔

مرحوم آیۃ اللہ مرزا جعفر افتخار الحکماء متوفی ــــ ۱۳۱۸ھ۔

آپ کی تالیفات میں تقویم الشریعہ، رسالہ فی امراض الحصبہ، رسالہ فی الجدری، الاطباء الاسلامیون اور رسالہ فی حرقۃ البول شامل ہیں۔

مرحوم مرزا السید محمد المرعشی الملقب بمعظم السادات۔

مرحوم آیۃ اللہ مرزا اسماعیل شریف الاسلام جو تہران کے علماء میں سے تھے۔

مرحوم آیۃ اللہ السید شمس الدین محمود المرعشی والد استاد علام۔

مرحوم مرزا ابراہیم المرعشی۔

مرحوم مرزا عبد الغفار المرعشی۔

اس کے علاوہ سید الحکماء کے حالات زندگی ریحانۃ الادب ج ۳ ص ۱۱۶۔۔پر بھی تحریر ہیں۔

استاد علام نے اپنے دادا کے حالات زندگی کے بارے میں فرمایا ہے یہ جلیل القدر شخصیت فقہ واصول، حدیث و تاریخ، رجال وانساب، جفر و رمل اور مثلثات و اوفاق میں نابغۂ روزگار اور عجوبہ کائنات تھی۔

علوم شمسیہ، زحلیہ اور قمریہ میں بھی انھیں مہارت تامہ حاصل تھی۔

(۴) ابن علامہ نساب فقیہ و متقی السید محمد نجم الدین الحائری آپ کی وفات ۱۲۶۴ ہجری میں ہوئی اور نجف اشرف کے قبرستان وادی السلام میں دفن ہوئے۔

آپ صاحب قوانین مرزا قمی اور کاشف الغطاء کے شاگردوں میں تھے اور آپ کو ان دونوں سے نیز شیخ حسن نجف اور صاحب مفتاح الکرامہ سے اجازہ روایت بھی حاصل تھا۔

آپ کی اہم تالیفات اور مفید حواشی میں حسب ذیل کتابیں ہیں۔

حاشیہ بر کتاب عمدۃ الطالب، حاشیہ فقیہ، نقد مشیخۃ الفقیہ، رسالہ در اسطرلاب، رسالہ در نجوم رسالہ در دوائر ہندیہ۔

(۵) ابن علامہ فقیہ متکلم شاعر نساب الحاج السید محمد ابراہیم الحائری آپ کی وفات ۱۲۴۰ ہجری میں ہوئی آپ نقیب الاشراف کے نام سے مشہور ہوئے، فقہی اور اصولی کتابوں پر آپ کی تعلیقات موجود ہیں نیز شجرہ سادات سے متعلق ایک کتاب مشجرات السادات بھی موجود ہے۔

(۶) ابن علامہ نساب نقیب السید شمس الدین آپ کی وفات ۱۲۰۰ ہجری میں ہوئی اور اصفہان میں دفن ہوئے۔

(۷) ابن علامہ صاحب کرامات مجد المعالی قوام الدین نساب مولف کتاب نفی الریب عن نشاۃ الغیب در اثبات معاد آپ کی والدہ سلطان حسین صفوی کی بیٹی تھیں جو ۱۱۴۰ ہجری میں افغانیوں کے فتنہ کے دوران قتل ہوئے۔

(۸) ابن علامہ نساب نقیب نصیر الدین جو سفر حج میں امام زمانہ کی ملاقات سے مشرف ہوئے عربی اور فارسی زبان میں آپ کے قصائد و مراثی کا دیوان موجود ہے۔

(۹) ابن علامہ محدث شاعر ادیب نساب السید جمال الدین آپ کی وفات ۱۸۰۱ عیسوی میں ہوئی۔

(۱۰) ابن علامہ اصولی متکلم نساب حکیم السید علاؤالدین نقیب الاشراف۔ آپ کی تالیفات میں کفایۃ الحکیم در فلسفہ، کتاب المصباح در فقہ اور کتاب النبراس فی المیزان ہیں

(۱۱) ابن علامہ وزیر نقیب السید محمد خان آپ کی وفات ۱۰۲۴ ہجرین میں ہوئی علم تفسیر و تجوید میں آپ کی تالیفات موجود ہیں۔

(۱۲) ابن علامہ نقیب السید ابو مجد محمد النقی جو شافعی کردوں کے ہاتھوں اپنے عقیدے اور محبت اہل بیت (ع) کی بنا پر سنہ ۱۰۲۰ ہجری میں شہید ہوئے۔

(۱۳) ابن وزیر میر سید خان المرعشی۔

(۱۴) ابن میر سید عبدالکریم خان ثانی سلطان طبرستان واطراف آن۔

(۱۵) ابن سلطان میر سید عبداللہ خان المرعشی۔

(۱۶) ابن سلطان میر سید عبدالکریم خان الاول۔

(۱۷) ابن سلطان میر سید محمد خان المرعشی۔

(۱۸) ابن سلطان میر سید مرتضیٰ خان المرعشی۔

(۱۹) ابن سلطان میر سید علی خان۔

(۲۰) ابن سلطان میر سید کمال الدین الصادق ۔ آپ نے تیمور مغولی سے جنگ کی آپ کی شجاعت اور جنگ کے واقعات تاریخ حبیب السیر میں مرقوم ہیں ۔

(۲۱) ابن سلطان جامع منقول و معقول متکلم فقیہ السید قوام الدین جو میر کبیر المرعشی سلطان طبرستان کے نام سے مشہور ہوئے آپ کی وفات ۷۸۰ ہجری میں ہوئی آپ کا مزار شہر آمل کے سبزہ کے علاقہ میں ہے جو خراسان کے راستے میں واقع ہے آپ کے معرکے کتاب حبیب السیر اور روضۃ الصفا میں درج ہیں ۔

(۲۲) ابن السید کمال الدین الصادق نقیب ری ۔

(۲۳) ابن زاہد ابو عبد اللہ نقیب بعض انساب کی کتابوں میں آپ کا نام نامی علی مرتضیٰ بھی ہے ۔

(۲۴) ابن شاعر ادیب فقیہ ابو محمد ہاشم نساب شہر طبرستان میں آپ کا مزار ہے جو آج ایک زیارت گاہ ہے ۔

(۲۵) ابن فقیہ ابو الحسن نقیب ری و طبرستان ۔

(۲۶) ابن شریف ابو عبد اللہ الحسین ۔

(۲۷) ابن محدث متقی ابو محمد حسن نساب ۔

(۲۸) ابن زاہد صاحب کرامات ابو الحسن سید علی المرعشی یہی وہ ذات گرامی ہے جن کی طرف تمام سادات مرعشیہ کا نسب منتہی ہوتا ہے خواہ وہ ایران میں ہوں یا دوسرے ممالک میں ۔

(۲۹) ابن ابو محمد عبداللہ عالم نساب محدث جو امیر العافین یا امیر العارفین یا امیر المومنین کے لقب سے مشہور ہیں ۔

(۳۰) ابن شاعر عالم محدث ابو حسن محمد الاکبر جو ابوالکرم کے لقب سے معروف ہیں (۳۱)

(۳۱) ابن فقیہ محدث نساب ابو محمد حسن الدکہ جو حکیم راوی مدنی کے نام سے مشہور ہیں

آپ نے روم و ترکیہ کے حوالی میں وفات پائی۔

(۲۲) ابن ابو عبد اللہ حسین الاصغر آپ کی وفات ۱۵۷ ہجری میں ہوئی مدینہ منورہ کے قبرستان جنت البقیع میں دفن ہوئے آپ اپنے والد ماجد اور اپنے برادر حضرت امام محمد باقر ۔ع۔ سے روایت کرتے ہیں۔

(۲۳) ابن مولانا وامامنا ابوالحسن زین العابدین علی بن سید الشہداء ابی عبد اللہ الحسین جو رسول خدا (ص) کے نواسے اور امیر المومنین امام المتقین قائد الغر المیامین اسد اللہ الغالب علی بن ابی طالب کے فرزند ہیں تا صبح قیامت جب تک یہ گردش لیل ونہار قائم رہے ان پر درود و سلام ہو۔اگر کوئی ان بزرگترین سادات، عترت رسول (ص) اور خاندان آل مرعشی کی زندگانی کے متعلق مزید معلومات کا خواہشمند ہے تو اسے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔

(۱) روضۃ الصفا۔۔۔از میر آخوند۔

(۲) حبیب السیر۔۔۔از میر خواند۔

(۳) عالم آرای عباسی۔۔از اسکندر بیگ ترکمان کاتب شاہ عباس اول۔

(۴) مجالس المومنین۔۔از شہید ثالث۔

(۵) تاریخ طبرستان۔۔از سید ظہیر الدین مرعشی۔

(۶) ریاض العلماء۔۔از مرزا عبد اللہ آفندی اصفہانی۔

(۷) الانساب۔۔از ابو سعید عبد الکریم بن محمد بن منثور السمعانی۔

(۸) ریحانۃ الادب۔۔از مرزا محمد علی مدرس۔

(۹) اعیان المرعشیین۔۔از آیۃ اللہ مرعشی (مخطوط)

(۱۰) التدوین فی جبال شروین۔۔از اعتماد السلطنہ۔

(۱۱) آثار الشیعۃ اللامیہ۔۔از عبد العزیز صاحب جواھر۔

(۱۲) تاریخ سادات مرعشی --از ڈاکٹر ستودہ -

(۱۳) مجمع التواریخ --از سید محمد خلیل المرعشی -

(۱۴) دائرۃ المعارف تشیع --ج ۱ ص ۲۱۹ -

نیز اس کے علاوہ دوسری بعض انساب، تراجم اور تاریخ ورجال کی کتابوں کی طرف بھی رجوع کیا جاسکتا ہے -

یہ خاندان علم وادب 'دین وسیاست او رسلطنت و ثقافت میں ایک بلند وبالامقام پر فائز اور ہمیشہ حق وحقیقت کی راہ پر گامزن رہا ہے بالخصوص یہ خاندان اپنے اس فرزند استاد علام آیۃ اللہ العظمیٰ سید شہاب الدین المرعشی النجفی کے اوپر بجا طور پر ناز کرتا ہے جنھوں نے معقول ومنقول کو ایک جگہ جمع کردیا آپ تمام صفات حمیدہ اور کمالات نفیسہ کی بہترین مثال تھے آپ نے اپنے بعد آنے والوں کے لئے لوگوں کے درمیان لسان صدق ذکر طیب اور حب خالص کے آثار چھوڑے -

نسب کان علیه من شمس الضحیٰ   نوراً ومن فلق الصباح عمودا

وہ ایسے حسب ونسب کے مالک ہیں جو خورشید کی نوربارانیوں کی وجہ سے بہت ہی روشن ومنور ہے اور یہ ایسا نور ہے جو سپیدہ سحر کے نمودار ہونے سے عمود کی شکل میں چمکتا ہے

فهؤلاء آبائي فجئني بمثلهم   اذا جمعتنا یاجریر المجامع

یہی لوگ میرے آباء واجداد ہیں لہذا اے جریر جب مجامع ہمیں فخر ومباہات کے لئے جمع کریں تو تم ہمارے لئے ان کا مثل لے آؤ

ولادت اور ابتدائی تربیت۔

خداوند عالم قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے ﴿وسلام علیه یوم ولد﴾ "اور ان پر سلام ہو جس دن پیدا ہوئے"

استاد علام ۲۰ صفر سنہ ۱۳۱۵ ہجری صبح پنجشنبہ نجف اشرف میں پیدا ہوئے آپ کا نام محمد حسین لقب شہاب الدین اور کنیت ابوالمعالی ہے (۱)۔

آپ نے ایسے والدین کی آغوش میں آنکھ کھولی جو رفعت و شرف میں کریم اور فضل وادب میں کامل تھے لھذا آپ نے فضیلت و تقویٰ کی دولت اپنے متقی اور پرہیز گار والدین سے ورثہ میں پائی۔

آپ نے علم و عمل صالح اور پاکیزہ اخلاق کے ماحول میں تربیت پائی کہا جاتا ہے. بچہ اپنے والدین کے اخلاق و کردار کو محسوس کرتا ہے اور اسے اپنے وجود میں جذب کرتا ہے جسے علم حسی سے تعبیر کیا گیا ہے یہ چیز اس کے دل و دماغ پر آخر عمر تک باقی رہتی ہے علمی خانوادے کا یہ بچہ اپنے ایام طفولیت ہی سے ہمیشہ خیر و صلاح کی جانب پیش قدم رہا۔دین

---

(۱) آپ کے والد مرحوم نے لکھا ہے کہ وہ بچے کی تطہیر کے بعد تبرک وتیمن کے لئے اسے اپنے جد امیر المومنین علی ابن ابی طالب (ع) کی قبر مطہر پر لے گئے اس کے بعد اپنے استاد آیۃ اللہ الحاج مرزا حسین خلیلی تہرانی کے پاس لے گئے انھوں نے اس کا اکرام کیا اور اس کا نام محمد حسین رکھا اور دعا کی اس کے بعد وہ اسے لیکر خاتم المحدثین شیخ نوری کے پاس گئے انھوں نے بچے کا اکرام کیا اور اس کی کنیت ابوالمعالی رکھی پھر وہ اسے لیکر اپنے ــــــ

حنیف کو اپنی شدید توجہ کا مرکز بنائے رہا۔ رسول (ص) اور ان کے اہل بیت اطہار (ع) کی محبت میں سرشار رہا اور اعمال صالحہ کے پرچم کے سائے میں اپنا قدم بڑھاتا رہا۔

کسی نے سچ کہا ہے بچے کی پہلی درسگاہ اس کا گھر اور پہلا مدرس اس کی ماں ہے اگرچہ اس کے اخلاق و کردار کی اساس و بنیاد باپ کے ذریعہ ہوتی ہے۔ پس بچہ پہلی مرتبہ اپنے گھر اور اپنے ماحول میں جو کچھ دیکھتا اور لمس کرتا ہے وہ اس کے ذہن پر نقش ہوجاتا ہے اس کے آثار اس کے وجود میں ہمیشہ درخشاں ہوتے ہیں۔ مثل ہے بچپنے کا علم پتھر کی لکیر ہوجاتا ہے کیونکہ طفل اپنے والدین کے گھر اور پہلی درسگاہ میں اپنے اساتذہ اور مربی سے جو اخلاق و آداب اخذ کرتا ہے اس سے شاذ و نادر ہی منحرف ہوتا ہے۔

اس روش اور بلند مفہوم کی روشنی میں ہم اسلام ہی کو ایسا پاتے ہیں جو مسلمانوں اور مومنوں کو صحیح اور بہترین تربیت اولاد کی طرف مائل کرتا ہے۔ اور انعقاد نطفہ سے پہلے ہی بچے کی نشو و نما اور صحیح تربیت کی طرف توجہ دیتا ہے۔ بہترین افعال، پسندیدہ اخلاق اور اچھے عادات واطوار کی طرف اسے راغب کرتا ہے انحطاط خلقی اور ناپسندیدہ امور سے اسے دور کرتا ہے۔

استاذ علام ایسے ہی خاندان علم و شرف و سیادت میں پیدا ہوئے جو لوگوں کی نگاہوں کا مرکز تھا۔

آپ نے مجھ سے ایک دن بیان فرمایا کہ ان کے والد انھیں محقق آخوند کے درس میں لے گئے جب کہ ابھی وہ حد بلوغ (۱) تک بھی نہ پہونچے تھے اور جب بھی آپ کی والدہ گرامی

--استاد سید اسماعیل صدر الدین کے گھر گئے انھوں نے اس کا لقب شہاب الدین رکھا

(۱)-استاد علام کی ولادت ۱۳۱۵ ہجری اور محقق آخوند کی تاریخ وفات ۲۰ ذی الحجہ ۱۳۲۹ ہجری ہے اس حساب سے آپ کی عمر اس وقت چودہ سال تھی۔

یہ کہتی تھیں کہ اپنے والد کو بیدار کرو آپ کو شاق گزرتا تھا کہ اپنے والد کو آواز دیکر بیدار کریں لھذا آپ اپنا چہرہ اور رخسار ان کے تلوؤں پر رگڑتے تھے جس سے وہ ہلکی سی گد گدی کے بعد بیدار ہوجاتے اور اپنے نیک فرزند کی یہ تواضع و انکساری دیکھ کر ان کی آنکھیں آنسوؤں سے لبریز ہوجاتیں اور آسمان کی طرف اپنے ہاتھوں کو بلند کر کے اپنے اس فرزند کی مزید توفیق کی دعا کرتے تھے۔

استاد علام اکثر فرمایا کرتے تھے یہ بلند و بالا مقام اور دین کے امور میں خدا کی توفیقات میرے والدین کی دعاؤں ہی کا نتیجہ ہے۔

ایسی دسیوں حکایتیں استاد علام کی حیات ایام طفولیت اور عنفوان شباب کی سنی جاتی ہیں جو اس بات کیطرف نشاندہی کرتی ہیں کہ دین اور اس کے اوامر نیز الٰہی احکام پر عمل کرنا ان کے وجود میں ابتدائے حیات ہی سے رچ بس گیا تھا آپ اپنی پوری زندگی شریعت اسلامیہ کے مطابق بسر کرنے میں خاص اہتمام برتتے تھے۔

آپ نے مجھ سے ایک دن بیان کیا جب وہ نجف اشرف میں تھے ۲۵ مرتبہ پاپیادہ ابو عبد اللہ الحسین سید الشہداء کی زیارت سے مشرف ہوئے وہ طلبہ کی ایک جماعت۔کے ساتھ زیارت کے لئے جایا کرتے تھے جو دس افراد پر مشتمل ہوتی تھی جن میں سید حکیم، سید شاہرودی اور سید خوئی جیسے حضرات شامل رہا کرتے تھے انھوں نے فرمایا ہم مراجع تقلید، فقہاء اور مجتہدین کے ساتھ ہمیشہ سفر کرتے اور اس میں پیش آنے والے کام اپنے درمیان تقسیم کرلیا کرتے تھے میرا کام یہ تھا کہ میں ہر منزل پر لوگوں کے لئے پانی کا انتظام کرتا تھا کوئی کھانا پکاتا اور کوئی چائے درست کرتا تھا سوائے سید شاہرودی کے وہ کہتے تھے میرا فریضہ یہ ہے کہ میں سفر میں آپ لوگوں کو خوش رکھوں اور راستے کی صعوبتوں اور مشکلوں کو آسان کروں یقیناً وہ بہت

ہی پرمذاق اور زندہ دل آدمی تھے وہ کبھی ہمیں شعر وسرود سے مسرور کرتے اور کبھی لطیف وبذلہ سنج حکایتوں سے خوش حال کرتے تھے اس طرح ہمیں سفر کی صعوبتوں اور دشواریوں کا احساس تک بھی نہ ہوتا تھا

ایسے خاندان اور علمی وروحانی ماحول میں پلنے والی ہمارے استاد کی شخصیت بلندوبرتر مقام اور مرجعیت کی منزل پر کیوں نہ فائز ہوتی۔

آپ نے اپنی ضعیفی کے دوران مجھ سے ایک دن فرمایا ہے وہ ابتداء بلوغ ہی سے ایسے کام انجام نہیں دیتے تھے جس کی طرف نفس رغبت دلاتا تھا بلکہ آپ نفسانی خواہشات کے مخالف اور حکم خدا کے اطاعت گزار تھے۔

آپ فرماتے تھے یہ مرجعیت جو تم دیکھ رہے ہو میں نے اس کی طرف ایک قدم بھی نہیں بڑھائے بلکہ یہ صرف پروردگار عالم کے لطف پیغمبر اور ان کے اہل بیت کی عنایتوں کا نتیجہ ہے۔

سچ ہے رب کعبہ کی قسم جو خدا کا ہوجاتا ہے خدا اس کا ہوجاتا ہے اور جو اللہ کا ہوجاتا ہے اسے برکتیں نصیب ہوتی ہیں استاد علام کی حیات اس مفہوم کی بہترین مصداق تھی۔

آپ کی علمی زندگی کا اجمالی خاکہ۔

خداوند عالم قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے ﴿یرفع اللہ الذین آمنوا منکم والذین اوتوا العلم درجات﴾۔("جو لوگ تم میں سے ایماندار ہیں اور جن کو علم عطا ہوا ہے خدا ان کے درجے بلند کرے گا")

استاد علام نجف اشرف میں پیدا ہوئے جو تقریبا ایک ہزار سال سے علم وادب اور اجتہاد وفقاہت کا مرکز رہا ہے آپ نے وہاں لکھنے پڑھنے کی ابتدائی تعلیم حاصل کی اس کے بعد یہ محنت کش طالب علم علم اور اس پر عمل کرنے کی طرف متوجہ ہوا آپ اس راہ میں سختی ومشقت کو پہچانتے ہی نہ تھے بلکہ تحصیل علم کی طرف پوری طرح سے لگ گئے اگر چہ آپ کے بعض اقرباء نے مخالفت بھی کی علوم عربیہ میں آپ نے نحو وصرف وبلاغت کی تعلیم حاصل کی علوم نقلیہ سے فقہ واصول اور علوم عقلیہ سے منطق وفلسفہ کی تعلیمات نجف اشرف اور کاظمین میں بزرگان علم سے حاصل کیں اور آیۃ اللہ آقا شیخ ضیاء الدین عراقی کے ممتاز شاگرد بن کر آسمان علم پر درخشاں ہوئے جن کے بارے میں یہ مشہور تھا وہ اپنے شاگردوں کے ساتھ سخت مزاج او رتند خو تھے۔

استاد علام نے مجھ سے ایک دن بیان کیا میں درس کے بعد ان کے ہمراہ ان کے گھر کی طرف بحث کرتے ہوئے جایا کرتا تھا ایک دن بحث کے دوران وہ غضب ناک ہوگئے او پوری قوت سے میرے سینے پہ ایک ضرب لگادی میں ان کے ہاتھوں کو بوسے دینے لگا استاد کی

آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے اور فرمایا اے شہاب تو نے مجھے ادب سکھایا۔

ایسے ہی اخلاق حسنہ اور تعظیم اساتذہ کے مثل کہا جاتا ہے علم کی برکت استاد کی تعظیم میں مضمر ہے اور یہ سب کچھ ایسے ہی پاک اخلاق اور اساتذہ کرام کی تعظیم کا ثمرہ ہے۔

یہ محنت کش طالب علم ایسے صاف وشفاف چشموں سے اپنی علمی تشنگی بجھاتا رہا جو ال حضرت علی (ع) کی قبر کے پاس جاری رہا کرتے تھے جو اپنے الٰہی عُلوم قدسیہ سے لوگوں کو رزق پہونچاتے اور مومنین کو کھانا کھلاتے تھے اسی وجہ سے وہ مومنوں کے امیر ہیں۔

لہذا استاد علام نے ان کے علوم کے انوار سے فیض حاصل کیا اور مختلف علوم وفنون میں اپنی معلومات میں مزید اضافہ کرنے کے لئے علمی اور ادبی محفلوں میں حاضر ہوا کرتے تھے۔

اساتذہ سے سند اجتہاد حاصل کرنے کے بعد آپ نے نجف اشرف سے ہجرت اختیار کی اور طہران میں قیام کیا اس کے بعد شہر مقدس قم تشریف لائے جہاں آپ عالم شباب ہی سے مجتہد مسلم کی حیثیت سے پہچانے گئے اس وقت آپ کی عمر ۲۵ سال تھی۔

ائمہ اطہار خصوصاً سید الشہداء سے توسلات کے بعد آپ سے کرامات بھی ظاہر ہوئے جس کی طرف ہم آگے اشارہ کریں گے۔

ابتداء ہی سے اساتذہ نے پہچانا کہ آپ عنقریب ایک ایسی درخشاں علمی شخصیت کی حیثیت سے ظاہر ہوں گے جس کی شان علماء اعلام اور تمام لوگوں کے درمیان نمایاں ہو گی۔

آپ اپنے علم واجتہاد کے ساتھ ساتھ زندگی کی ابتداء ہی سے زہد وورع اور تقویٰ میں خاص شہرت کے مالک تھے یہ شہرت روز بروز بڑھتی گئی آپ نے حوزات علمیہ میں زندگی بسر کی آپ سے اہل علم اساتذہ طلاب اور عوام سب فیض یاب ہوا کرتے تھے۔

مختلف علوم میں آپ کے اساتذہ۔

ہم اس فصل میں استاد علام کی حیات کے بارے میں سالہا سال جو محسوس کیا ہے ذکر کریں گے آپ ہمیشہ استاد و معلم کا شکریہ ادا کرتے اور ان کے نام بڑے ہی ادب واحترام سے لیا کرتے تھے کیوں کہ اسی نے آپ کو علم کی دولت سے مالامال کیا وہ اپنے اساتذہ کو ہمیشہ اپنے دروس و محافل میں نیکی کے ساتھ یاد فرماتے تھے میں بھی اس روش میں اپنے استاد کی پیروی کرتا ہوں ان کے مزار پر خوشی کے ساتھ جاتا ہوں یہی وہ چیزیں ہیں جو میری توفیقات میں زیادتی اور تقرب الٰہی کا سبب بنیں۔

(۱) علوم عربیہ ---

علوم عربیہ سے زبان عرب میں نحو، صرف، بلاغت، عروض اور لغت مراد ہے آپ نے مقدماتی مرحلہ میں علوم الٰہیہ کا درس حاصل کیا یہ وہ پہلا مرحلہ ہے جو حوزات علمیہ امامیہ کے دروس میں مراحل ثلاثہ (۱) کے نام سے جانا جاتا ہے۔

---

(۱) مذہب امامیہ کے دینی مدارس میں قدیم زمانے ہی سے علوم کی تحصیل کے تین مرحلے ہوتے۔

سب سے پہلے آپ نے درس مقدمات اپنے والد مرحوم سید محمود شمس الدین سے حاصل کیا جو تمام علوم میں آپ کے سب سے پہلے استاد ہیں آپ نے اپنی دادی بی بی شمس شرف بیگم سے جو اپنے زمانے کی عالمہ اور فاضلہ تھیں درس حاصل کیا جن کی وفات سنہ ۱۲۳۸ ہجری میں ہوئی جو علامہ زاہد حاج سید محمد معروف بہ حاج آقا ابن علامہ سید عبد الفتاح ابن علامہ سید مرزا یوسف طباطبائی تبریزی متوفی سنہ ۱۲۴۲ ہجری کی صاحب زادی تھیں جو علامہ وحید بہبہانی کے شاگرد اور محقق قمی صاحب قوانین کے معاصر تھے آپ نے ایران اور روس کے قصبہ قفقاز کی جنگ میں فعالانہ طور پر شرکت کی تھی۔

آپ نے علامہ زاھد سلمان زمانہ آیۃ اللہ شیخ مرتضیٰ طالقانی نجفی سے علم بلاغت مقامات حریری، مقامات بدیعی ھمدانی کے چند اجزاء نہج البلاغہ، دیوان قیس عامری اور ربیع معلقات اس کی شرح کے ساتھ پڑھیں۔ شیخ طالقانی کے کچھ اہم تالیفات ہیں جیسے حاشیہ مطول، شرح منظومہ سبزواری، شرح مجمع الاقبال میدانی شرح روضات الجنات خوانساری، شرح جوھر نضید علامہ حلی وغیرھم جس کے اختتام پر تحریر کیا ہے رب نج مرتضیٰ من النار۔

آپ نے مرزا محمود حسینی مرعشی جو صاحب شرح سیوطی بھی ہیں سے شرح سیوطی، ابن عقیل شرح نظام شرح رضی بر کافیہ شرح شافیہ اور دوسری کتابوں کے دروس حاصل کئے۔

ہیں ـــــ پہلا مرحلہ جسے مرحلہ مقدمات کہاجاتا ہے اس مرحلے میں نحو، صرف، معانی، بیان، بدیع، منطق، کلام، اولیات فقہ، اور ادبیات اصول فقہ کے دروس دیئے جاتے ہیں اس میں جامع المقدمات کا بھی درس دیا جاتا ہے جو صرف، نحو، منطق، آداب متعلمین جیسی گیارہ کتابوں پر مشتمل ہے اس کے بعد البھجۃ المرضیۃ فی شرح الفیہ ابن مالک از جلال الدین سیوطی یا شرح بن عقیل یاشرح الفیہ ابن ناظم پھر مغنی اللبیب عن کتب الاعاریب کا درس دیا جاتا ہے علم صرف میں شرح نظام، منطق مرحوم مظفر، حاشیہ ملاعبداللہ یزدی اور فقہ میں تبصرۃ المتعلمین، ـــــ

آپ نے حجۃ الاسلام شیخ شمس الدین شکوئی قفقازی، شیخ محمد حسین سدھی اصفہانی اور سید محمد کاظم خرم آبادی نجفی جو امام النحاۃ کے نام سے جانے جاتے ہیں سے بھی علمی فیض حاصل کیا۔

(۲) سطح فقہ و اصول ۔۔

آپ نے اصول و فقہ کے سطحی دروس شیخ مرتضیٰ طالقانی سید مرزا حبیب اللہ اشتہاردی سید احمد معروف بہ سید آقا شوستری مرزا محمد طہرانی عسکری مرزا محمد علی کاظمی (صاحب تقریرات الاصول) اور مرزا ابو الحسن مشکینی (صاحب الحاشیۃ والتعلیق علی کفایۃ الاصول) جو مرزا آخوند کے شاگردوں میں تھے سے حاصل کئے۔

استاد علام جب مجھے کفایہ کا درس دیتے تھے تو فرماتے تھے محقق آخوند کے شاگردوں کے پیمانے پر تدریس کی صلاحیت رکھتا ہوں اور میں نے ایسا ہی کیا میں اپنی کمسنی میں اپنے والد مرحوم کے ساتھ محقق آخوند کے درس میں جایا کرتا تھا جن کی پاٹ دار آواز اور درس کی عظمت مجھے ہمیشہ یاد رہ گئی۔

___ شرائع الاسلام نیز مرجع تقلید کے رسالہ عملیہ کے دروس دیئے جاتے ہیں۔

دوسرا مرحلہ ۔۔ جسے مرحلہ سطح یا مرحلہ سطوح بھی کہتے ہیں اس مرحلے میں فقہ واصول فقہ نیز اس فن کی اکثر متداول کتابیں مثلاً ۔۔ معالم الدین، قوانین الاصول، اصول مرحوم مظفر یا حلقات شہید صدر، شرح لمعہ، رسائل ومکاسب از شیخ انصاری، کفایۃ الاصول از محقق خراسانی علم کلام میں شرح باب حادی عشر شرح تجرید اور علم فلسفہ میں منظومہ محقق سبزواری اور اسفار از ملاصدرا ___

آپ نے آیۃ اللہ حاج شیخ عبد الحسین دشتی، مرزا آقا اصطہباناتی، شیخ موسیٰ کرمانشاہی، شیخ نعمۃ اللہ للاریجانی، سید علی طباطبائی یزدی شیخ محمد حسین بن محمد خلیل شیرازی نجفی مرزا محمود شیرازی نجفی سید جعفر بحر العلوم سید کاظم نحوی خرم آبادی اور استاد عباس خلیلی مدیر صحیفہ اقدام سے بھی اپنی علمی تشنگی کو سیراب کیا۔

۳۔۔فقہ واصول کا درس خارج۔

آپ نے شیخ العلماء استاذ الفقہاء آیۃ العظمیٰ الشیخ آقا ضیاء الدین عراقی سے اصول میں ابتداء سے بحث مطلق و مقید تک استفادہ کیا استاد نے مجھ سے خود بیان کیا ہے انھوں نے آپ کو اجازہ اجتہاد کتبی طور پر ویسا ہی دیا تھا جیسا موسس حوزہ علمیہ قم آیۃ اللہ العظمیٰ الشیخ عبد الکریم حائری نے تحریر فرمایا تھا۔

آپ نے علامہ محقق سید احمد بہبانی (صاحب کتاب معین الوارثین جو کتاب میراث کے فروض، فرائض میں ایک اہم کتاب ہے) سے بحث حجیت قطع کا درس حاصل کیا۔

۔۔شیرازی کے دروس دیئے جاتے ہیں یہ مرحلہ پہلے مرحلے سے اپنی عمیق فکر ونظر کے ذریعہ ممتاز ہے اس مرحلے میں حواشی وتعلیقات اور اس فن کی دوسری کتابوں کے ذریعہ عملی مسائل کو روشن کرنے کے لئے استدلال کیا جاتا ہے اور طالب علم پر واجب ہیکہ وہ استاد کے بتائے ہوئے ہر موضوع میں نظریات وتعلیقات کو قلم بند کرے۔

تیسرا مرحلہ ۔۔ یہ دینی مدارس اور حوزات علمیہ میں درس کا آخری مرحلہ ہے اسے مرحلہ خارج بھی۔

علامہ فقیہ شیخ احمد بن شیخ علی بن شیخ محمد رضا بن شیخ موسیٰ بن علامہ اکبر شیخ جعفر کاشف الغطاء نجفی سے۔ بحث طہارۃ و صلاۃ کے دروس صحن امیر المومنین میں حاصل کئے۔

علامہ آیۃ اللہ شیخ علی اصغر ختائی تبریزی سے مشتق اشتراک لفظی، ترادف، صحیح و اعم اور حقیقت و مجاز کے دروس نجف اشرف میں مسجد شیخ انصاری میں حاصل کئے نیز علامہ مصلح شیخ محمد حسین کاشف الغطاء نجفی سے بھی کسب فیض کیا جو المراجعات الریحانیہ اور تحریر المجلہ جیسی عظیم کتابوں کے مولف ہیں۔

علامہ فقیہ شیخ علی بن شیخ باقر نجفی جو صاحب جواہر کے پوتے تھے مبحث طہارۃ سے انفعال الماء القلیل میں استفادہ فرمایا استاد علام سنہ ۱۳۴۲ھ میں جب تہران میں مقیم تھے محقق آیۃ اللہ شیخ عبد النبی نوری سے مدرسہ محمودیہ میں مستفیض ہوئے اس طرح مختلف علوم میں محقق آقا حسین نجم آبادی (صاحب کتاب شرح خلاصۃ الحساب و حاشیہ طہارۃ) سے کسب فیض کیا۔

آپ قم مقدسہ میں موسس حوزہ علمیہ شیخ عبد الکریم حائری کے درس میں بھی اسی شان سے جاتے تھے جس شان سے آیۃ اللہ محقق میر سید علی حسینی یثربی شیخ حسن علامی اور شیخ محمد رضا شاہی اصفہانی قدس سرہ کے دروس میں جاتے تھے۔

-- کہا جاتا ہے اس مرحلے میں طالب علم مجتہد و فقیہ ہوجاتا ہے اور اس میں احکام شرعیہ فرعیہ کو اس کے تفصیلی دلائل کتاب وسنت اجماع اور عقل کے ذریعہ استنباط کرنے کا ملکہ پیدا ہوجاتا ہے۔ اس مرحلے میں درس کی کیفیت اس طرح ہیکہ استاد پہلے شاگرد کے سامنے ایک مسئلہ بیان کرتا ہے اس کے بعد اس مسئلہ کے موافق دلائل وبراہین پیش کرتا ہے اور جس سے متفق نہیں ہوتا اس کو رد کرکے اپنی خاص علمی رائے بیان کرتا ہے اور پھر اس مسئلہ میں جو صحیح رائے ہوتی ہے اسے بیان کرتا ہے اور اس پر دلیلیں لاتا ہے کبھی کبھی تو استاد ایک مسئلہ میں کئی کئی روز تک بحث کرتا ہے یہاں تک کہ اس کا آخری نظریہ روشن ہوجاتا۔

۴۔۔ علم کلام ۔۔۔

وہ علم ہے جس مین ادلہ عقلیہ و نقلیہ کے ذریعہ شریعت اسلامیہ کے مطابق مبداء و معاد نیز دیگر اصول دین سے۔ بحث ہوتی ہے۔

آپ نے علم کلام کے دروس آیات عظام او رجج کرام سے حاصل کئے جن میں آپ کے والد مرحوم، شیخ اسماعیل محلاتی نجفی، حاج شیخ جواد بلاغی نجفی (صاحب کتاب الھدی الی دین المصطفیٰ) سید ھبۃ الدین شہرستانی (صاحب کتاب الھیئۃ فی الاسلام) آقا محمد محلاتی (صاحب کتاب گفتار خوش یار قلی) مرزا علی یزدی قابل ذکر ہیں۔

۵۔۔ علوم حدیث، رجال، تاریخ، تراجم ۔۔

ان علوم کی ابتدائی تعلیم آپ نے اپنے والد مرحوم سے حاصل کیں اور علامہ فقیہ سید

۔۔اس مرحلے میں۔ بحث و تدریس کسی خاص کتاب میں منحصر نہیں بلکہ استاد فقہ و اصول کے باب کے متعلق بالترتیب۔ بحث کرتا ہے لیکن دور حاضر میں اکثر درس خارج اصول فقہ میں کفایہ الاصول، فقہ میں العروۃ الوثقیٰ از سید یزدی یا شرائع الاسلام از محقق حلی پر مشتمل ہے۔ یہی وجہ ہیکہ۔

ابو تراب خوانساری صاحب کتاب (سبل الرشاد فی نجاۃ العباد) علامہ محدث مرزا محمد بن رجب علی طہرانی عسکری صاحب کتاب (مستدرک بحار الانوار، صحیفۃ اللامام علی النقی) سے بھی کسب فیض کیا آپ استاد علام کے مشائخ روایت میں سے بھی ہیں۔

نیز علامہ رجالی آیۃ اللہ محقق سید ابو محمد حسن صدر الدین عاملی متوفی سنہ ۱۳۵۷ ہجری صاحب کتاب (تاسیس الشیعۃ الکرام للفنون الاسلامیہ) سے بھی اس وقت اکتساب فیض کیا جب آپ ایام شباب میں ایک سال تک مدینہ کاظمیہ مقدسہ میں مقیم تھے علامہ فقیہ شیخ عبد اللہ ابن شیخ محمد حسن مامقانی سے بھی استفادہ کیا جن کی دو کتابیں (منتھی المقاصد فی الفقہ اور کتاب الرجال) کافی اہمیت کی حامل ہیں جو تین بڑی جلدوں میں ہے۔

آپ نے آیۃ اللہ شیخ محمد حرز الدین صاحب کتاب (معارف الرجال) اور علامہ زاھد شیخ محمد حسین بن حاج شیخ مرزا محمد خلیلی شیرازی نجفی عسکری سے بھی کسب فیض کیا جن کے حاشیے تفسیر بیضاوی، تفسیر مدارک، کفایہ، تفسیر کشاف اور نہج البلاغہ پر موجود ہیں رضاعت اور شہید اول کے اس قول یحرم الانسان اصولہ وفروعہ واصول فروع اصولہ پر رسالے بھی لکھے ہیں سامرہ میں آپ کا انتقال ہوا اور امامین عسکریین کے مشرقی رواق میں دفن ہوئے

۔ان کتابوں پر شرحیں اور حاشیے زیادہ پائے جاتے ہیں خاص طور سے ہمارے زمانے میں۔
حوزات علمیہ میں درس عامہ کی بہ نسبت امتیازی شان رکھتے ہیں اس مرحلے میں خصوصاً شاگرد استاد سے اس کے بیان کئے ہوئے موضوعات پر بحث کرتا ہے حوزے میں علم فقہ کو خاص مرتبہ حاصل ہے کیونکہ دینی مدرسوں اور یونیورسٹیوں میں فقہ کی تعلیم ہی کا درس اصل ہدف ہے حوزے میں فقط فقہاء و مجتہدین ہی نہیں ہوتے بلکہ متکلمین، فلاسفہ، ریاضی دان، مناطقہ، مفسرین، ادباء، شعراء، مولفین، خطباء، اور اس کے علاوہ دوسرے صاحبان علم وفضل وغیرہم بھی پائے جاتے ہیں اب یہاں درس و تدریس اور مدارس کا اصل ہدف دین کی نصیحت خداوند عالم کی طرف۔

جب استاد علام کا قیام کربلاء معلیٰ میں تھا تو انھوں نے وہاں علامہ حاج مرزا علی حسینی مرعشی حائری صاحب کتاب (شرح باب الحادی عشر) و (شرح وجیزہ شیخ بہائی در درایہ) سے بھی اپنی علمی تشنگی کو سیراب کیا۔

نیز آپ نے علامہ فقیہ مرزا ابو مھدی ابن علامہ مرزا ابو المعالی ابن علامہ حاج ملا محمد ابراھیم کرباسی اصفہانی کی خدمت میں کتاب سماء المقال کا درس لیا جو اصفہان میں فوت ہوئے اور مقبرہ تحت فولاد میں دفن ہوئے۔

۶۔ علم تفسیر ----

آپ نے علوم قرآن اور تفسیر قرآن اپنے والد مرحوم، شیخ محمد حسین شیرازی سید ھبۃ الدین شہرستانی اور سید ابراھیم شافعی رفاعی بغدادی سے حاصل کیا۔

ایک دن استاد علام نے مجھسے فرمایا تھا میں نے تفسیر بیضاوی کے مکمل پانچ دورے پڑھائے ہیں آپ ہی پہلے وہ شخص ہیں جنھوں نے پہلی بار قم میں گھروں سے نکال کر عامۃ الناس کے مختلف طبقات کے درمیان تفسیر قرآن کے دروس کی بنیاد رکھی۔

۔۔رہنمائی کرنا ہے۔ حوزہ علمیہ سے فارغ ہونیوالے افراد خدا کے اس قول۔ "فلولا نفر من کل فرقۃ طائفۃ۔" کا مصداق بنکر اطراف و اکناف میں دینی تدریس و تربیت اور اسلامی تبلیغ و ارشاد میں مشغول ہوتے ہیں نیز مختلف علوم و فنون میں تصنیف و تالیف کا فریضہ بھی ادا کرتے ہیں جسکی اسلامی معاشروں کی ضرورت ہوتی ہے۔ اقتباس از کتاب امام شاہرودی۔

۷۔۔ علم تجوید اور قرائت۔۔۔۔۔

ان علوم کا درس آپ نے اپنے والد مرحوم، آیۃ اللہ سید آقا شوستری آیۃ اللہ مرزا ابوالحسن مشکینی نجفی علامہ شیخ نور الدین شافعی بکتاشی اور علامہ شیخ عبد السلام کردستانی شافعی سے حاصل کیا جیسا کہ آپ نے مجھ سے بیان کیا ہے آپ نے ۱۰مرتبہ علم تجوید کا درس دیا آپ کا درس تجوید عموم مردم کے لئے بھی ہوا کرتا تھا جس طرح اس کا درس خاص ہوتا تھا آپ نے فرمایا ہے میں نے یہ کام اس لئے کیا تا کہ یہ علم لوگوں کی زبانوں پر باقی رہے۔

۸۔۔ حساب، ہندسہ، علوم ریاضیہ، علم افلاک، ہیئت و دیگر نادر علوم

یہ علوم آپ نے علامہ ریاضی شیخ عبد الکریم بوشہری صاحب کتاب (شش ھزار مسئلہ) جو بمبئی سے طبع ہوئی اور علامہ حاج ابوالقاسم موسوی خوانساری سے نجف اشرف کے مدرسہ آخوند میں حاصل کئے آپ کی چند تالیفات میں حاشیہ بر خلاصہ حساب شیخ بہائی حاشیہ بر کتاب اکراز حکیم ذاویز یلاسوس یونانی اور حاشیہ بر تحریر اقلیدس قابل ذکر ہیں آپ نے علم رمل اور علم جفر میں بھی کتابیں لکھی ہیں دعاء سیفی اور دوسری دعاؤں کی شرح بھی کی ہے۔

آپ نے محقق فاضل مرزا علی خان جو ڈاکٹر عندلیب زادہ کے نام سے مشہور ہیں جو عندلیب الذاکرین تہرانی نجفی کے صاحبزادے اور آیۃ اللہ مجاھد سید ابوالقاسم کاشانی کے داماد

تھے سے بھی کسب فیض کیا۔

علامہ مرزا محمود اہری جو نجف اشرف میں ریاضیات کے مدرس تھے جنھوں نے محقق جلال الدین دوانی کے طرز پر ایک رسالہ بھی تحریر فرمایا ہے آپ کے استاد رہے ہیں آپ علامہ آقا محمد محلاتی فرزند آیۃ اللہ حاج شیخ محمد اسماعیل محلاتی نجفی صاجب کتاب (گفتار خوش یارقلی) علامہ شیخ عبد الحمید رشتی نجفی، فاضل مرزا احمد منجم شیرازی صاحب کتاب (معرفۃ التقویم) علامہ آیۃ اللہ سید محمد کاظم عصار تہرانی جو فقہ واصول وریاضیات میں کثیر تالیفات رکھتے ہیں کے بھی حلقہ تلامذہ میں شامل رہے ہیں۔

آپ نے علامہ حاج مرزا جمال الدین فرزند علامہ مرزا ابوالمعالی فرزند علامہ حاج ملا محمد ابراھیم کرباسی سے نجف اشرف میں (تشریح الافلاک) اور ملا علی قوشجی کی کتاب (فارسی ہیت) نیز (شرح جغمینی) جیسی کتابیں پڑھیں۔ علامہ فقیہ مرزا محمود شیرازی نجفی جن کے حاشیے ریاضیات کی کتابوں اور کفایۃ الاصول ومطارح انظار پر موجود ہیں سے نجف اشرف میں مسائل ہیئت اور وقت وقبلہ کے مباحث حاصل کئے یہ شہر سامرہ میں مدفون ہیں علم حروف واوفاق کے دروس اس فن کے اساتذہ مرزا باقر ایروانی نجفی حاج شیخ محمد حسین شیرازی استاد علام رضا شاہ عراقی معروف بہ مرکب ساز مرزا ابوالحسن اخباری ھندی، سید یاسین علی شاہ ھندی اور رمزا علی اکبر حکمی یزدی قمی سے حاصل کئے۔

۹--- علم انساب ---

آپ اپنے ہم عصر مراجع عظام کے درمیان علم انساب میں امیازی شان رکھتے تھے اور اسی وجہ سے آپ کو اچھی خاصی شہرت بھی حاصل ہوئی اس علم کے رموز پہلے آپ نے اپنے والد مرحوم سے حاصل کئے اس کے بعد علامہ نساب سید رضا موسوی بحرانی غریفی نجفی صاحب

کتاب (الشجرۃ الطیبۃ فی الانساب العلویہ) اور علامہ فقیہ سید مہدی موسوی بحرانی غریفی نجفی جو بہت سی کتابوں کے مولف ہیں سے اس علم میں کسب فیض فرمایا۔

۱۰---علم طب-----

علم طب پہلے آپ نے اپنے والد مرحوم اور مرحوم علی خان موید الاطباء جو کربلاء معلیٰ میں مقیم تھے سے حاصل کیا۔

استاد علام نے ایک روز مجھ سے فرمایا کہ میں نے دو سال میں طب اور اس کے اولیات حاصل کر لئے تھے میں نے اس علم کو فقط اس لئے حاصل کیا ہے تاکہ وقت ضرورت اپنا معالجہ خود کر سکوں میں نے اس علم سے بہت زیادہ فائدے بھی اٹھائے ہیں قدیم زمانے میں علم طب حوزوی دروس میں شامل تھا اور اس کا مکمل طور پر درس بھی دیا جاتا تھا نجف اشرف میں اس فن کے بہت سے ماہرین اور حاذقین پائے جاتے تھے۔

مگر آج حوزات علمیہ میں علوم دینیہ کے طلباء کے درمیان علم طب کے نشانات مفقود ہو چکے ہیں اور اس کے لئے مخصوص یونیورسٹیاں اور کالج کھول دئے گئے ہیں۔

مجھے نہیں معلوم آخر یہ سستی اور لاپرواہی کیوں ہے کیا دنیوی امور میں زیادہ مشغولیت اور حوزات علمیہ کے بنیادی علوم فقہ واصول کی وسعت کی وجہ سے ایسا ہو رہا ہے یا پھر کوئی اور وجہ ہے۔

تعجب تو یہ ہے کہ اس کے علاوہ اور بھی دیگر علوم کی کتابیں ہمارے زمانے میں مفقود

ہوتی جارہی ہیں افسوس ہم کس حال میں ہیں۔

زندگی کے اخری ایام میں جب میں آپ کی خدمت میں شرفیاب ہوا تا کہ کناڈا سے کئے جانے والے سوال کا جواب سناؤں وہاں بعض مومنین کے درمیانی قبلہ کی تعیین کے سلسلے میں اختلاف پیدا ہو گیا تھا اور ان لوگوں نے استاد علام سے قبلہ کے بارے میں استفسار کیا تھا اسی دوران حوزے اور اس کے دروس کی بات چلی تو آپ نے حسرت ناک انداز میں فرمایا پہلے حوزہ میں مطول کا درس دیا جاتا تھا تا کہ طالب علم اپنے اندر علمی قوت پیدا کرے اور علمی میدان میں بلند وبرتر مقام پر فائز ہو جائے لیکن آج اس کا فاتحہ پڑھا جارہا ہے یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے حوزہ علمیہ میں مطول کا درس ختم ہو گیا ہے اس کے بعد آپ نے فرمایا شیخ انصاری ہر نماز صبح کے بعد تعقیب نماز کی طرح ابن مالک کے اشعار اور مطول کے ۵۰ صفحات اسے اہمیت دیتے ہوئے پڑھا کرتے تھے۔

اس کے بعد فرمایا مجھے حوزہ علمیہ اور اس کے طلاب کے مستقبل کے بارے میں اضطراب و قلق ہے اگر نظام اسی روش پر چلتا رہے گا تو خسران ہمارا مقدر بنے گا۔

روایت میں آپ کے مشائخ۔

شاید ہمارے زمانے میں علماء عامہ اور خاصہ کی طرف سے اجازہ روایت حاصل کرنے میں استاد علام کا کوئی مثیل نہ ہو آپ اس بلند وبر تر مقام اور عظیم ترین مرتبے میں یکتاء روز گار اور سب سے آگے تھے۔

آپ کو احادیث امامیہ اور نبویہ (ص) کے نقل کے سلسلے میں تقریباً ۴۰۰ اسلامی شخصیتوں کی طرف سے اجازے حاصل تھے آپ کے فرزند ڈاکٹر سید محمود مرعشی نے تمام اجازوں کو ایک مجموعہ کی شکل میں جمع کیا ہے جو انشاءا۔۔۔ زیور طبع سے آراستہ ہو گا اجازہ دینے والوں کی مختصر حالات زند گی بھی اجازے کے ساتھ دو جلدوں میں شائع ہو گی پہلی جلد تین فصل اور دوسری جلد صاحبان اجازات کے حالات زند گی پر مشتمل ہے۔

علامہ سید احمد حسینی جو کثیر تالیفات کے مالک ہیں نے مجھ سے فرمایا ہے میں نے صاحبان اجازات کے حالات زند گی مرتب کر لئے ہیں ان میں سے بعض بزر گوں سے میں نے ملاقات بھی کی ہے خدا سے دعا ہے وہ انھیں اس عظیم کام انجام دینے کی توفیق دے تا کہ صاحبان علم و فضل اور واقف کاران حدیث وروایت اس اہم تالیفات سے بہرہ مند ہو سکیں

استاد علام نے اپنی کتاب الطرق والاسانیذ میں اپنے تمام مشائخ کو بطور تفصیل یاد کیا ہے ہم یہاں القاب و آداب کے بغیر مختصر طور پر ان آیات عظام اور حجج کرام کے اسماء گرامی فہرست وار تحریر کرتے ہیں۔

۱۔۔سید حسن الصدر۔

۲۔۔الحاج مزا حسین علوی سبزواری۔

۳۔۔الحاج مرزا عبدالباقی موسوی صفوی شیرازی

۴۔۔سید علی حسینی کوہ کمری تبریزی

۵۔۔سید محمد مھدی موسوی بحرانی غریفی

۶۔۔سید محمد حسینی ساروی

۷--الحاج سید محسن امین عاملی شامی

۸--سید ھبۃ الدین حسینی شہرستانی

۹--سید ابوالحسن نقوی جو سید دلدار علی ھندی کے پوتے تھے

۱۰--سید علی نقی نقوی فرزند ابوالحسن مذکور معروف بہ نقن صاحب

۱۱--الحاج سید ابوالقاسم دہکردی اصفہانی

۱۲--سید محمد رضا حسینی کاشانی

۱۳--سید محمد حسینی تہرانی معروف بہ عصار

۱۴--الحاج سید محمد موسوی زنجانی

۱۵--سید جعفر جو سید بحرالعلوم نجفی کے پوتے تھے

۱۶--الحاج سید علی شوستری جو سید جزائری کے پوتے تھے

۱۷--سید صادق رشتی

۱۸--سید محمد صادق آل بحرالعلوم نجفی

۱۹--سید محمد فرزند حسین موسوی نجف آبادی اصفہانی

۲۰--سید محمد علی حسینی تفرشی نجفی

۲۱--سید محمد موسوی خلخالی نجفی

۲۲--سید احمد معروف بہ سید آقا شوستری نجفی

۲۳--سید احمد حسینی صفائی خوانساری

۲۴--الحاج سید ناصر حسین ہندی فرزند صاحب عبقات

۲۵--سید عبدالحسین شرف الدین موسوی عاملی

۲۶--سید محمد موسوی تبریزی معروف بہ مولانا

۲۷--الحاج سید علم الهدیٰ نصیر النقوی کابلی

۲۸--سید آقا حسین اشکوری

۲۹--سید محمد حجت کوہ کمری

۳۰--سید محمد علی موسوی شوستری

۳۱--سید محمد حسین شاہ عبدالعظیمی رازی

۳۲--سید محمد سعید حبوبی تحفی

۳۳--سید عبدالرازق حلوالنجفی

۳۴--سید عبداللہ سبزواری معروف بہ برہان المحققین

۳۵--سید عبداللہ بلادی بحرانی

۳۶--الحاج سید ابوالحسن اصفہانی موسوی

۳۷--سید محمد ابراھیم شیرازی

۳۸--الحاج سید آقا حسین طباطبائی قمی

۳۹--الحاج سید آقا طباطبائی بروجردی

۴۰--سید عبدالحسین نبطی

۴۱--سیدۃ خانم امینہ علویہ اصفہانی

۴۲--سید نجم الحسن ھندی

۴۳--الحاج سید کاظم عصار

۴۴--الحاج سید علی نجف آبادی اصفہانی

۴۵--سید محمد اصفہانی کاظمینی

۴۶--الحاج سید فخر الدین

۴۷-- سید اسماعیل شریف الاسلامی مرعشی

۴۸-- الحاج سید حسین قمی معروف کوچہ حرمی

۴۹-- سید محمد باقر قزوینی

۵۰-- سید محمد زنجانی

۵۱-- الحاج شیخ عبد الحسین بغدادی

۵۲-- الحاج شیخ محمد رضا دزفولی

۵۳-- آخوند مولی محمد حسین فشار کی اصفہانی

۵۴-- شیخ فیاض الدین زنجانی

۵۵-- شیخ علی دامغانی

۵۶-- شیخ علی اکبر نہاوندی

۵۷-- شیخ آقا بزرگ طہرانی

۵۸-- شیخ محمد رضا اصفہانی مسجد شاھی

۵۹-- شیخ محمد باقر قاینی بیر جندی

۶۰-- الحاج مرزا ابوالھدیٰ کرباسی

۶۱-- الحاج مزا محمد شیرازی نجفی

۶۲-- مزا ابوالحسن جیلانی معروف بہ شریعت مدار

۶۳-- شیخ محمد صالح لوزی طبرسی

۶۴-- مرزا ابوالحسن مشکینی اردبیلی

۶۵-- شیخ فضل اللہ لوزی طبرسی حائری

۶۶-- شیخ فدا حسین قرشی ھندی

۶۷-- الحاج شیخ ابوالقاسم قمی

۶۸-- الحاج شیخ فاضل مشہدی خراسانی

۶۹-- الحاج شیخ عبداللہ مامقانی

۷۰-- شیخ محمد حسن فراهانی

۷۱-- شیخ ملامهدی بنائی حائری

۷۲-- الحاج مرزا محمد تهرانی

۷۳-- شیخ علی فرزند جعفر کاشف الغطاء نجفی

۷۴-- شیخ محمد حرزالدین نجفی

۷۵-- الحاج مرزاہادی خراسانی حائری

۷۶-- الحاج شیخ علی فرزند ابراهیم قمی معروف بہ زاہد

۷۷-- مرزا محمد فرزند محمد حسن همدانی معروف بہ جولانی

۷۸-- الحاج مرزا یحیی خوئی معروف بہ امام

۷۹-- الحاج شیخ محمد عراقی معروف بہ سلطانی

۸۰-- الحاج شیخ عبدالحسین شیرازی حائری

۸۱-- شیخ باقر قمی

۸۲-- شیخ مرتضی طالقانی نجفی

۸۳-- شیخ مرزا محمد علی جهاردہی رشتی

۸۴-- الحاج مرزا ابوالحسن آقا معروف بہ انگجی

۸۵-- شیخ اسماعیل معزالدین اصفهانی

۸۶-- شیخ محمد شریف اردوبادی نجفی

۸۷-- شیخ محمد جواد رازی

۸۸-- مرزا حیدر قلی خان سردار کابلی

۸۹-- الحاج مرزا ھدایۃ اللہ قزوینی

۹۰-- شیخ ابو عبداللہ زنجانی

۹۱-- شیخ ضیاء الدین عراقی نجفی

۹۲-- شیخ محمد حسین نائینی

۹۳-- شیخ محمد جواد فرزند عباس گلپائیگانی

۹۴-- الحاج شیخ مھدی اصفھانی

۹۵-- شیخ عیسی فرزند شکراللہ لواسانی تہرانی

۹۶-- مرزا حسن حائری شیرازی

۹۷-- مرزا فخر الدین شیخ الاسلام حسینی قمی جو صاحب قوانین کے نواسے تھے

۹۸-- الحاج شیخ عباس قمی

۹۹-- شیخ خلف آل عصفور بحرانی

۱۰۰-- الحاج مرزا حسن فرزند الحاج ملا علی علیاری تبریزی

۱۰۱-- مرزا محمد علی اردوبادی نجفی

۱۰۲-- مرزا فضل اللہ زنجانی معروف بہ شیخ الاسلام

۱۰۳-- شیخ عبدالغنی عاملی نجفی، جو شیخ حر عاملی کی نسل سے ہیں

۱۰۴-- الحاج مرزا صادق آقا تبریزی

۱۰۵-- الحاج شیخ عبدالکریم حائری یزدی

۱۰۶-- شیخ عبدالمحسن خاقانی خرم شہری

۱۰۷--شیخ حسن علی اصفہانی

۱۰۸--مرزا محمد علی شاہ آبادی

۱۰۹--الحاج مرزا محمد رضا کرمانی

۱۱۰--الحاج شیخ حبیب اللہ ترشیزی

۱۱۱-- آقا مرزا آقا اصطہباناتی شیرازی نجفی

۱۱۲--الحاج شیخ جواد بلاغی

۱۱۳--الحاج شیخ مہدی اصفہانی مسجد شاہی

۱۱۴--شیخ اسماعیل اصفہانی معروف بہ بشمی

۱۱۵--شیخ مہدی قمی حکمی

۱۱۶--الحاج مرزا رضا کرمانی

۱۱۷--الحاج مرزا علی شہرستانی مرعشی حائری

۱۱۸--شیخ مرتضیٰ جہرۃ قانی تبریزی

۱۱۹--الحاج امام جمعہ خوئی

۱۲۰--شیخ سراج الدین فدا حسین قرشی

۱۲۱--سید محمود مرعشی والد استاد علام ۔ اسکے علاوہ دوسرے علماء امامیہ نے بھی آپ کو اجازہ روایت دیا ہے۔

علماء اسماعیلیہ نے بھی آپ کو اجازہ روایت دیا ہے جس میں درج ذیل قابل ذکر ہیں۔

۱۲۲--سید محمد ھندی مقیم گجرات

۱۲۳--سید سیف الدین طاہر جو اسماعیلیہ کے امام تھے

علماء زیدیہ سے بھی آپ روایت کرتے ہیں۔

۱۲۴--سید قاسم فرزند ابراھیم احمد علوی حسنی زیدی یمانی

۱۲۵---سید محمد بن محمد بن اسماعیل منصور زیدی مماتی

۱۲۶--شیخ یحییٰ بن حسین بن اسماعیل بن ابراھیم سہیل زیدی

۱۲۷--سید احمد محمد زبارۃ الزیدی نقی جمہوریہ عربیہ یمنیہ

۱۲۸--سید یحییٰ بن منصور باللہ محمد بن حمیدالدین صنعانی

۱۲۹--شیخ عبداللہ بن عبدالکریم بن محمد جرافی زیدی

۱۳۰--شیخ عبداللہ بن محمد بن محسن سراجی صفائی یمانی

۱۳۱--قاضی احمد بن احمد بن محمد سیاغی زیدی یمانی

۱۳۲--سید اسماعیل بن احمد بن عبداللہ مختفی زیدی

۱۳۳--شیخ عبدالرازق بن عبدالرزاق رقمی زیدی یمانی

۱۳۴--شیخ عبداللہ بن احمد رقمی زیدی

۱۳۵--شیخ محسن بن احمد بن جلال زیدی

۱۳۶--شیخ یحییٰ بن صالح بن حسین سراج یمانی زیدی

علمائے عامہ سے بھی آپ نے روایت کی ہے

۱۳۷--شیخ محمد بہجۃ البیطار حنفی دمشقی مفتی دمشق

۱۳۸--شیخ احمد بن شیخ امین کفتار مفتی جمہوریہ سوریہ

۱۳۹--سید حسن الاسعدی شافعی کروی

۱۴۰--شیخ یوسف الدجوی مصری مالکی

۱۴۱--سید علی بن محمد علوی شافعی یمانی

۱۴۲-- شیخ محمد نجیب المطیعی حنفی مصری

۱۴۳-- شیخ ابراھیم حبابی مصری جو سابق میں شیخ ازھر تھے

۱۴۴-- شیخ احمد بن محمد مقبول اھدل شافعی یمانی حضرمی

۱۴۵-- شیخ محمد اللہ حافظ جی حضور امیر شریعتی بنگلادیشی حنفی

۱۴۶-- شیخ محمد حسن مساط مالکی

۱۴۷-- شیخ محمد بن صدیق بطاح اھدل شافعی

۱۴۸-- شیخ علوی بن طاہر بن عبداللہ الحداد شافعی حضرمی

۱۴۹-- شیخ محمد طاہر بن عاشور مالکی مغربی

۱۵۰-- شیخ عبدالواسع بن یحییٰ واسعی شافعی یمانی

۱۵۱-- سید ابراھیم راوی رفاعی شافعی بغدادی

۱۵۲-- شیخ عبدالحفیظ بن محمد طاھر فھری مالکی مغربی

۱۵۳-- شیخ حسین مجدی مدرس شافعی کردستانی

۱۵۴-- شیخ داؤد بن محمد عبداللہ مرزوقی زبیدی شافعی یمانی

استاد علام کے تلامذہ

نجف اشرف میں حوزہ علمیہ کی تاسیس بلکہ مدرسہ شیخ مفید اور بغداد میں مدرسہ سید مرتضیٰ کی تاسیس ہی سے مراجع کرام کی نمایاں خصوصیت یہ رہی ہے کہ وہ ابتدائے حیات علمی سے آخر عمر تک تمام درسی مراحل میں تدریس کی کامل صلاحیت اور مہارت رکھتے تھے بلکہ بعض مراجع کرام ایسے بھی تھے جو شام کو ان کتابوں کا درس دیتے تھے جن کے دروس صبح کو حاصل کرتے تھے پوچھا جاتا تھا جسے آپ نے ابھی صبح کو پڑھا ہے کیسے شام کو اس کا درس دیتے ہیں ہوسکتا ہے طالبان علم اعتراض کریں اور آپ اس کے جواب سے ناواقف ہوں تو جواب دیا کرتے تھے اگر درس میں کوئی ایسا اعتراض ہوتا تھا جس سے ہم ناواقف ہوں تو صبح کے درس کی طرف ہمارا ذھن متوجہ ہوجاتا ہے اور اس سے ہم اس اعتراض کا حل تلاش کرلیا کرتے ہیں مدرسین عظام اور مراجع کرام کی یہی روشن خصوصیات ہیں (۱) انھیں بزرگوں میں استاد علام بھی تھے

آپ نے ایک دن مجھ سے فرمایا تھا نجف اشرف میں میں نے مقدمات کا دس مرتبہ درس دیا خارج سے پہلے کی سطوح کی کتابیں مکرر پڑھائیں اور محقق آخوند کی کفایۃ الاصول کا درس ابتداء سے انتہا تک ۱۷ مرتبہ دیا تھا وہ طلاب کرام کے بڑے حلقہ میں وسیع شہرت کے مالک تھے

---

(۱) آپ نے یہ حکایت مرجع تقلید آیۃ اللہ العظمیٰ السید خوئی رحمۃ اللہ سے نقل کیا ہے۔

اور بہت سے صف اول کے علماء آپ کے تلامذہ میں سے تھے

قم مقدسہ میں اصول و فقہ کے درس خارج کی ابتداء اس وقت کی جب آپ آیۃ اللہ العظمیٰ موسس حوزہ علمیہ قم شیخ عبدالکریم حائری کے ساتھ تھے۔

آپ نماز صبح سے پہلے تدریس کا آغاز کرتے اور ایک درس دینے کے بعد حرم شریف میں نماز صبح کے فرائض انجام دیتے اس کے بعد دوسرا درس پھر ناشتے کی غرض سے گھر آتے اور پھر پلٹ کر درس کے لئے جاتے یہ سلسلہ رات تک جاری رہتا تھا۔

آپ نے حوزہ علمیہ قم میں ۷۰ سال تک سیدہ معصومہ فاطمہ بنت موسیٰ بن جعفر علیہم السلام کے جوار میں درس دیئے اور اپنے انفاس قدسیہ سے سیکڑوں اساتذہ، علماء، خطباء، محققین، آیات، اور ججز کی تربیت کی آپ کے شاگرد اپنے ہم عصروں پر فوقیت لے گئے اور اپنے قوم کی طرف لوٹ آئے تاکہ انھیں انذار کریں۔

ان لوگوں نے آپ کے حلقہ درس سے علم حاصل کئے اور تمام اسلامی ممالک میں اس کی روشنی پھیلائی آپ سے کسب فیض کرنے والوں نے علم و عمل سیاست، ثقافت، اور شریعت میں نمایاں اور درخشاں کامیابی حاصل کی۔

قم مقدسہ میں آپ کے اہم تلامذہ۔

سید باقر طباطبائی سلطانی، شیخ مرتضیٰ حائری یزدی، شیخ قوام الدین وشنوی قمی، شیخ محمد علی توحیدی، شیخ عباس مستقیم، شیخ عباس صفائی، شیخ ابوالمجد الاسلامی، شیخ شہاب الدین اشراقی، سید حسن نجوی، شہید سید مصطفیٰ خمینی، سید علی بن حسین علوی، شیخ مصطفیٰ اعتمادی، شیخ قدرۃ اللہ

وجدانی، شیخ حسن نوری، شیخ حسین غفاری، شیخ ابوطالب تجلیل تبریزی، اور دیگر بزرگان علم وفقہ۔

تہران میں اہم تلامذہ۔

شہید شیخ مرتضیٰ مطہری، شہید شیخ حسین غفاری، آقا یحییٰ عبادی، شیخ امامی کاشانی سید محمود طالقانی، شیخ علی اکبر ہاشمی رفسنجانی۔

تبریز اور آذربیجان میں اہم تلامذہ۔

شہید سید محمد علی قاضی طباطبائی، شہید اسد اللہ مدنی، شیخ ولی اللہ اشراقی، سید ابوالحسن مولانا، سید ابوالقاسم مولانا، شیخ یوسف علی مامقانی۔

مشہد، گیلان اور مازندران میں آپ کے تلامذہ۔

مرزا جواد طہرانی، شیخ مروارید، شیخ احسان بخش، شیخ لاکانی، شیخ پیشوائی، شیخ حسن غروی، شیخ کاشفی، شیخ مجتہد زادہ، سید حجۃ اللہ موسوی، شیخ عبد اللہ نظری، شیخ ایازی، شیخ داراب کلائی۔

یزد و اصفہان میں آپ کے تلامذہ۔

شہید شیخ محمد صدوقی، سید طاہر اصفہانی، سید علی رضا ریحانی، سید جواد مدرسی، شیخ سالک۔

ایران کے اطراف بروجرد میں شیخ محمد قوانینی اراک میں شیخ یحییٰ ابوطالبی بیرجند میں شیخ محمد

حسین نائغ آیتی خوانسار میں نجم الھدی' سید مہدی غضنفری، سید محمد علی ابن رضا کاشان میں شیخ جعفر صبوری، شیخ اعتماد، شیخ حسین امامی ہمدان میں شیخ رضا انصاری، شیخ باقر مہاجرانی، مرزا مھدی مدرس، باختران میں شیخ محمد رضا کاظمی، آقا علاؤالدین آل آقا اردبیل میں مرزا حسن طاہری جیسے شاگرد ہیں اس کے علاوہ ایران اور دوسرے ممالک میں بھی استاد علام کے آسمان علم کے چمکتے ہوئے ستارے پائے جاتے ہیں۔

آپ کی تصنیفات و تالیفات --

خداوند عالم قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے ﴿ن والقلم وما یسطرون﴾ ۱
(قسم ہے نون اور قلم اور اس چیز کی جو لکھتے ہیں)

یہ بات پوشیدہ نہیں ہے کہ جس کے پاس قلب سلیم اور پاکیزہ سماعت ہے وہ اس بات کی گواہی دیگا کہ سید الشہداء ابو عبداللہ الحسین علیہ السلام عالم مکاشفہ میں روحانی قلم (۱) کے ذریعہ جس پر لطف و مہربانی کریں پھر وہ تصنیف و تالیف میں کثیر تعداد کا کیونکر مالک نہ ہو اور اس کے تحریر کردہ رسالے اور کتابوں کی تعداد سو سے کیوں نہ بڑھ جائے اگرچہ مراجع کرام کی تصنیف و تالیف کا زمانہ بہت ہی کم ہوا کرتا ہے جو علم کی عالی حد سے مرجعیت تک کے درمیان محدود رہتا ہے لیکن استاد علام اس کے باوجود بھی مفید تصنیف و تالیف میں سر گرم رہے جس سے عام و خاص اور مطالعہ و مباحثہ کرنے والے افراد بے نیاز نہیں ہیں۔

ایک دن استاد نے مجھ سے فرمایا میرے پاس مخطوطات کا بوریوں سرمایہ ہے لیکن میری غربت کی وجہ سے میرے پاس کوئی ایسا شخص نہیں ہے جو اسے سلیقہ سے مدون کرے۔

ایک دن اور ایک دلچسپ حدیث کے ذیل میں فرمایا علماء گرمی کے موسم میں شدت حرارت کی وجہ سے حوزہ علمیہ میں تعطیل کر کے قم سے دور ایسے سرسبز و شاداب مقامات پر چلے

---

(۱) چوتھی کرامت کی طرف مراجع کیجیئے ص_۱۲۲

جاتے ہیں جو گرمی کا موسم بسر کرنے کے لئے بہترین علاقہ شمار کیا جاتا ہے لیکن میں اسی شہر میں تحقیق و تالیف کی وجہ سے گرمی کی شدت برداشت کرتا رہا کبھی اس دیوار کے سائے میں پناہ لیتا تھا کبھی اس دیوار کے سائے میں اس طرح سالہاسال گزر گئے اور میں تصنیف و تالیف میں مصروف رہا۔

اس جیسے عظیم اور صابر انسان کی زندگی کیونکر کتابوں اور رسالوں سے ثمر بار نہ ہوتی اور کتاب احقاق الحق پر ان کی تعلیقات ان کی زندگی کا بہترین ثمرہ اور ہمیشہ باقی رہنے والا علمی اثر کیوں نہ قرار پاتیں۔

میں نے سالہاسال انھیں نماز صبح سے پہلے محراب عبادت میں کسی نہ کسی کتاب کا مطالعہ کرتے ہوئے دیکھا ہے جس سے وہ احقاق الحق کے تعلیقات کے لئے مواد فراہم کرتے تھے آپ نے مختلف علوم وفنون میں نایاب کتابیں اور مفید رسالے بھی تحریر کئے ہیں آپ کے بعض رسالے اور کتابیں ایسی بھی ہیں جو چند صفحات پر مشتمل ہیں۔

استاد علام اپنی پہلی وصیت میں اپنے فرزند سے اپنی تصانیف کے متعلق فرماتے ہیں میں اسے اپنی کتاب (مشجرات آل الرسول الاکرم) عمدۃ الطالب پر تعلیقات اور اپنے تمام آثار اور قلمی رشحات کے تکمیل کی وصیت کرتا ہوں جنھیں میں نے سیکڑوں بلکہ ہزاروں کتابوں سے راتوں کی بیداری اور دنوں کی تھکن کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے حاصل کیا ہے یہ دونوں مذکورہ بالا کتابیں زمانے کے حسنات میں سے ہیں ان میں بہت سے فوائد ونوادر بھی پوشیدہ ہیں جو دوسری کتابوں میں نہیں پائے جاتے خداوند عالم مجھے ان دونوں کتابوں کے ذریعے بہترین جزا دے۔

وصیت نامے میں ایک جگہ اور فرماتے ہیں میں اسے اپنی تمام ناقص تصنیف و تالیف

کی تکمیل اوراس کے نشر واشاعت کی وصیت کرتا ہوں جو فقہ اصول انساب، رجال، درایہ، تفسیر، حدیث، تاریخ، تراجم، مجامع، علوم غریبہ اور سیر وسلوک جیسے علوم پر مشتمل ہے اس کے علاوہ میں اپنے حالات کشفیات، مجاھدات، اور متاعبات پر مشتمل کتابوں کی بھی وصیت کرتا ہوں۔

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں میں اسے اپنی تمام تصانیف و تالیف کے نشر کی وصیت کرتا ہوں خصوصیت سے ان کتابوں کی جو میں نے عالم شباب میں مختلف علوم، غرائب عجائب اور انساب کے متعلق تحریر کی ہیں۔

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں میں اسے اپنے ان منظومات کی جو مختلف حالات میں میرے طبع موزوں سے وجود میں آئیں کی جمع و تدوین کی وصیت کرتا ہوں۔

اب ہم ان تصنیفات و تالیفات کا ذکر کرتے ہیں جو ان کے سحر البیان قلم سے وجود میں آئی ہیں پروردگار سے دعا ہے وہ اولاد کو اپنے آباء واجداد کے آثار زندہ کرنے اور ان کے علوم کے چشمے سے لوگوں کو سیراب کرنے کی توفیق دے۔

انساب، رجال، تاریخ اور سفر نامے۔

(۱) مشجرات آل الرسول الا کرم --- یہ کتاب چار جلدوں پر مشتمل ہے جس میں پوری دنیا کے سادات کے انساب بیان کئے گئے ہیں آپ نے اپنی نصف عمر اس کتاب کی تالیف و تنسیق اور تدوین میں صرف کی یہ عربی زبان میں شجروں کی شکل میں ہے۔

(۲) کتاب المسلسلات فی ذکر الاجازات --- یہ کتاب جملہ علماء شیعہ امامیہ زیدیہ اسماعیلیہ اور علماء عامہ کی طرف سے دئے گئے اجازات پر مشتمل ہے اس کا ایک نسخہ میں نے آپ کے فرزند کے پاس دیکھا ہے جو طباعت کے لئے آمادہ ہے۔

(۳) طبقات النسابین --- یہ کتاب دو ضخیم اور بڑی جلدوں میں ہے جو اسلام کی پہلی صدی سے چودھویں صدی تک کے علماء نساب کے حالات زندگی پر مشتمل ہے فاضل سید مہدی رجائی نے اس کتاب سے استاد علام کی کتاب لباب الانساب کے مقدمے کے لئے اقتباس فرمایا ہے۔

(۴) مزارات العلویین --- اس کتاب میں پوری دنیا کے سادات کرام اور علویوں کی قبروں کا تذکرہ ہے جسے آپ نے رجال و انساب اور الواح القبور نامی کتابوں سے اخذ کیا ہے یہ عربی زبان میں حروف تہجی کے اعتبار سے ترتیت دی گئی ہے۔

(۵) الفوائد الرجالیۃ --- یہ کتاب علم رجال کے اہم مباحث پر مشتمل ہے جسے آپ نے اس فن کے اساتذہ سے اخذ کیا ہے۔

(۶) اعیان المرعشیین --- یہ کتاب خاندان مرعشی کے سیکڑوں فقہاء علماء حکماء، متکلمین، فلاسفہ، محدثین، ادباء، بادشاہوں اور وزیروں کے حالات زندگی پر مشتمل ہے --

(۷) اللئالی المنتظمۃ والدرر الثمینۃ --- یہ کتاب علامہ حلی، قاضی نور اللہ شوشتری صاحب احقاق الحق متوفی ۱۰۱۱ ہجری اور قاضی شافعی فضل بن روز بہان کے حالات زندگی پر مشتمل ہے تعلیقات احقاق الحق کے مقدمے میں ان حضرات کے حالات زندگی شائع ہوئے ہیں۔

(۸) مستدرک کتاب شہداء الفضیلۃ --- یہ کتاب شیخ عبد الحسین امینی نجفی (صاحب الغدیر) کی تحریر ہے استاد علام نے اپنے اس مستدرک میں شہداء علماء شیعہ کی ایک جماعت کا ذکر کیا ہے جنھیں علامہ امینی نے ذکر نہیں کیا ہے۔

(۹) لمعۃ النور والضیاء --- یہ رسالہ سید ابوالرضا فضل اللہ راوندی کاشانی کے حالات زندگی کے بارے میں لکھا گیا ہے جو کتاب (المناجاۃ الالٰہیات فی مناقب امیر المومنین) کے ضمیمہ کے ساتھ ۱۳۸۴ ہجری قمری میں طہران سے شائع ہوا۔

(۱۰) سجع البلابل فی ترجمۃ صاحب الوسائل --- یہ ایک رسالہ ہے جو مولف وسائل الشیعۃ شیخ حر عاملی

کی حالات زندگی پر مشتمل ہے یہ کتاب (اثباۃ الھداۃ بالنصوص والمعجزات) کے ساتھ شائع ہوا

(۱۱) وسیلۃ المعاد فی مناقب شیخنا الاستاد --- یہ رسالہ تفسیر آلاء الرحمن اور رالھدیٰ الیٰ دین المصطفیٰ نیز دیگر اہم تالیفات کے موئف شیخ محمد جواد بلاغی کے حالات زندگی پر مشتمل ہے جو کتاب (المدرسۃ السیارہ فی رد النصاریٰ) کے ضمیمہ کے ساتھ ۱۳۸۲ ہجری میں تہران سے شائع ہوا۔

(۱۲) لولوۃ الصدف فی حیاۃ السید محمد الاشرف --- یہ رسالہ فیلسوف کبیر محقق میر داماد کے نواسے علامہ عبدالحبیب کے فرزند سید محمد اشرف کے حالات زندگی پر لکھا گیا ہے (جو کتاب فضائل السادات) موئف محمد اشرف، کے ضمیمہ کے ساتھ سنہ ۱۳۸۰ ہجری میں قم سے شائع ہوا۔

(۱۳) منیۃ العالمین --- یہ رسالہ محدث شہید ابوجعفر محمد بن فتال نیشاپوری کے حالات زندگی پر مشتمل ہے جو روضۃ الواعظین کے ضمیمہ کے ساتھ سنہ ۱۳۷۷ ہجری میں قم مقدسہ سے شائع ہوا۔

(۱۴) الفتحیہ --- یہ رسالہ میر ابوالفتح شریفی عربشاہی جرجانی صاحب کتاب (تفسیر الشاھی فی آیات الاحکام در زبان فارسی) کے حالات زندگی پر محتوی ہے جو تبریز سے کسی کتاب کے ضمیمہ کے ساتھ شائع ہوا۔

(۱۵) مطلع البدرین --- یہ رسالہ محدث لغوی مفسر کبیر شیخ فخرالدین محمد علی طریحی نجفی صاحب کتاب (مجمع البحرین) کی سوانح حیات پر مشتمل ہے جو سنہ ۱۳۷۹ھ میں تہران سے شائع ہوا۔

(۱۶) مفرج الکروب --- یہ رسالہ علامہ دیلمی صاحب کتاب ارشاد القلوب کے دور حیات پر تحریر کیا گیا ہے جو سنہ ۱۳۸۸ھ میں کسی کتاب کے ضمیمہ کے ساتھ تہران سے شائع ہوا۔

(۱۷) رسالہ طریقۃ --- یہ رسالہ فارسی زبان میں شیخ جعفر یا شیخ علی نقی شیخ الاسلام کے حالات میں تحریر ہے جو معارف الھیہ میں لکھی ہوئی کتاب تحفہ شاہی کے ساتھ سنہ ۱۳۸۰ ہجری میں شائع ہوا۔

(۱۸) ایک اور رسالہ استاد علام نے فارسی زبان میں اپنے استاد آیۃ اللہ شیخ محمد محلاتی نجفی (صاحب

کتاب کفتار خوش یارقلی جو باطل مذاهب کی رد میں لکھی گئی ہے) کے حالات پر تحریر کیا ہے جو سنہ ۱۳۸۴ ہجری میں کسی کتاب کے ضمیمہ کے ساتھ تہران سے شائع ہوا۔

(۱۹) شیخ عز الدین ابن اثیر الموصلی صاحب کتاب اسد الغابہ کے حالات حیات پر ایک رسالہ ہے جو تہران سے شائع ہوا۔

(۲۰) الحاج سید ابوالقاسم طباطبائی تبریزی نجفی معروف بہ علامہ متوفی سنہ ۱۳۶۲ ہجری کی زندگی پر بھی ایک رسالہ ہے جو کتاب مشجرات اجازات علماء الامامیہ کے ضمیمہ کے ساتھ شائع ہوا۔

(۲۱) ریاض الاقاحی ---یہ رسالہ متکلم محدث شیخ زین البیاضی عاملی صاحب کتاب الصراط المستقیم الی مستحقی التقدیم کے حالات زندگی پر مشتمل ہے جو سنہ ۱۳۸۴ ہجری میں تہران سے شائع ہوا۔

(۲۲) جلال الدین سیوطی شافعی کی کتاب الدر المنثور پر مقدمہ بھی تحریر کیا ہے جو تہران سے شائع ہوا۔

(۲۳) الافسطیہ ---اس رسالہ میں قم مقدس کے اطراف کے دیہات، قریہ طفرود کے سادات کرام کے انساب بیان کئے ہیں جو محدث عباس قمی کی کتاب وقائع الایام کے ساتھ طھران سے شائع ہوا۔

(۲۴) مصر میں خلفاء فاطمین کے انساب کی صحت پر ایک رسالہ ہے جسے آپ نے مدیر مجلہ ھدی الاسلام علامہ فاضل حسن قاسم مصری کی فرمائش پر لکھا ہے

(۲۵) رسالہ در اشباہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

(۲۶) حضرت سید الشہداء امام حسین علیہ السلام کے سر اقدس کے موضع دفن کی تعیین میں ایک رسالہ ہے جو مورخین کے اقوال اور خود اختیار کئے ہوئے قول اصح پر مشتمل ہے کاش یہ زیور طبع سے آراستہ ہو جاتا

(۲۷) کشف الظنون عن حال صاحب کشف الظنون -- یہ رسالہ موٴلف کتاب کاتب الحلبی کے حالات زندگی پر مشتمل ہے جو تہران سے شائع ہوا۔

(۲۸) منہج الرشاد فی ترجمۃ الفاضل الجواد --- یہ رسالہ فاضل جواد کے حالات میں ہے جو مسالک الافہام کے ساتھ شائع ہوا۔

(۲۹) ایک رسالہ حاج مومن شیرازی جزائری کے حالات پر لکھا گیا ہے جس کا نام کاشفۃ الحال فی ترجمۃ صاحب خزانۃ الخیال ہے یہ طبع ہوا۔

(۳۰) ایک رسالہ سلطان علی فرزند امام محمد باقر علیہ السلام کے دور حیات پر مشتمل ہے جو کاشان میں مدفون ہیں۔

(۳۱) المنن والمواھب العددیہ --- یہ رسالہ میر محمد قاسم نساب سبزواری کے حالات پر مشتمل ہے جو تبریز سے شائع ہوا۔

(۳۲) غنیۃ المستجیز --- یہ رسالہ استاد علام کے سلسلہ اجازات اور مرحوم حاج مرزا احمد اصفہانی کے اجازۃ روایت پر مشتمل ہے جو کتاب (الشمس الطالعہ فی شرح زیارۃ الجامعہ) کے ساتھ طبع ہوا

(۳۳) رسالہ در حالات صاحب کتاب عمدۃ الطالب۔

(۳۴) العزیۃ --- یہ رسالہ شہید عزالدین یحییٰ معروف بہ امام زادہ کے حالات پر مشتمل ہے طہران میں آپ کا مزار ہے یہ رسالہ جو۔سنہ ۱۳۸۲ہجری قمری میں شائع ہوا۔

(۳۵) ھدیۃ النبلاء --- یہ کتاب سنہ ۱۰۰۰ھج قمری کے بعد کے علماء اور علوی سادات جن کا ذکر تراجم کی کتابوں میں بہت کم ملتا ہے کے حالات زندگانی پر مشتمل ہے۔

(۳۶) التبصرۃ فی ترجمۃ موٴلف التکملۃ --- یہ رسالہ نجوم السماء کے مقدمہ میں تحریر ہے۔

(۳۷) المجدی فی حیاۃ صاحب المجدی --- یہ رسالہ صاحب (کتاب المجدی در علم نسب) جو پانچویں صدی ہجری کی اہم شخصیتوں میں ہیں کے حالات زندگی پر مشتمل ہے سنہ ۱۴۱۰ہجری میں یہ اسی

کتاب کے ضمیمہ کے ساتھ شائع ہوا۔

(۳۸) الضوء البدری فی حیات صاحب الفخری ---یہ رسالہ صاحب کتاب (الفخری فی علم النسب قاضی سید ابوطالب کے حالات زندگی پر مشتمل ہے جو ساتویں صدی ہجری کی اہم شخصیتوں میں تھے یہ رسالہ اسی کتاب کے ضمیمہ کے ساتھ شائع ہوا۔

(۳۹) کشف الارتیاب ---یہ رسالہ ابوالحسن بیہقی معروف بہ ابن فندق متوفی سنہ ۵۶۵ ھ کے حالات زندگی پر مشتمل ہے جو انھیں کی کتاب لباب الانساب کے ضمیمہ کے ساتھ شائع ہوا۔

(۴۰) رسالہ در حالات مرحوم سید علی اصغر محمد شفیع جابلقی۔

(۴۱) حاشیہ بر کتاب وقائع الایام مولف محدث کبیر شیخ عباس قمی قدس سرہ۔

(۴۲) رسالہ در فوائد صحیفہ سجادیہ یہ طہران سے اسی کتاب کے ضمیمہ کے ساتھ شائع ہوا۔

(۴۳) ملا آخوند ملا عبدالکریم جزی حائری کی کتاب (تذکرۃ القبور) کی تکمیل کی ہے جس کا کچھ حصہ ضمیمۂ کتاب کے طور پر سید مصلح الدین مھدی اصفہانی کی جانب سے شائع ہوا۔

(۴۴) منیۃ الرجال فی شرح نخبۃ المقال ---یہ کتاب علامہ سید حسین حسینی بروجردی متوفی سنہ ۱۲۷۷ ہجری کی کتاب (منظومہ نجمۃ المقال) کی شرح ہے اس کی پہلی جلد سنہ ۱۲۷۸ ہجری میں قم سے طبع ہوئی۔

(۴۵) ھدیۃ ذوی النھی فی ترجمۃ المولی علم الھدی ---یہ رسالہ مولی محمد معروف بہ علم الھدی کاشانی ابن مولی فیض کاشانی کے حالات زندگی پر مشتمل ہے جو کتاب معادی الحکمۃ فی مکاتیب الائمۃ کے ضمیمہ کے ساتھ شائع ہوا۔

(۴۶) شرح کتاب عمدۃ الطالب فی انساب آل ابی طالب از علامہ سید جمال الدین احمد بن عنبہ الداؤدی اس شرح کا شمار استاد علام کی اہم تالیفات میں ہوتا ہے۔

(۴۷) مزارات الطالبین --

(۴۸) الصرفہ یہ صاحب کتاب نفحہ کے حالات میں ایک رسالہ ہے۔

(۴۹) سفر نامہ اصفہان ----- یہ کتاب سنہ ۱۳۴۲ ہجری میں آپ کے سفر اصفہان کے حالات پر مشتمل ہے۔ جس میں وہاں کے تاریخی، تعمیری آثار اور علماء وادباء کے قبور نیز بعض فضلاء کی ملاقات کا ذکر تحریر ہے۔

(۵۰) سفر نامہ شیراز --- یہ کتاب آپ کے سفر شیراز جسے شہر ادب کہا جاتا ہے کے حالات پر مشتمل ہے جس میں وہاں کے قدیمی آثار اور علماء وادباء جیسے شیخ عبدالنبی، مرزا احمد بن محمد کریم تبریزی جو صوفیوں کے سلسلہ ذھبیہ کے قطب ہیں نیز شاعر سید محمد قدسی خطاط شیخ محمد جعفر جعفر محلاتی اور دیگر افراد کے تذکرہ ہیں۔

(۵۱) سفر نامہ آذربائجان ---- اس کتاب میں وہاں کی اہم اور مشہور چیزیں پیش آنے والے حالات نیز بعض علماء کے تذکرے ہیں۔

آپ کے تینوں سفر کی داستان مخطوطات کی شکل میں موجود ہے ہم ان کے لائق و فائق فرزند سے استاد علام کے تمام مخطوطات کی طباعت کی امید رکھتے ہیں جیسا کہ ان کے والد علام نے اپنے وصیت نامے میں بھی تحریر کیا ہے خدا انھیں اس نیک کام کی توفیق عطا فرمائے۔

علم اصول فقہ ۔

اس علم میں استاد علام نے ذیل کتابوں کی تالیف کی ہے ۔

(۵۲) الھدایۃ فی مفاضل الکفایۃ ۔۔۔اس کتاب میں محقق خراسانی کی کفایۃ الاصول کے مشکلات کی تشریح کی ہے ۔

(۵۳) مصباح الھدایۃ فی شوارع الکفایۃ ۔

(۵۴) حاشیۃ بر معالم الدین از شہید ثانی ۔

(۵۵) حاشیہ بر قوانین اصول از محقق قمی ۔

(۵۶) حاشیہ بر فرائد الاصول معروف بہ رسائل از شیخ اعظم انصاری ۔

(۵۷) مسارح الافکار فی حل مطارح الانظار یہ شیخ اعظم انصاری کی تقریرات پر حاشیہ ہے ۔

علم فقہ ۔۔۔

(۵۸) حاشیہ بر کتاب مکاسب از شیخ اعظم انصاری ۔

(۵۹) حاشیہ بر کتاب وسیلۃ النجاۃ از آیۃ اللہ العظمی سید ابوالحسن اصفہانی ۔

(۶۰) رسالہ در اثبات حلیۃ اللباس المشکوک ۔

(۶۱) رسالہ در بیع با شرط ۔

(۶۲) حاشیہ مختصرہ بر شرح لمعہ از شہید اول و ثانی ۔

(۶۳) اجوبۃ المسائل الرازیۃ ---- یہ کتاب مصنوعہ کحل کی نجاست طبی دانشگاہوں میں ایکسرے اور پوسٹ مارٹم کے جواز کے سلسلے میں مومنین تہران کے کئے گئے سوال کے جوابوں پر مشتمل ہے۔

(۶۴) الصناعاۃ الفقہیہ۔

(۶۵) رسالہ در بیع خیاری

(۶۶) رسالہ نخبۃ الاحکام درفارسی طبع تہران۔

(۶۷) سبیل النجاۃ ---- یہ فارسی زبان میں رسالہ عملیہ ہے جو سنہ ۱۳۷۰ ہجری میں طہران سے شائع ہوا یہ پہلا رسالہ ہے

(۶۸) توضیح المسائل --یہ ایک رسالہ عملیہ ہے جو اول طہارت سے آخر دیات تک فقہ کا ایک کامل دورہ ہے پچاس مرتبہ سے زیادہ طبع ہوا اور آخری مرتبہ آپ ہی کے حکم کے مطابق سنہ ۱۴۰۸ ہجری میں شائع ہوا جسے میں نے صبح وشام ابتداء سے انتہاء تک آپ کے سامنے گیارہ روز تک پڑھا جس کے نتیجہ میں بعض فقہی مسئلے اور نظریات تبدیل ہوئے اور اس کے آخر میں مسائل مستحدثہ کے عنوان پر ایک نئی فصل قائم کی یہ توضیح المسائل جدید کے نام سے طبع ہوا۔

(۶۹) غایۃ القصوی 'لمن رام التمسک بالعروۃ الوثقیٰ' --- محقق سید یزدی کی کتاب العروۃ الوثقیٰ' پر مفید تعلیقات ہیں جو قم سے دو جلدوں میں شائع ہوئے۔

(۷۰) الشموس الطالعہ ---- یہ فارسی زبان میں فقہ کے اکثر ابواب پر مشتمل ہے ابھی تک اس کے تین اجزاء شائع ہوئے ہیں

(۷۱) المصطلحات الفقہیۃ --- یہ کتاب فقہاء، مجتہدین اور محدثین کی زبانوں پر بولی جانے والی فقہی اصطلاحات کی شرح ہے۔

(۷۲) مناسک الحج --- یہ رسالہ فارسی زبان میں ہے جس میں مختصر حج کے ارکان کا ذکر ہے۔

(۷۳) ھدایۃ الناسکین ---یہ مناسک حج اور زیارۃ حرمین شریفین کے بارے میں ایک رسالہ ہے

(۷۴) مصباح الناسکین ---یہ رسالہ بھی حج کے ارکان پر مشتمل ہے کئی مرتبہ شائع ہو چکا ہے۔

(۷۵) راہنمائے سفر مکہ ومدینہ ---یہ زبان فارسی میں تحریر ہے حاجیوں کے لئے رہنما ہے یہ طہران سے طبع ہوا۔

(۷۶) منھاج المومنین ---یہ دو جلدوں میں ایک رسالہ عملیہ ہے جلد اول میں عبادات اور دوم میں معاملات کے مباحث کا تذکرہ ہے جسے میں نے استاذ علام کے امتثال امر میں سنہ ۱۴۰۶ ہجری میں تحریر کیا تھا جو کچھ میں ہفتے کے دوران لکھتا تھا اسے جمعرات و جمعہ کی صبح کو آپ کی خدمت میں پڑھ کر سنادیا کرتا تھا جس طرح میں نے آپ کے کتاب القصاص (۱) کی تقریرات کو تحریر کیا ہے اور آپ کے سامنے پڑھا بھی ہے خداوند عالم مجھے اس کے شائع کرنے کی توفیق عنایت فرمائے

علم منطق --

(۷۷) رفع الغاشیہ عن وجہ الحاشیہ ---یہ کتاب آپ نے ایام شباب میں حاشیہ تہذیب المنطق از مولی عبداللہ یزدی اور تہذیب از علامہ تفتازانی کے اوپر ایک شرح کے طور پر تحریر فرمائی۔

---

(۱) استاذ علام نے اسلامی ایران کی کامیابی کے بعد جواہر الکلام سے کتاب القصاص کے درس خارج کی ابتداء کی اور یہ سلسلہ ۱۴۰۰ سے ۱۴۰۲ ہجری تک جاری رہا میں آپ کے درس میں اسی طرح شرکت کرتا تھا جیسے آیۃ اللہ العظمیٰ گلپائگانی کے درس کتاب القضاء اور ----

عربی ادب

(۷۸) قطب الخزامی من ریاض الجامی --- عبد الرحمان جامی کی شرح کافیہ پر مختصر شرح اور تعلیقہ ہے

(۷۹) المعول فی امر المطول --- یہ کتاب علامہ تفتازانی کی علم معانی و بیان وبدیع پر مشتمل مطول نامی کتاب پر تعلیقہ اور حاشیے کے طور پر تحریر فرمائی ہے۔

(۸۰) الفروق --- اس کتاب میں متشابہ الفاظ جسم و جسد روح و نفس اور ارادہ و مشیت کے درمیان فرق بیان کیا گیا ہے جو غیر مطبوع ہے

علم حدیث

(۸۱) مفتاح احادیث الشیعہ --- یہ کتاب چند جلدوں میں ہے جن میں حدیثوں کے موارد اور ان کے بیان کے مواقع بیان کئے گئے ہیں جو غیر مطبوع اور ناقص ہے

(۸۲) حاشیہ و تعلیقات بر کتاب الفصول المہمۃ از شیخ حر عاملی یہ بھی ناقص ہے اس کا ایک بھی طبع نہیں ہو سکا

(۸۳) حدیث کساء --- حدیث سلسلۃ الذھب طبع ۱۳۵۶ ہجری

--- آیۃ اللہ العظمی جواد تبریزی کے درس کتاب الطہارۃ میں شریک ہوتا تھا میں نے اصول فقہ کا مکمل دورہ ۸ سال کی مدت میں آیۃ اللہ شیخ محمد فاضل کے نزدیک کامل کر لیا اس کے بعد آیۃ اللہ جواد تبریزی کے درس میں شریک ہو کر دوسرا دورہ آغاز کیا ان کی تقریرات کو میں نے تحریر کیا ہے میں اپنے آپ کو ان کا شکریہ ادا کرنے سے عاجز سمجھتا ہوں اور مجھے ان کے عظیم حق کے ادائیگی کی قوت بھی نہیں ہے خدا انھیں جزائے خیر دے یہ حضرات حدیث کی روشنی میں

علوم قرآن کریم۔۔

(۸۴) مقدمہ تفسیر غیر مطبوعہ۔

(۸۵) التجوید یہ کتاب علم تجوید کے مفید فوائد پر مشتمل ہے (غیر مطبوعہ)

(۸۶) الرد علی مدعی التحریف ۔۔۔ محدث نوری صاحب کتاب مستدرک الوسائل کی کتاب فصل الخطاب کی رد میں لکھی گئی ہے (غیر مطبوعہ)۔

(۸۷) حاشیہ بر کتاب انوار التنزیل فی تفسیر القرآن الکریم از مفسر قاضی ناصر الدین بیضاوی استاد علام نے مجھ سے ایک دن فرمایا میں نے اس تفسیر کے پانچ دورے پڑھائے ہیں۔ آپ ہی پہلے وہ شخص ہیں جنھوں نے گھروں میں عامۃ الناس کے لئے قم میں درس تفسیر کی بنیاد رکھی

دعائیں اور زیارتیں۔

(۸۸) دعاؤں اور زیارتوں کا ایک منتخب مجموعہ بھی ہے جسے آپ نے مفاتیح الجنان، زاد المعاد، اقبال، مصباح، بلد امین، کامل الزیارات، مزار کبیر نیز دوسری معتبر کتابوں سے اخذ کیا ہے یہ مجموعہ تہران سے کئی مرتبہ طبع ہوا۔

(۸۹) شمس الامکنۃ والبقاع فی خیرۃ ذات الرقاع ۔۔ یہ ایک رسالہ ہے جس میں استخارہ ذات

۔۔بہترین والد تمہے باپ تین ہوتے ہیں، اب ولدک، اب زوجک، اب علمک، وھوا فضلھم

الرقاع کی سند اس کی روایت اور اسے دیکھنے کا طریقہ بیان کیا ہے۔

علم درایۃ ---

(۹۰) الدر الفرید ---اس کتاب میں بعض اسانید بیان کئے ہیں یہ شیخ صدوق کی کتاب من لا یحضرہ الفقیہ کی پہلی جلد کے ساتھ شائع ہوا۔

علم ہیئت ---

(۹۱) الوقت والقبلہ --(غیر مطبوعہ)۔

علوم غریبہ ---

(۹۲) حاشیۃ سرخاب --- یہ کتاب علم رمل کے مختلف فوائد پر مشتمل ہے اس میں اس علم کے موجد، مشہور مصنفین اور علم رمل کی اہم کتابوں کا بھی ذکر ہے۔

(۹۳) حاشیۃ بر کتاب مفتاح العلامہ ایدمر --- یہ اعمال شمسیہ، قمریہ اور زحلیہ کے بارے میں ہے

(۹۴) الشمعۃ فی مصطلحات اہل الصنعۃ --- یہ کتاب ایسے الفاظ پر مشتمل ہے جو مقام افادہ اور استفادہ میں زبان پر جاری ہوتے ہیں جسے آپ نے لغت کی کتابوں سے اخذ کر کے حروف ہجاء کے اعتبار سے ترتیب دیا ہے۔

(۹۵) اجوبۃ المسائل العلمیۃ والفنون المتنوعہ۔

(۹۶)　انس الوحید --- یہ کشکول آپ نے اپنے سامرہ میں قیام کے دوران عالم شباب میں تحریر کیا تھا جو ناقص ہے۔

(۹۷)　حاشیہ بر کتاب السر المکنون فی علم الحروف (ناقص)

(۹۸)　جذب القلوب الیٰ دیار المحبوب یا فاکھۃ النوادی --- یہ کشکول علم رجال و تاریخ کے فوائد پر مشتمل ہے۔

(۹۹)　سلوۃ الحزین یا روض الریاحین ---- یہ بھی ایک کشکول ہے جس میں آپ نے علم جفر، علم رمل، علم حروف اعمال شمسی و زحلی و مریخی اور زہری کے اہم فوائد اور بعض مجرب نقوش، واذ کار نیز بعض مثلثات و مربعات وطبی تجربات اور مختلف قسم کے مطالب تحریر فرمائے ہیں۔

اس کتاب کا تذکرہ آپ نے اپنے وصیت نامے میں بھی کیا ہے اپنی پہلی وصیت میں فرماتے ہیں میں اسے (اپنے فرزند کو) تہذیب نفس اور مجاہدات شرعیہ کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ جو کچھ مجھے فضل و شرف ملا ہے اسی کے ذریعہ ملا ہے اور رب کریم نے مجھے وہ کچھ دیا ہے جسے کان سننے سے عاجز اور زمانے کی نگاہیں دیکھنے سے قاصر ہیں پروردگار کی اس عظیم عطا اور بے پایان فضل پر میں اس کا شکر گزار ہوں۔

میں نے اس کے بعض اسرار اپنی مخصوص کتاب سلوۃ الحزین میں بیان کئے ہیں اس کتاب کو مونس الکئیب المضطھد، روض الریاحین اور نسمات الصبا کے نام سے بھی جانا جاتا ہے اس مجموعہ میں میں نے اور اد واذ کار کے اسرار طلسمات وحروف کے رموز اعمال شمسی وقمری کو رمز شجری اور افلاطونی قلم کے طور پر بیان کئے ہیں۔

مولف کتاب فرماتے ہیں میں نے اس رسالہ کو مفاتیح الاسرار لتوضیح مصطلحات علم الکمیاء کے ضمن میں دیکھا ہے جسے استاد علام نے خود اپنے قلم سے تحریر فرمایا تھا۔

مولف فرماتے ہیں ایک دن میں استاد علام کے کمرے میں مصروف درس تھا آپ کا

کاتب ورق گردانی میں مشغول تھا اسی درمیان اس نے اس علم سے متصل ایک ورق نکالا جسے استاد علام نے دیکھ کر فرمایا ۔۔۔ اکتبہ فی کتاب کذا ۔۔۔ اسے میری کتاب میں لکھ دو لیکن میری زندگی میں اسے شائع نہ کیا جائے کیونکہ حاسدین اور دشمن اسی کے ذریعہ میری زندگی ہی میں مجھ پر حملہ آور ہوں گے ہاں میری موت کے بعد اس کی طرف رجوع کیا جائے اس سے عوام کو کافی فائدہ پہونچے گا۔

علم کلام ---

آپ کی تمام تصنیفات و تالیفات میں علم کلام میں فیضان بخش اور سب سے زیادہ اہم وہ تعلیقات ہیں جسے آپ نے کتاب احقاق الحق پر تحریر کئے ہیں ۔ مولف فرماتے ہیں ہم اس عظیم کتاب کی درخشندگی اور جلوہ گری سے کسب فیض کے لیئے اپنی کتاب ۔ ومیض من قبسات الحق ۔ کی بعض عبارتیں نقل کرتے ہیں ۔

صدر اسلام سے ہمارے زمانے تک علماء فقہاء اور مجتہدین نے امامت اور ائمہ (ع) کے فضائل میں لاتعداد کتابیں تصنیف کی ہیں جن میں سب سے نمایاں کتاب احقاق الحق وازھاق الباطل ہے استاد علام خداوند عالم کی توصیف وستائش کے بعد اس کتاب کے مقدمے میں فرماتے ہیں گرانقدر مطالب بیش بہا مفاہیم خوشگوار مشارب شیریں اور مصفیٰ مناھل در حقیقت قرآنی دلائل اور فطرت سلیم سے ہم آہنگ عقلی براہین کے ذریعہ معارف الٰہیہ ' اصول دین اور عقائد کا جاننا ہے کیونکہ اسی کے ذریعہ دنیا و آخرت کی عظیم و کریم سعادتیں حاصل ہوتی ہیں ۔

بڑے بڑے علماء اسلام نے اس علم میں بڑی بڑی کتابیں اور رسالے تحریر کئے ہیں اس موضوع میں تدوین شدہ کتابوں کے درمیان سب سے اہم اور گراں بہا کتاب احقاق الحق

واز ھاق الباطل ہے جسے سید شریف فخر آل رسول فرزند زھرا (س) سعید شہید مولانا قاضی نور اللہ حسینی مرعشی شوستری نے تحریر کیا ہے جو مناظرے اور کلام میں اپنی مثال آپ تھے۔

تمام کتب کلامیہ میں دقت نظر اور ان پر تحقیق و تدقیق کے باوجود اس علم کی چھوٹی بڑی تمام کتابوں میں اس کے مثل کوئی کتاب نہیں ہے ۔ یہ کتاب اس فن کی دوسری کتابوں کے درمیان اپنے اعتقادیات ،فقہیات واصول میں اپنے محکم اور قوی دلائل نیز واضح ترین حجج وبراہین کے اعتبار سے منفرد ہے۔

اس علم میں اب تک جو کچھ بھی کہا گیا ہے یا کہا اور لکھا جاسکتا ہے سارے اعتراضات کے جوابات کے ساتھ یہ کتاب اپنے شافی و کافی بیان و تحریر کے ذریعہ ان سب پر بحث کرتی ہے اس کتاب نے ہر قسم کے شکوک وشبہات دور کر دیئے حجتیں قائم کیں خصوصاً ان مسائل میں جو صفات باری سے متعلق ہیں خدا ہی اس کتاب کا اجر دے گا جس کے ذریعہ پرچم حق بلند ہوا اور نشانات صداقت زندہ ہوئے۔

اس میں درحقیقت علم کلام کے تمام مطالب مکمل طور پر بیان کر دیئے گئے ہیں جس کے مطالعے کے بعد دوسری کتابوں کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔

مختصر یہ کہ جو بھی اس کتاب کا جائزہ لے اسے قرآن کی آیتیں منظم موتیوں کی طرح نظر آئیں گی۔ اور کم ہی ایسی سطریں نظر آتی ہیں جن میں اللہ کے کلام احادیث معصومین کا اقتباس ضرب الامثال یا کوئی مشہور شعر موجود نہ ہو اس کے علاوہ یہ کتاب اعتقادی مسائل اور فقہی فرعات واصول میں مصنف کی وسیع معلومات اور علمی تبحر پر دلالت کرتی ہے اس کتاب میں کوئی بھی امکانی شبہہ جو پیش آیا ہے یا پیش آسکتا ہے بلاجواب نہیں چھوڑا ہے اور اسے اس طرح حل فرمایا ہے کہ پڑھنے والا اگر بانصاف ہو تو پھر کوئی شک وشبہ باقی نہیں رہ جاتا۔

کتاب احقاق الحق فضل بن روزبہان کی رد میں لکھی گئی ہے جو اپنے زمانے میں شافعی

علماء میں سے تھا جس نے بہت سی کتابیں بھی تصنیف و تالیف کی ہیں جن میں مشہور کتاب الرد علی نہج الحق ہے اس کی تصنیف سے اسے ۹۰۹ھ میں فراغت حاصل ہوئی تھی اس کتاب کانام اس نے ابطال نہج الباطل رکھا۔

مذکورہ کتاب علامہ حلی کی تصنیف نہج الحق کی رد میں لکھی گئی ہے علامہ حلی عالم اسلام کی وہ عظیم شخصیت ہیں جن کے فضل و کمال کا ہر فرقے کے سیرت نگاروں نے اپنے تذکروں میں اعتراف کیا ہے وہ علی الاطلاق علامہ تھے علم معقول و منقول میں ان کی آواز ساری کائنات پر چھائی تھی وہ اپنی کمسنی کے زمانے ہی میں بڑے بڑے علماء پر سبقت لے گئے تھے انکی عظمتیں اور بزرگیاں اتنی زیادہ ہیں جن کا احصاء تحریر میں نہیں کیا جاسکتا۔

ان کی تصانیف بہت زیادہ ہیں بعض افاضل کا بیان ہے کہ انھیں کے ہاتھوں کی تحریر کردہ ان کی پچاس سے زیادہ کتابیں دستیاب ہوئیں۔

اور بعض اہل علم نے فرمایا ہے کہ ان کی تصانیف کی تعداد ۱۰۰۰ ہے اگر علامہ کی تصانیف کو ان کی ولادت سے وفات تک کے ایام پر تقسیم کیا جائے تو ان کے علمی افادات واستفادات درس و تدریس، مسافرتوں، سماجی اور عوامی امور نیز عبادتوں کے ساتھ ہر دن کے حق میں ایک دفتر ہوگا۔

انھوں نے مختلف علوم وفنون میں دسیوں کتابیں تصنیف کی اور سلطان محمد شاہ کی فرمائش پر کشف الحق اور نہج الصدق نامی کتاب بھی لکھی۔ جو اسلام ومذاہب کے ادلہ وبراہین دیکھنے کے بعد اپنے اختیار اور علامہ حلی کی برکت سے انھیں کے ہاتھوں پر شیعہ ہوئے اور اسی صادق عقیدے پر تادم مرگ باقی رہے (جیسا کہ منتخب التواریخ اور مقدمہ احقاق الحق میں آیا ہے جب فضل بن روز بیان نے علامہ حلی کی کتاب نہج الحق کی رد لکھی تو قاضی نوراللہ شوستری شہید ثالث علیہ الرحمۃ نے اس کے جواب میں احقاق الحق تحریر فرمائی۔

شہید ثالث ایران کے صوبہ خوزستان میں ۹۵۶ ہجری میں پیدا ہوئے اور وہیں آپ کی نشوونما اور تربیت ہوئی اس کے بعد آپ نے عوام الناس کو اسلام کی طرف دعوت دینے کے لئے ہندوستان کی طرف ہجرت فرمائی۔ جب آپ اہل وطن سے دور عالم غربت میں تھے آپ کے پاس کتابوں کا وافر ذخیرہ بھی نہ تھا نیز اس وقت آپ تقیہ کے حصار میں گھرے ہوئے تھے جب آپ نے اس کتاب کو تحریر فرمایا۔

اس کتاب میں آپ نے اپنی گفتگو کو تین قسموں پر تقسیم کیا ہے۔ (۱) قال المصنف (۲) قال الناصب (۳) ناصب کے بیانات کی رد۔

علماء جمہور کی رد میں لکھی جانے والے کتابوں میں یہ بہترین تصنیف مانی جاتی ہے اس کتاب سے مفید تعلیقات بھی ملحق کئے گئے جسے استاد علام نے تحریر فرمائے ہیں اور جو اصل کتاب پر اضافہ ہے۔

استاد علام ۱۳۱۵ ہجری میں پیدا ہوئے اور ۱۳۷۷ھ میں تعلیقات لکھنے میں مشغول ہوئے جسے آپ نے ۲۴ جلدوں میں کامل کیا۔

علوم ربانی معارف الٰہی اور فضائل آل محمد میں یہ ایک گرانقدر تصنیف ہے جس میں آیات واحادیث سے استناد کیا گیا ہے اور اس کا مواد کئی برسوں کی کڑی محنت سے عامہ کی کتابوں اور ان کے طریقوں سے جمع کیا گیا ہے اس کے مصادر کی تعداد ۲۰۰۰ مطبوعہ و مخطوطہ کتابوں سے بھی زیادہ ہے اور احادیث کے اہم کلمات کی مناسبت سے ایک فہرست لکھکر فضائل اہل بیت اطہار میں تحقیق کرنے والوں کے لئے راہ ہموار کر دی ہے۔

نگاہیں جب اسے دیکھتی ہیں تو حیرت زدہ ہو جاتی ہیں کہ استاد علام نے کتنے صبر و تحمل اور جانفشانی کے ساتھ یہ عظیم علمی کارنامہ انجام دیا ہے اور اس میں بحث کے تمام دینی، تاریخی، علمی، ادبی اور رجالی اجزاء کو شامل کیا ہے تا کہ پڑھنے والے کو کسی دوسری کتاب کی

احتیاج نہ رہ جائے۔

رب کعبہ کی قسم یہ گرانقدر مجموعہ عقلی نقلی تاریخی اور ادبی علوم کی روشنی میں فضائل آل محمد (ص) کو ملحوظ نظر رکھتے ہوئے فرقۂ امامیہ کے نظریئے کے موافق ایک بیش بہا خزانہ ہے۔

مولف کتاب نے اپنے کلام پر تمام کوششیں صرف کر دیں اور اس میدان میں سبقت کرنے والے متکلمین کے لئے کوئی گنجائش باقی نہیں رکھی۔

یہ کتاب مدلل اور کم نظیر ہے جس سے دونوں جہاں کی سعادتیں حاصل کی جاسکتی ہیں

آپ کے کچھ سفر اور سیاحتوں کا ذکر

خداوند عالم قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے ﴿قل سيروا في الارض﴾ (العنکبوت: ۲۰)
("اے رسول "تم لوگوں سے کہہ دوروئے زمین پر سیر کریں)

سیر وسیاحت انسانی حیات میں ایک جز کی تشکیل کرتے ہیں ہر مسافر کے اغراض ومقاصد اوراس کی آرزوئیں اس کے سفر سے وابستہ رہتی ہیں خداوند عالم نے انسان کو طبیعتوں، ہمتوں اور اعمال کے اختلاف کے اعتبار سے مختلف طریقوں پر خلق کیا ہے۔

لیکن دیوان امیر المومنین علیہ السلام میں ایسے اشعار بھی ہیں جن میں سفر کے فوائد کا ذکر کیا گیا ہے۔

تغرب عن الاوطان في طلب العلى　　　وسافر ففي الاسفار خمس فوائد
تفرج هم واكتساب معيشة　　　وعلم وآداب وصحبة ماجد

بلندیاں حاصل کرنے کے لئے سفر کرو کیونکہ سفر میں پانچ فائدے ہیں، غموں سے دوری حاصل کرنا کسب معاش، طلب علم و آداب اور شریف لوگوں کی رفاقت اختیار کرنا اس کے فائدے ہیں انسان سفر کی مشقتیں اور صعوبتیں غربت کے رنج وغم، فرقت کی وحشت اور وطن سے دوری کا غم کہ جسکی محبت جزوایمان ہے برداشت کرتے ہوئے ایک شہر سے دوسرے شہر سفر کرتا ہے کیونکہ سفر میں بہت سے فائدے ہیں جن فائدوں کا ذکر حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے اس شعر میں کیا گیا ہے۔

(۱)۔۔۔ سیاحت ۔ (تفرج غم) یعنی غموں سے دوری حاصل کرنا

(۲)۔۔۔ سفر تجارت (اکتساب معیشۃ) یعنی کسب معاش کرنا

(۳)۔۔۔ سفر علم (وعلم) کسب علم

(۴)۔۔۔ اجتماعی اور ثقافتی سفر (آداب) یعنی مختلف قوموں کے عادات واطوار اور رنگارنگ تہذیبوں کا مشاہدہ کرنا

(۵)۔۔۔ اخلاقی سفر (وصحبۃ ماجد) یعنی شریف لوگوں کی رفاقت اختیار کرنا

() () ()

انسان اپنے وطن اور مامن سے بلندی وارتقاء کے مدارج طے کرنے کے لئے سفر اختیار کرتا ہے ۔علماء وطالبان علم اپنی علمی حیات کی ابتداہی سے فقر وغربت کی ریسمان میں جکڑے ہوئے سفر کی صعوبتوں کو برداشت کرتے ہیں کیونکہ حدیث میں آیا ہے۔

لایاتی العلم الابالفقر والغربۃ۔۔۔ علم فقر وغربت ہی سے حاصل ہوتا ہے۔

تم انھیں دیکھ رہے ہو کہ انھوں نے جدوجہد کی راہ اختیار کرلی ہے اور سفر کی صعوبتوں کو جھیلنا کھلے دل سے قبول کرلیا ہے ۔تاکہ خاص طور سے عالم شباب میں بلند مقامات، نفسانی کمالات، اسلامی آداب، نیک اور عظیم شخصیتوں کی رفاقت حاصل کریں اور ہر جوان کی اپنی آرزوئیں اور تمنائیں ہوتی ہیں۔

انھیں لوگوں میں سے جنھوں نے بلندیاں حاصل کرنے کے لئے وطن سے غربت اختیار کی استاد علام بھی تھے میں نے عالم شباب ہی میں سفر کو آپ کی حیات کا جز پایا آپ نے پہلے عراق کا سفر کیا اس کے بعد علوم وفنون و آداب کو کسب کرنے علماء وافاضل سے فیض حاصل کرنے اپنے درس وتحقیق کی تکمیل نیز ارباب کمالات سے استفادہ کرنے کے لئے ایران کا سفر کیا۔

ایران میں آپ کے بہت سے اساتذہ ہیں۔

استاد علام نے اپنے تمام سفر کی داستانوں کو قلمبند کرلیا ہے تاکہ بعد میں آنے والوں کے لئے ان کا ذکر باقی رہے آپ نے اپنے بعض طلبہ کو داستان سفر تحریر کرنے کی وصیت کی ہے

استاد علام نے عتبات مقدسہ کی زیارت کے لئے عراق میں کربلاء معلیٰ، کاظمین اور سامرہ کا سفر کیا اسی طرح آپ نے بصرہ، عمارہ، بغداد، کویت، کرکوک، موصل، اور سماوہ کے سفر کئے۔

ایران میں آپ نے مشہد مقدس، خراسان، تبریز، آذربائجان، اصفہان، شیراز، قزوین، کازون، سمنان، دامغان، شاہرود، کاشان، اراک، اردبیل، اور ہمدان کے سفر کئے آپ کے بعض قیمتی مولفات ہمدان کے سفر میں چوری ہوگئے تھے جس کا ذکر آپ نے اپنے بڑھاپے میں مجھ سے کیا تھا جب بھی مجھے یہ واقعہ یاد آجاتا ہے میرا دل سلگنے لگتا ہے۔

انقلاب کی ابتداء میں اپنی آنکھ کا علاج کرانے کے لئے آپ نے برطانیہ اور اسپین کا سفر بھی اختیار کیا یہ تکلیف آپ کو انقلاب کے دوران قم میں جان دینے والے پہلے شہید کے جسد کو دیکھنے کے بعد ہوئی تھی جو قم کے انقلابیوں کے مجمع میں تھا ان انقلابیوں نے آپ کے گھر میں تحصن اختیار کررکھا تھا کہ پہلوی حکومت کی پولیس آتشی اسلحوں سے لیس یہاں حملہ آور ہوئی

ایمان راسخ اور مضبوط عزم وحوصلہ ہی پہلوی شاہ کے نظام کے خاتمے اور اسلامی حکومت کے قیام کا سبب تھا۔

استاد علام نے اپنے سفر میں بھی اور قم میں علمی شخصیتوں سے بھی ملاقات کی جو مختلف مذاہب وادیان میں اپنی ایک حیثیت رکھتے تھے آپ کے علمی بحث ومباحثے ان کے

ساتھ جاری تھے جو حق وحقیقت کی دعوت دیتے تھے انھیں شخصیات میں علامہ سید محمود شکری آلوسی بغدادی، علامہ سید علی خطیب، سید یاسین متقی، استاد انستانس کرمانی بغدادی، شیخ عبد السلام شافعی، سید ناصر حسین ہندی، فیلسوف ٹیگور ہندی، مرزا احمد تبریزی، پرفیسور کرین فرنسی، زین العابدین خان ابراہیمی، سید محمد بن زبارۃ الیمنی، امام یحیی یمنی، سید جمال الدین کو کبانی، میسو کدار فرنسی، ڈاکٹر فواد سز کین، سید ابراہیم رفاعی راوی بغدادی، رشید بیضون لبنانی، سید محمد رشید صاحب تفسیر المنار، عارف الدین مدیر مجلہ عرفان درلبنان، شیخ عبد السلام کردستانی شافعی، قاضی بهجت الافندی صاحب کتاب تاریخ آل محمد، پرفسور ولترا نگریزی اس کے علاوہ سیکڑوں بزرگان علم وفضل سے ملاقات کی۔

۱۳۴۲ ہجری میں آپ نے حضرت امام علی رضا(ع) کی زیارت سے مشرف ہونے کے لئے نجف اشرف سے ایران کا سفر اختیار کیا اس دوران طہران میں بعض علماء اعلام سے ملاقات کی اور وہاں ایک سال تک قیام بھی رہا تا کہ وہاں موجود ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر سے اپنی علمی تشنگی کو سیراب کریں جن میں آیۃ اللہ حاج شیخ عبد النبی نوری آیۃ اللہ آقا حسین نجم آبادی اور آیۃ اللہ آشتیانی قابل ذکر ہیں۔

اس کے بعد حضرت فاطمہ معصومہ (س) کی زیارت سے مشرف ہوئے اور آیۃ اللہ العظمیٰ عبد الکریم حائری کے حکم کی اطاعت میں قم میں مقیم ہو گئے خدا آپکو حادثات سے محفوظ رکھے تا کہ طلاب علوم دینیہ آپ کے دروس وعطایا سے بہرہ مند ہو سکیں۔

آپ نے حوزہ علمیہ قم ۱۳۴۳ ہجری سے اپنی زندگی کے آخری لمحے ۱۴۱۱ ہجری تک تدریس کے فرائض انجام دیئے آپ نے اپنے علوم اور نیک اخلاق وکردار کے چشموں سے اکثر علماء، فضلاء کو سیراب کیا جو صرف ایران ہی سے نہیں بلکہ دوسرے ممالک سے بھی تعلق رکھتے تھے۔

آپ کے خیرات وبر کات

قرآن میں آیا ہے﴿وقل اعملوا فسیری الله عملکم ورسوله والمؤمنون﴾
("اور اے رسول " تم کہہ دو کہ تم لوگ اپنے اپنے کام کئے جاؤ ابھی تو خدااسکا رسول اور مومنین تمہارے کاموں کو دیکھیں گے ")

﴿قال اني عبد الله آتاني الکتاب وجعلني نبیاً وجعلني مبارکاً اینما کنت﴾
("جناب عیسیٰ (ع) نے کہا بے شک میں خدا کا بندہ ہوں مجھ کو اس نے کتاب (انجیل) دی ہے اور مجھ کو نبی بنایااور میں جاہے کہیں رہوں مجھکو مبارک بنایا ہے ")

برکت برک سے مشتق ہے جس کے لغوی معنی اثبات شئی کے ہیں اس کے بعد اس معنی سے بہت سی فرعیں پیدا ہوئیں جو ایک دوسرے سے مفہوم کے اعتبار سے بہت ہی قریب ہیں برک کے معنی ــــ کلکل بعیر ــــ یعنی اونٹ کے سینے کا وہ حصہ جو زمین سے ملا ہو کے ہیں۔

برکت کے دوسرے معنی اضافہ اور نمو کے ہیں اس بنا پر تبارک اللہ کے معنی پروردگار کی تمجید و تجلیل کے ہیں ۔ کسی شئی میں خیر الٰہی کا ثابت ہونا بھی برکت کہلاتا ہے (لفتحنا علیھم برکات من السماء والارض)ــــ ہم نے ان پر آسمان و زمین کی برکتوں کے دروازے کھول دئے ہیں

اور اسے برکت اس لئے کہا گیاہے کہ خیر اس میں اسی طرح ثابت رہتا ہے جس طرح گڑھے یا تالاب میں پانی موجود رہتاہے اور مبارک اسے کہتے ہیں جس میں یہ خیر موجود ہو ــــ فھذا ذکر مبارک انزلناہ ــــ سے خیرات وفیضان الٰہی کی طرف اشارہ ہے ۔

موارد استعمال سے معلوم ہوتا ہے لغت کے اس مادے میں اصل واحد وہی فضل وفیض خیر وزیادتی اور مادی معنوی نمو وثبات ہیں اس بنا پر مبارک اسے کہتے ہیں جس میں خیر اور فضل وفیض پایا جائے ــــ وبارک اللہ فیہ ــــ برکت کے امتداد واستمرار پر دلالت کرتا ہے ــــ وتبارک ــــ امتداد برکت کے تحقق پر دال ہے لھذا ــــ بارکنا حولہ ــــ کے معنی ہم نے اس میں فضل وفیضان زیادہ زمانے تک قائم رکھا ہے ، وبارکنا علیه وعلی اسحاق، ــــ "اور ہم نے ابراہیم اور اسحق پر برکتیں نازل کی ہیں ۔)

ورحمة الله وبرکاتهٗ علیکم اهل البیت، کے معنی اللہ کا مادی اور معنوی فیضان ہے واللہ مبارک کے معنی یہ ہیں کہ خدا ہی مبدء فضل ہے اسی میں کل فضل ہے اور اسی کی طرف فضل وبرکات کی انتہا ہے ۔

والبرکات: کے معنی دائمی سعادت کے ہیں ۔ وبارك علی محمد وآل محمد ۔ کے معنی یہ ہیں کہ اے خدا شرف ومجد وعظمت میں سے جو کچھ بھی تو نے اہل بیت (ع) کو عطا کیا ہے اسے ان کے لئے ثابت ودائم رکھ ۔

وبرکة الله: کے معنی اس کی برتری ہر شئی پر ہے اور تبارک اللہ کے معنی وہ مقدس پاک بلند عظیم اور رفیع ہے ۔

ابن عباس نے برکت کے معنی یوں بیان کئے ہیں ــــ (الکثرۃ فی کل خیر والمبارک مایاتی من قبلہ الخیر) ــــ یعنی ہر خیر کی کثرت کو برکت کہتے ہیں اور جس کی طرف سے خیر کا فیضان ہو اسے مبارک کہتے ہیں ۔

پس برکتیں تمھارے رب کی طرف سے نازل ہوتی ہیں ۔ ﴿وانزلنا من السماء ماء مبارکاً فانبتنا به جنات وحب الحصید﴾ (ق/۹).

("اور ہم نے آسمان سے برکت والا پانی برسایا تو اس کے باغ (کے درخت) اور کھیتی

کاناج اگایا")

ہمارارب مبارک ہے۔﴿تبارك الذي له ملك السموات والأرض ومابينهما﴾

("اور وہی بہت بابرکت ہے جس کے لئے سارے آسمان وزمین اور ان دونوں کے درمیان کی حکومت ہے")

﴿ الا له الخلق والامر تبارك الله رب العالمين ﴾ (الاعراف/٥٤).

("دیکھو حکومت اور پیدا کرنا خاص اسی کے لئے ہے وہ خدا سارے جہان کا پروردگار اور بڑا برکت والا ہے")

﴿ تبارك الذي نزل الفرقان على عبده ليكون للعالمين نذيرا ﴾

("خدا بہت بابرکت ہے جس نے اپنے بندے محمد (ص) پر قرآن نازل کیا تاکہ یہ سارے جہان کے لئے خدا سے ڈرانے والا ہو")

﴿ ثم انشأناه خلقاً آخر فتبارك الله احسن الخالقين ﴾ (المؤمنون/١٤).

("پھر ہم نے ہی اس کو روح ڈال کر ایک صورت میں پیدا کیا خدا بابرکت ہے جو تمام پیدا کرنے والوں میں سب سے بہتر ہے")

﴿ تبارك الذي ان شاء جعل لك خيراً من ذلك ﴾ (الفرقان/١٠).

("خدا تو ایسا بابرکت ہے اگر چاہے تو اس سے بہتر بہت سے باغات پیدا کردے")

﴿ تبارك الذي جعل في السماء بروجاً وجعل فيها سراجاً وقمراً منيراً﴾

(".بہت بابرکت ہے وہ خدا جس نے آسمان میں برج بنائے اور ان برجوں میں آفتاب کا چراغ اور جگمگاتا چاند بنایا")

مخلوق میں اللہ کی برکت کا مفہوم یہ ہیکہ وہ نور الانوار ہے اسی سے تمام انوار کا انعکاس ہوتا ہے اور نور آسمان وزمین کی برکت ہے جو چمکدار ستاروں اور روشن ماہتاب میں جلوہ گر ہے۔

اس کانام مبارک ہے۔

﴿ تبارك اسم ربك ذي الجلال والاكرام﴾

("اے رسول تمھاراپروردگار جو صاحب جلال و کرامت ہے اس کانام بڑابابرکت ہے")

خدا کے تمام اسماء حسنیٰ مبارک ہیں ہر وہ اسم جو عنایت ربانی اور تربیت الٰھی کی طرف دلالت کرتے ہیں مبارک ہیں خدا جلیل و کریم ہے اسی کے کرم اور اسی کی جلالت کی وجہ سے اس لطیف وبدیع کائنات کا وجود ہے جو اس کے اسماء اور اسکی برکتوں پر دلالت کرتی ہے ہرشئی میں اسکی نشانی موجود ہے جو اس بات کی طرف نشاندھی فرماتی ہے۔

﴿تبارك الذي بيده الملك وهو على كل شيء قدير﴾ (الملك/١)

("جس خدا کے قبضے میں سارے جہان کی بادشاہت ہے وہ بڑی برکت والاہے اور ہر شئی پر قادر ہے)

جو لوگ اپنے پروردگار سے طلب مغفرت کرتے ہیں اللہ نے ان سے اسمانوں اور زمینوں کی برکتوں کاوعدہ کیاہے۔اسکاوعدہ سچاہے جیسا کہ قرآن فرماتاہے۔

﴿لفتحنا عليهم بركات من السماء والارض ﴾ (الاعراف/٩٦)

("ہم نے ان پر آسمان وزمین کی برکتوں کے دروازے کھول دئے ہیں")

خدا کی زمین مبارک ہے۔

﴿وجعل فيها رواسي من فوقها وبارك فيها﴾(فصلت/١٠).

("اواسی نے زمین میں اس کے اوپر پہاڑ پیدا کئے اوراسی نے اس میں برکت عطا کی")

﴿واورثنا القوم الذين كانوا يستضعفون مشارق الارض ومغاربها التي باركنا فيها﴾

("اور جن بیچاروں کو یہ لوگ کمزور سمجھتے تھے انھیں کو (ملک شام کی) زمین کا جس میں ہم نے (زرخیز ہونے کی) برکت دی تھی جس کے مشرق اور مغرب میں (سب کا) وارث (ومالک) بنادیا)

روئے زمین پر بہت سے مخصوص مکانات اور بقعے پائے جاتے ہیں جو برکت کے ذریعے امتیازی شان رکھتے ہیں۔

﴿الی المسجدالاقصی الذي بارکنا حوله لنریه من ایاتنا﴾ (الاسراء/۱)

("ہم نے راتوں رات اپنے بندے کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک کی سیر کرائی جس کے گرد ہم نے ہر قسم کی برکت مہیا کر رکھی ہے تاکہ اسے اپنی قدرت کی نشاندیاں دکھائیں۔)

﴿ونجیناه ولوطاً الی الارض التي بارکنا فیها﴾ (الانبیاء/۸۱)

("اور ہم نے ابراہیم ولوط کو سرکشوں سے صحیح وسالم نکال کر اس سرزمین بیت المقدس میں جاپہونچایا جس میں سارے جہان کے لئے برکت عطا کی تھی

انبیاء علیہم السلام مبارک ہیں۔

﴿وبارکنا علیه وعلی اسحاق﴾ (الصافات/۱۱۳)

("ہم نے ابراہیم اور اسحٰق پر برکت نازل کی")

﴿فلما جاءها نودي ان بورك من في النار ومن حولها﴾ (النمل/۸)

("غرض جب موسیٰ آگ کے قریب آئے تو ان کو آواز آئی کہ مبارک ہے وہ جو آگ میں تجلی دکھاتا ہے اور اس کے گرد ہے")

خداوند عالم اپنے نبی کریم اور ان امتوں پر جو انبیاء کے ہمراہ تھیں برکتیں نازل کرتے ہوئے ـــ نبی (ص) سے خطاب فرماتا ہے۔ ﴿اهبط بسلام منّا وبرکات علیك وعلی امم ممن معك﴾ (هود/۴۸)

("اے نوح ہماری طرف سے سلامتی اور ان برکتوں کے ساتھ اترو جو تم پر اور ان لوگوں پر ہے جو تمہارے ساتھ ہیں")[۶]

﴿رحمة الله وبركاته على أهل البيت انه حميد مجيد﴾ (هود/٧٣).

("اور اے اہل بیت (ع) تم پر خدا کی رحمت اور اس کی بر کتیں نازل ہوں بے شک وہ قابل حمد وثنا اور بزرگ ہے")

نبی (ص) بھی مبارک ہے اور آسمانی کتابیں بھی مبارک ہیں۔

﴿وهذا كتاب انزلناه مبارك مصدق الذي بين يده﴾ (الانعام/٩٢).

("اور یہ قرآن وہ کتاب ہے جسے ہم نے بابرکت نازل کیا ہے اس کتاب کی تصدیق کرتی ہے جو اس سے پہلے موجود ہے")

﴿وهذا ذكر مبارك انزلناه افانتم له منكرون﴾ (الانبياء/٥٠).

("اور یہ قرآن ایک بابرکت تذکرہ ہے جسے ہم نے نازل کیا ہے تو کیا تم لوگ اسے نہیں مانتے)

ہم سب پر قرآن کی آیتوں پر ایمان لانا اور اس میں تدبر کرنا لازم ہے۔

﴿كتاب انزلناه اليك مبارك ليدّبروا آياته﴾ (ص /٢٩).

("اے رسول کتاب قرآن جسے ہم نے تم پر نازل کیا ہے بڑی برکت والی ہے تاکہ لوگ اس کی آیتوں میں غور کریں")

ہمارا خدا اسکی کتاب اس کا نبی اور اس کا گھر مبارک ہے

﴿ان اول بيت وضع للناس للذي ببكة مباركاً وهدى للعالمين﴾ (آل عمران/٩٦).

("لوگوں کی عبادت کے لئے جو گھر سب سے پہلے بنایا گیا وہ مکہ ہے وہ بڑی خیر وبرکت والا اور سارے جہان کے لوگوں کا رہنما ہے")

لھذا معلوم ہوا کہ اللہ کی طرف سے برکتیں نازل ہوتی ہیں وہی دائمی برکت اور فضل وفیض کو اپنے بندوں اور انبیاء کے درمیان قرار دیتا ہے جس کی طرف جناب عیسیٰ نے اشارہ کیا ہے۔

﴿انا انزلنا في ليلة القدر﴾ (القدر /١).

("ہم نے اس قرآن کو شب قدر میں نازل کیا ہے")

اور ان ربانی برکتوں کی طرف بھی رہنمائی فرماتا ہے۔

﴿فسلموا على انفسكم تحية من عند الله مباركة طيبة﴾ (النور/٦١).

("تم اپنے نفسوں کو سلام کرلیا کرو جو خدا کی طرف سے ایک مبارک پاک وپاکیزہ تحفہ ہے")

ان تمام باتوں کے پیش نظر عمل کرنے والوں کو عمل اور جستجو کرنے والوں کو جستجو کرنا چاہیئے کیونکہ صاحب تقدیر ہی اس کی خاص رحمتوں اور مخصوص فیض و کرم سے بہرہ ور ہوسکتا ہے۔ علماء اور فقہاء وانبیاء (ع) کی برکتوں کے وارث ہیں یہ حضرات جہاں بھی ہونگے مبارکین کی فہرست میں شامل رہنگے۔

انھیں بابرکت علماء میں سے ایک استاد علام بھی تھے آپ اپنی پوری زندگی میں مبارک تھے۔ خیر وبرکت، فیض قدسی، اور فضل ملکوتی آپ میں جلوہ گر تھا آپ فیوضات ربانی اور توجہات الھی کے مرکز تھے قد عاش سعید آومات سعید آ___

(آپ نے سعادت اور خوش بختی کے ساتھ زندگی بسر کی اور اسی عالم میں موت سے ہم آغوش ہوئے)

خداوند عالم آپ کے امور خیریہ اور صدقات جاریہ کو مکرم ودائم رکھے تاکہ آپ کے رحلت کے بعد بھی برکتیں جاری ہیں جو شرف وبلندی اور کثرت خیر خدانے آپ کو عطا کئے وہ ثابت رہیں (آمین)

جیسے جیسے زمانہ گزرتا جاتا ہے باعمل علماء کی عظمتیں ان کی شان اور ان کی قدر بڑھتی جاتی ہیں جبکہ لوگ ان کے علم وفضل کی بناپر ان سے حسد کرتے تھے اور وہ اپنے دشمنوں کے مقابل نبرد آزما تھے ___ فان الناس اعداء ما جهلوا ___ لوگ جسے نہیں جانتے اس کے دشمن ہوتے

﴿وجعلني مباركاً اينما كنت واوصاني بالصلاة والزكاة﴾ (مريم/٣١).

("اور میں کہیں بھی رہوں مجھ کو مبارک بنایا ہے اور مجھے نمازوزکوۃ کی تاکید کی ہے")

پس اپنے پروردگار سے برکتوں کا سوال کرو۔

﴿وقل رب انزلني منزلاً مباركاً وانت خير المنزلين﴾

("اور اے رسول تم کہہ دو اے میرے پروردگار تو مجھے بابرکت جگہ میں اتار دے اور تو توسب اتارنے والوں سے بہتر ہے")

آپ کا رب حمید آسمان وزمین کا نور ہے۔

ومثل نوره كمشكاة فيها مصباح، المصباح في زجاجة، الزجاجة كانها كوكب دري من شجرة مباركة زيتونة لا شرقيه ولا غربية

("اور اس کے نور کی مثال ایک طاق (سینہ) ہے جس میں ایک روشن چراغ (علم شریعت) ہے اور چراغ ایک شیشے کی قندیل (دل) میں ہو اور قندیل (اپنی تڑپ میں) گویا ایک چمکتا ہوا روشن ستارا (وہ چراغ) زیتون کے ایسے مبارک (تیل سے) روشن کیا جائے جو نہ مشرق کی طرف ہو اور نہ مغرب کی طرف")

اور جب تم عین اللہ ہو جاتے ہو تو برکتیں تم کو عزت بخشتی ہیں تمہارا احصار کر لیتی ہیں جیسا کہ جناب موسیٰ علیہ السلام کے لئے ہوا تھا۔

﴿فلما آتاه نودي من شاطىء الواد الايمن في البقعة المباركة من الشجرة﴾ (القصص/٣٠).

("غرض جب موسیٰ آگ کے پاس آئے تو میدان کے داہنے کنارے سے اس مبارک جگہ میں درخت سے انھیں آواز آئی اے موسیٰ بے شک میں ہی اللہ اور سارے جہان کا پالنے والا ہوں۔")

اور تم پر شب قدر کی مبارک ساعتوں میں اللہ رحمت وبرکت نازل کرتا ہے۔

ہیں یہ علماء اپنے دوستوں اور احباء کی طرف سے مہجور و محزون تھے نہ کوئی ان کی قدر جانتا تھا اور نہ کوئی شایان شان ان کی تعظیم ہی کرتا تھا۔

ان باعمل علماء کی رحلت کے بعد ان کے وجود کی نیکیاں اور عظیم برکتیں ظاہر ہوتی ہیں اسی لیئے لوگ ان کے حقوق کی پامالی اور ان کے فراق پر کف افسوس ملتے ہیں کہ ہم نے ان کے فیضان علوم اور ان کے وجود کی برکتوں سے کیوں فائدہ نہیں اٹھایا اور اب حسرتوں اور ندامتوں کا کوئی فائدہ نہیں۔

عمومی کتاب خانہ

یہ بات مخفی نہ رہے کہ انسانی معاشرہ میں کتب خانہ کی بڑی اہمیت ہے اور یہ ایسی چیز ہے جسے معاشرہ میں کم قدر و قیمت سے نہیں دیکھا جاسکتا۔

کتب خانے علماء، عظیم شخصیتوں، انسانی تاریخ اور اس کی ترقی کے اسباب وعلل نیز ان افراد کے آراء وافکار کے مرکز ہوتے ہیں جو معرفت کے خواہاں، ثقافت و تہذیب کی ترقی کے طالب نیز سماج کے تمام طبقوں میں علمی وثقافتی تشنگی کو دور کرنے والے ہیں اور وہ اپنے وجود میں چھپے ہوئے اسرار وفنون کو تصنیف و تالیف کی شکل میں لانے اور اسے اجالے میں نمایاں کرنے نیز اس کی نشر واشاعت میں مشقتیں برداشت کرتے ہیں۔

ایسے لوگ ابتدائے حیات ہی سے دنیا کے حقائق اور نئی نئی علمی گتھیوں کے سلجھانے میں مشغول رہا کرتے ہیں۔

ایسے لوگوں کی نگاہوں میں دوسرے مقدس اہداف ومقاصد بھی ہوا کرتے ہیں جیسے قوموں میں ترقی کی شگفتگی لانا۔ اچھے انسانی افکار واخلاق کو عام کرنا۔ نفسوں کو آسودگی عطا کرنا۔ علمی میراث کی حفاظت کرنا، لوگوں کو زندگی اور تاریخ کو استمرار بخشنا۔ علمی اور ثقافتی راہ کو ہمیشہ جاری رکھنا۔ سماج کی عمارت کی بنیاد کو مستحکم کرنا ایسے مقاصد ہیں جو معاشرے میں کتب خانوں کی ضرورت کو محسوس کراتے ہیں اور اپنی قدر و قیمت کا پتہ دیتے ہیں۔

انھیں اسباب وعلل اور ضرورتوں کا احساس تھا جس نے علماء اعلام کو ابتداء سے ہی عمومی اور خصوصی کتابخانوں کی تاسیس کے لئے آمادہ کیا۔

انھیں حیرت انگیز علماء میں استاد علام بھی تھے جنھوں نے عظیم عمومی کتب خانے کی تاسیس کی جس کی نظیر عالم اسلام میں بہت ہی کم ہے آپ نے کتابوں کی جمع آوری میں ایسی صعوبتیں اور مشقتیں برداشت کیں جو اس سے پہلے کبھی نہیں سنی گئی۔

حقیقت حال اور دعوے کی سچائی کے لئے ہم قارئین کے سامنے بعض ایسے نمونے بیان کرتے ہیں جس سے شعور واحساسات دنگ رہ جاتے ہیں اور ایک عظیم شخصیت ابھر کر آپ کے سامنے آتی ہے اور دل میں کہتی ہے یہ سخت محنتیں کیونکر باثمر نہ ہوتیں ایسا عظیم کتب خانہ کیوں نہ تعمیر ہوتا جس کے دروازے ۱۳۹۴ ہجری سے آنے جانے والوں کے لئے کھول دیئے گئے ہیں۔

مجھے بعض ایسی کتابوں کے بارے میں علم ہے جسے استاد علام نے نجف اشرف میں اپنے عالم شباب میں خریدا تھا جس کی بہترین مثال بعض کتابوں پر آپکی مندرجہ ذیل تحریریں ہیں۔ مثلاً

بسمہ تعالیٰ — میں نے اسے ۴ سال کی نماز اجارہ پر خریدا تھا اور مرحوم الحاج حسین تاجر دخوارقانی کی طرف سے استاد علام آیۃ اللہ شیخ عبد اللہ مامقانی نے مجھے اجیر بنایا تھا۔

یہ جملہ عبد ذلیل شہاب الدین الحسینی النجفی نے شعبان ۱۳۴۱ ہجری میں تحریر کیا ہے۔

ایک اور کتاب پر تحریر فرماتے ہیں۔

میں نے اسے ایک سال تک حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی روزانہ زیارت کی اجرت پر خریدا ہے۔

عبد ذلیل شہاب الدین الحسینی المرعشی النجفی۔

ایک اور کتاب پر تحریر فرماتے ہیں۔

علامہ شیخ عبد الرحیم بن احمد ھندی بہاری نجفی نے اپنے فرزند علامہ شیخ شہاب الدین کی گزارش پر ۱۰۶۰ میں کشف اللغات والاصطلاحت نامی ایک کتاب تحریر کی ہے اور کتاب مکمل کرنے کے تھوڑے ہی عرصے بعد انتقال فرماگئے۔

میں نے اس کتاب کو مرحوم مرزا محمد بزاز طہرانی کی نیابت میں نماز کی دوسال کی اجرت مبلغ ۲۰ برطانوی روپیہ میں خریدا۔ خدا مجھے اس عمل کے پورا کرنے کی توفیق دے اور ۱۲ ذیقعدۃ الحرام ۱۳۴۲ ہجری کو نجف اشرف میں ظہر سے میں نے نماز بھی شروع کردی بھوک کے عالم میں ان حروف کے لکھنے والے کو ۲۰ گھنٹے سے کوئی غذا نصیب نہ ہوئی۔

شہاب الدین الحسینی المرعشی مدرسہ قوام ۱۳۴۲ ہجری۔

کیا اچھا ہوتا اگر میں اپنے والد علام کی کتاب سے ایک حیرت انگیز واقعہ یہاں نقل کرتا جو استاد علام کی زندگی میں کتاب الرافذج ۔۔۔۔ ا ص ۔۔۔ ۱۰۹ پر "کتاب کی قدر" کے عنوان سے شائع کیا گیا ہے۔

کتاب کی قدر۔

میں ۲۱ ربیع الاول ۱۲۹۶ ہجری دوشنبہ کے دن استاد علام کی خدمت میں موجود تھا آپ دلچسپ باتیں بیان کررہے تھے جن میں کچھ باتیں کتاب کی قدرو قیمت اور اس کے حاصل کرنے کے طریقوں پر مشتمل تھی آپ نے فرمایاایک دن میں محلہ مشراق میں واقع اپنے مدرسے سے اس بازار کی طرف گیاجوباب صحن علوی سے متصل ہے وہاں ایک عورت مرغی کے انڈے بیچ رہی تھی میں اس کے پاس انڈے خریدنے گیا تو اس کے پاس ایک کتاب نظر آئی میں نے اس سے اس کتاب کے بارے میں پوچھا اس نے کہا میں اس کتاب کو فروخت کرنا چاہتی ہوں میں نے اس سے کتاب لی جو مرزا عبد اللہ آفندی کی تصنیف ریاض العلماء تھی اور بالکل ہی نایاب نایاب تھی میں نے اس سے کتاب کی قیمت پوچھی اس نے کہا پانچ روپئے میں نے اس سے کہا میں اسے سو روپئے میں خرید سکتاہوں اور اس سے زیادہ نہیں دے سکتا وہ راضی ہو گئی۔

اسی دوران کتابوں کا دلال جس کانام کاظم دجیلی تھا آ گیا جو لندن کے عمومی کتابخانے کے لئے پرانی کتابوں کو خرید تا اور اسے نجف اشرف میں موجود برطانوی حاکم کے سپرد کردیا کرتا تھا۔یہی پہلا انگریز حاکم ہے جس نے نجف اشرف پر حکومت کی ہے۔اس نے میرے ہاتھ سے قوت کے ساتھ کتاب لے لی اور اس عورت سے کہامیں اس کتاب کو اس سے زیادہ قیمت پر خریدوں گا اس طرح اس کتاب کے اوپر بولی بڑھنے لگی۔

میں نے اپنا چہرہ حرم کی طرف کرکے امیر المومنین علیہ السلام سے خطاب کرتے ہوئے کہا اے میرے آقا کیا آپ اس پر راضی ہیں کہ یہ کتاب میرے ہاتھ سے چلی جائے۔جبکہ میں اس کتاب کے ذریعہ آپکی خدمت کروں گا کہ اچانک اس عورت نے کاظم دلال سے کہا میں

تیرے ہاتھ یہ کتاب نہیں بیچوں گی کیونکہ یہ سید کی ہے میں نے کہا میرے ساتھ چلو تا کہ میں تمھیں اس کے پیسے دے دوں ۔وہ میرے ساتھ مدرسہ تک آئی اس وقت میرے پاس کچھ نئے پرانے لباس اور ایک گھڑی تھی میں اسے بازار میں کپڑوں کے دلال حاج حسین شیش کے پاس بیچنے کے لئے گیا اس نے اسے بیچ دیا وہ عورت جو میرے ساتھ تھی کہتی تھی اے سید تم نے مجھے معطل کر رکھا ہے وہ شخص مجھے نقد پیسے دے رہا تھا کبھی میں اسے کوئی جواب نہ دیتا تھا اور کبھی کہتا تھا ابھی ٹھہر وابھی ٹھہرو ۔ رقم کپڑوں اور گھڑی کے بیچنے کے بعد بھی پوری نہ ہوئی میں اسے لیکر مدرسہ آیا اور اپنے ساتھیوں سے پانچ پانچ دس دس روپئے قرض کے طور پر اکٹھا کئے یہاں تک ۱۱۰ یا ۱۲۰ روپئے ہو گئے میں اس عورت کے پاس آیا اور اسے پیسے دے دیئے اور اس گرانقدر کتاب کے خرید نے پر میں نہایت ہی خوش ومسرور تھا۔

ابھی تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ کاظم دلال نے پولیس کے ساتھ مدرسہ پر دھاوا بول دیا اور مجھے گرفتار کر کے انگریز حاکم کے پاس لے گیا وہ مجھ پر کتاب کی چوری کی تہمت لگا رہا تھا اور میرا خیال ہے کہ وہ اپنی زبان میں گالیاں دے رہا تھا اور مجھے برا بھلا کہہ رہا تھا اس کے بعد اس نے مجھے قید کرنے کا حکم دے دیا میں رات قید خانے میں تھا اور اپنے پروردگار سے اس کتاب کے محفوظ رہنے کی دعا کر رہا تھا جسے میں نے چھپا دیا تھا دوسرے دن شیخ الشریعۃ حاج مرزا فتح اللہ نمازی اور صاحب کفایۃ کے فرزند مرزا مھدی انگریز حاکم کے پاس ایک جماعت کے ساتھ میری رہائی کے لئے آئے ۔ اور قید سے میرے چھوٹنے کی گفتگو اس شرط پر تمام ہوئی کہ میں حاکم کو ایک مہینہ کے اندر کتاب دیدوں ۔

میں مدرسہ آیا اور طلبہ کو جمع کر کے کہا یہ اسلام کی عظیم خدمت ہیکہ تم لوگ اس عظیم کتاب کو نقل کر ڈالو یہ کتاب بڑی سائز میں دوسری اور تیسری جلدوں پر مشتمل ہے جس

میں دس جزء ہیں اور جس کی ابتداء حاء مہملہ لفظ حسن سے ہوتی ہے ۔

طلبہ اس کتاب کو نقل کرنے میں مصروف ہو گئے اور معینہ مدت سے پہلے ہی پوری کتاب نقل ہوگئی جب بھی میں اس کتاب کو حاکم انگریز کے حوالے کرنے کے لئے سوچتا تھا مجھے قدرت نہ ہوتی تھی اس خیال سے میں شیخ الشریعۃ کی خدمت میں گیا اور ان سے کہا آپ عصر حاضر کے مرجع ہیں یہ ایسی کتاب ہے جس کا مثل پورے عالم اسلام میں نہیں ہے اور اسے انگریز حاکم لے لینا چاہتا ہے جب انھوں نے اس کتاب کو دیکھا ایک مرتبہ کھڑے ہوئے پھر بیٹھ گئے دوبارہ اٹھے اور پھر بیٹھ گئے اور کہا یہی وہ کتاب ہے میں نے کہا ہاں ۔ انھوں نے تکبیر و تہلیل کہکر مجھ سے کتاب لے لی جو معینہ مدت کے ختم ہونے تک انھیں کے پاس رہی وقت کے تمام ہونے سے پہلے ہی انگریز حاکم کا قتل ہو گیا اور یہ کتاب شیخ ہی کے پاس موجود رہی ان کے بعد ان کے ورثاء کی طرف منتقل ہوئی لیکن آج وہ کتاب کہاں ہے مجھے اس کا علم نہیں ہے ۔

البتہ کتاب کا جو نسخہ میرے پاس تھا اس سے میں نے ۱۲ نسخے تیار کئے ایک نسخہ آیۃ اللہ سید حسن الصدر اور ایک نسخہ آیۃ اللہ سید عبد الحسین شرف الدین کے پاس بھیج دیا ۔ میرا نسخہ آج بھی میرے عمومی کتب خانے میں موجود ہے مجھے قم میں اسی کتاب کا ایک جزء اور مل گیا وہ بھی میرے کتب خانے میں موجود ہے ۔

اس واقعہ کی تاریخ ۱۳۴۰ ہجری سے ۱۳۴۱ ہجری کی ہے اسی طرح ہمیں کتابوں کے حاصل کرنے میں عجیب وغریب واقعات پیش آتے ہیں ۔

استاد علام نجف اشرف میں اپنی گرانقدر کتابوں کی حفاظت کے بارے میں سوچا کرتے تھے ۔ آپ نے مخطوطات کی جمع آوری میں بھی سعی بلیغ کی اور اسے خیابان ارم(۱) پر

---

(۱) جو آج خیابان آیۃ اللہ العظمی مرعشی کے نام سے موسوم ہے

واقع اپنے مدرسہ میں مخصوص کتاب خانے پر وقف کردیا تاکہ طلاب اس سے استفادہ کریں۔
اس عمومی کتاب خانہ کا افتتاح ۱۵ شعبان ۱۳۸۵ھ حضرت امام عصر عجل اللہ فرجہ الشریف کی ولادت باسعادت کے دن ایک مدرسہ میں ہوا۔

مطالعہ کرنے والوں کی کثرت اور جگہ کی تنگی کی وجہ سے استاد علام نے اپنے مدرسہ کے روبرو ۱۵ شعبان ۱۳۹۴ ہجری کو ہزار مربع میٹر زمین اور ۴ طبقوں پر مشتمل ایک نئے کتاب خانے کا افتتاح کیا۔اس کی توسیع کی گئی اور ۵۰۰ مربع میٹر زمین مزید اس سے ملحق کردی گئی۔

کتاب خانے میں مطبوعہ کتابوں کی تعداد رفتہ رفتہ ۲لاکھ ۵۰ ہزار اور مخطوطات کی تعداد ۲۵ ہزار تک پہونچ گئی ہے حجۃ الاسلام محقق سید احمد حسینی نے اس کی فہرست ترتیب دی جو ہمارے زمانے ۱۴۱۱ ہجری تک ۱۹ جلدوں تک پہونچ گئی ہر مجلد میں ۴۰۰ مخطوطہ کتابوں کی فہرست ہے۔

مخطوطات میں تیسری صدی ہجری کی بے مثل اور منفرد کتابیں ہیں اس کے علاوہ شیخ طوسی، محقق اول علامہ حلی، فخر المحققین، شہید ثانی، علامہ مجلسی، شیخ حر عاملی، میر داماد، شیخ بہائی، صدر المتالھین، فیض کاشانی، شیخ انصاری اور بہت سے اساطین علم وادب کی مختلف مذاہب وادیان پر مخطوطہ کتابیں موجود ہیں۔

میں نے اس کتب خانے میں علی بن ہلال جو ابن بواب کاتب بغدادی کے نام سے مشہور ہیں کے ہاتھوں کے لکھے قرآن مجید کا ایک نسخہ تقدیم کیا ہے جس کو اس نے ــــ ۱۳۹۲ ہجری میں تحریر کیا تھا۔

اس کتب خانے میں تقریباً دو ہزار افراد روزانہ مطالعہ کرتے ہیں۔اور یہ مرکز خطی نسخوں کی فوٹو کاپیوں اور مائیکرو فلم وغیرہ کے تبادلے کے سلسلے میں دنیا بھر کے ۲۵۰ مراکز

سے جڑا ہوا ہے۔

یہ کتب خانہ طویل عریض اور تمام تصویری وسائل سے آراستہ ہے جس میں مطالعے کے بڑے بڑے ہال ہیں محققین و مولفین اور فہرست نگاروں کے لئے کچھ کمرے بھی بنائے گئے ہیں اور اب حال ہی میں حضرت امام خمینی رضوان اللہ علیہ کی عنایت اور اسلامی حکومت کے لطف سے کتب خانے کے بغل میں ۲۴۰۰ مربع میٹر زمین بھی خریدی جاچکی ہے۔ جس کا سنگ بنیاد استاد علام نے اپنی آخری عمر میں روز جمعہ ۲۰ ذی الحجۃ ۱۴۱۰ ہجری کو بزرگ اور عظیم شخصیتوں کے مجمع میں رکھا۔

نئی عمارت سات مستحکم طبقوں پر مشتمل ہے تین طبقے زمین کے نیچے بنائے گئے ہیں تاکہ یہ مخطوطات کا مخزن رہے اور ہر قسم کے خطرات خاص طور سے زلزلوں سے محفوظ رہے ساتھ ہی یہ عمارت بجلی کے تمام جدید ترین وسائل سے آراستہ ہے۔

ہم دین کے خدمتگزاروں اور اسکی عظیم میراث کے محافظوں کے لئے خاص طور سے استاد علام کی روح کے درجات کی بلندی کے لئے خداوند عالم کی بارگاہ میں دست بہ دعاہیں۔

دینی مدرسے۔

مراجع کرام سالہاسال دینی علوم کی تحصیل اور فقہ اہل بیت (ع) کی تعلم کے لئے تنہائی کی سختی غربت ومسافرت کی وحشت فقر و تنگدستی کا غم اور طلبگی کی سختیاں برداشت کرتے رہے ہیں اسی لئے جب ہم کسی مرجع کی تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں تو اسے سماج کے رنج وغم سے آگاہ پاتے ہیں لھذا وہ سب سے پہلے طلاب علوم دینیہ کی مشکلوں کو کم کرنے یا انھیں

دور کرنے کی کوشش کرتا ہے خاص طور سے جب وہ حوزہ علمیہ پر قیادت کے شباب کو پہونچتا ہے تو اسے طلبہ کے قیام کے لئے مدرسہ بنانے کی فکر ہوتی ہے۔

انھیں بنیادوں پر استاد علام نے بھی قم میں طلباء کے قیام کے لئے مدرسوں کی تعمیر کرائی جسے ہم بطور اختصار بیان کر رہے ہیں۔

مدرسہ مرعشیہ ـــــ

یہ مدرسہ آپ کے عمومی کتب خانہ کے مقابل خیابان ارم (۱) پر واقع ہے جس کی زمین الحاج عباس فنائیان نے وقف کی تھی اسکی تاسیس ۱۳۸۳ ہجری میں ہوئی اس کی مساحت ۴۲۰ مربع میٹر اور زیر بنا ۶۶۰ میٹر ہے یہ تین طبقوں پر مشتمل ہے مدرسہ میں ۱۶۰ میٹر صحن بھی ہے جس میں ۲۷ کمرے ہیں ہر سال عشرہ محرم میں یہاں عزاداری بھی ہوتی ہے اس مدرسہ کا نام استاد علام کے لقب کے اعتبار سے مدرسہ مرعشیہ رکھا گیا۔

مدرسہ مھدیہ ـــــ

یہ مدرسہ خیابان باجک پر واقع ہے اس کی تاسیس ۱۲۷۶ ہجری میں ہوئی مساحت کے اعتبار سے یہ ۴۵۰ مربع میٹر زمین پر مشتمل ہے جس میں ۲۰۰ میٹر زیر بنا ہے اس مدرسہ میں ۲۵ کمرے اور ایک دار المطالعہ بھی ہے جس میں تقریباً دو ہزار کتابیں موجود ہیں امام عصر عجل اللہ

---

(۱) آج کے زمانے میں اس خیابان کو خیابان (آیۃ اللہ مرعشی) کے نام سے جانا جاتا ہے۔

فرجہ الشریف کے نام سے برکت حاصل کرنے کے لئے اس کا نام مدرسہ مھدیہ رکھا گیا۔

اس اعتبار سے بھی اسے مھدیہ کہا جاتا ہے کہ یہ مدرسہ الحاج مھدی ایرانی کی طرف سے تعمیر کیا گیا جنھوں نے اس کے امور استاد علام کو تفویض کر دیئے تھے۔

مدرسہ مومنیہ ــــــ

یہ بہت ہی بڑا اور جدید التاسیس مدرسہ ہے اس کی تاسیس ۱۳۸۹ ہجری میں خیابان چہار مردان چہارراہ سجادیہ پر ہوئی یہ دو طبقوں پر مشتمل ہے جس میں ۷۶ کمرے ہیں مساحت کے اعتبار سے ۲۰۱۶ مربع میٹر زمین پر واقع ہے جس میں ۱۱۷۶ میٹر زیر بنا ہے ۸۴۰ میٹر کا ایک صحن بھی ہے جس میں بڑے بڑے درخت لگائے گئے ہیں یہاں ایک دارالمطالعہ بھی ہے جس میں کتابیں موجود ہیں اس مدرسہ کا نام مومنیہ اس اعتبار سے رکھا گیا کہ یہ پہلے ایک دینی مدرسہ تھا جسے مرحوم مرزا مومن خان نے بنوایا تھا مرور زمانہ کے ساتھ اس کی عمارت منہدم ہو گئی جسے دوبارہ استاد علام نے تعمیر کرایا۔

مدرسہ شہابیہ ــــــ

یہ مدرسہ خیابان امام خمینی پر واقع ہے جو شاہ رضا پہلوی کے زمانے میں قم مقدسہ کا

ایک تنہا سینما گھر تھا یہ بات انقلابی علماء اور مومنین کے دلوں پر شاق تھی کہ قم جیسے شہر میں جوانوں کو گمراہ کرنے کی غرض سے ایک طاغوتی سینما گھر بنایا گیا تھا جس میں فحش فلمیں دکھائی جاتی تھیں جو اسلامی انقلاب کے دوران شہر فقہ وفقاہت اور مدینہ علم واجتہاد قم کے لئے عیب تھیں لھذا کچھ شجاع اور بہادر مومن جوانوں نے ایک رات اسے بموں سے اڑا دیا پھر استاد علام نے اسے خرید لیا اور اس کے ملبہ پر ایک دینی مدرسہ کی بنیاد رکھی جس کے کئی حصے ہیں ایک طلباء کے رہنے کا حصہ ہے دوسرا دارالمطالعہ تیسرا مدرس اور ہال چوتھا چاپخانہ اور دارالنشر سے مخصوص ہے۔

مجھے یاد ہے سینما گھر کے اڑانے جانے کے چند ماہ قبل میں استاد علام کے ساتھ ٹیکسی میں سفر کر رہا تھا جب سینما گھر کی طرف سے گزرے تو استاد علام نے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف بلند کئے اور خدا سے راز ونیاز میں مصروف ہو گئے۔

میں نے دعا تو نہیں سنی لیکن سینما گھر کے اڑائے جانے کے بعد یہ احساس ہوا کہ یہ اسی بزرگ کے انفاس قدسیہ کی برکتیں تھیں۔

چونکہ آپ کا نام شہاب الدین تھا اس لئے اس مدرسہ کا نام شہابیہ رکھا گیا۔

طلبہ کے لئے گھر

استاد علام کے آثار میں یہ بھی ہے کہ انھوں نے اپنی نگرانی میں اہل علم کے لئے بہت سے مکانات تعمیر کرائے جن میں تمام ضروری سہولتیں موجود ہیں یہ مکانات خیابان آذر کے آخری حصے پر واقع ہے جسے کوچۂ آیۃ اللہ العظمیٰ مرعشی نجفی کے نام سے جانا جاتا ہے یہ ایک لمبی گلی ہے جس کے دونوں طرف ان طلبہ کے مکانات ہیں جو جوق درجوق قم مقدس میں آتے ہیں اُن کے پاس کوئی گھر اور جائے پناہ نہیں ہوتی۔

ہاسپٹل ـــ

آپ نے اپنی نگرانی میں غریبوں محروموں اور تنگدست افراد کے لئے خیابان آذر پر نیکوئی ہاسپٹل میں درمانگاہ جدا کے نام سے ایک ہاسپٹل کی تعمیر کی۔

امامباڑے اور مساجد ـــ

استاد علام نے اپنی نگرانی میں مختلف شہروں میں بہت سی مسجدیں اور امامباڑے بنوائے لیکن جس امامباڑے کی تعمیر آپ نے مرحوم الحاج غلام حسین شاکری کے حصۂ ثلث سے کرائی وہ آپ کے گھر سے ملا ہوا ہے جو عاشقان سید الشہداء (ع) کا مہبط اور مامن ہے خاص طور سے محرم وصفر کے مہینوں میں مجالس عزا اور اہل بیت (ع) کی ولادت وشہادت پر مجالس ومحافل برپا ہوتی ہیں اس طرح یہ امامباڑہ اسلامی علوم کی تدریس کا مرکز بھی رہا ہے جس کی طرف استاد علام نے اپنی پہلی وصیت میں اشارہ کیا ہے۔ آپ نے مختلف شہروں، قصبوں اور دیہاتوں میں دسیوں مسجدیں مدرسے کنویں، امامباڑے اور سڑکیں تعمیر کرائیں۔

طلبہ کی روٹی

۱۳۸۰ ہجری میں آیۃ اللہ العظمیٰ سید بروجردی کی وفات کے بعد طلبہ کی روٹی آپ نے اپنے ذمہ لی لھذا آپ اپنے وکیلوں کے ذریعہ طلبہ کو ان کے مراتب کے اعتبار سے روٹیوں کے کوپن تقسیم کرتے تھے جس کی رقم آخری برسوں میں ہر ماہ ۲۰ لاکھ کے قریب پہونچ گئی تھی۔

یہ دیگر مراجع کرام کے دفاتر سے ملنے والے شہریوں کے ساتھ طلبہ کو ملنے والی بہترین امداد تھی۔

آپ کی سیاسی زند گی۔

لو گوں کے امور کی نگرانی ان کے لئے سعادت وخوشگوار زند گی فراہم کرنا ۔ان سے شر وفساد کو دور کرنا اسلامی سیاست ہے دوسرے لفظوں میں اس کے معنی لو گوں کے ساتھ حسن سلوک کے ہیں ۔حدیث میں آیا ہے (امرت بمداراۃ الناس) مجھے لو گوں کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا گیا ہے ۔

نیک اور صالح علماء ہی انبیاء اوصیاء کے بعد قائد اور رہبر ہیں یہی حضرات تمام طبقے کے لو گوں کے ساتھ سلامتی وسعادت اور علم وبر تری کی طرف سفر کرتے ہیں جب شہنشاہوں اور بادشاہوں کو علماء کی دہلیز پر دیکھو تو یقین کرلو کہ یہ علماء اور بادشاہ دونوں بہتر ہیں یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ بادشاہ سے لیکر رعایا تک اگر تمام لوگ علماء کے دروازوں پر علم وعمل صالح کے کسب وا کتساب اور دینی وانسانی وظائف سیکھنے کے لئے آئیں تو یہی بہترین اور نیک زند گی ہے ۔

اور جب علماء کو بادشاہوں کے دروازوں پر دیکھو تو یہ علماء اور بادشاہ دونوں برے ہیں اور ظالمین کے ساتھ وابستہ زند گی بھی بری ہے کیوں کہ علماء اور بادشاہ دونوں نے اپنے نفس پر ظلم کیا ۔صراط مستقیم سے منحرف ہوگئے ۔اپنے آپ کو صحیح منزل تک نہیں پہونچایا اور اب یہی لو گ اللہ کے راستے میں کجی ہی تلاش کرتے ہیں ۔

لھذا لو گوں کے ساتھ حسن سلوک کرنا ۔کلمہ حق کا بلند کرنا ۔ظلم وجور سے نبرد آزما ہونا ۔اور انسانی معاشرے میں عدل قائم کرنا ہی ہماری سیاست ہے ۔

آیۃ اللہ العظمیٰ سید محسن الحکیم طاب ثراہ نے کیا جاودانی کلمہ ارشاد فرمایا ہے۔

"اگر سیاست کے معنی بندگان خدا کے امور کی اصطلاح اور انکے حالات کی ترقی کے لئے کام کرنا ہے تو ہر عالم پر اس کے لئے اپنی پوری قوت و توانائی کے ساتھ قیام کرنا واجب ہے"

ہر فقیہ اور عالم کے وجود میں صحیح رحمانی سیاست جلوہ گر ہے اور اس کے رفتار و کردار میں دینی واسلامی سیاست روشن ہے۔ اس پر استعماری سیاستوں اور استکباری گروہوں سے مقابلہ کرنا اور ہر زمانہ میں ہر ملک میں کلمہ حق کے بلند کرنے کے لئے برسر پیکار ہونا ضروری ہے اسے ظلم وجور کے خاتمے، عدل وانصاف کی حکومت قائم کرنے نیز طاغوتوں اور ظالموں سے جنگ کرنے کے لئے اپنے نفس کی قربانی پیش کردینا چاہیئے۔

علماء دین ایسی ہی شان کے ہوتے ہیں یہی لوگ بہترین قائد اور نمونۂ عمل ہیں جو ظلم وعناد ومنکرات حتی درباری ملاؤں اور واعظوں تک سے بھی جنگ کرتے ہیں۔

ایسے ہی نیک افراد میں استاد علام بھی تھے آپ نے ایران کے اسلامی انقلاب کی قیادت میں شرکت فرمائی اور امام راحل اسلامی انقلاب کے عظیم قائد ورہبر حضرت امام خمینی کے ساتھ ایک ہی مورچے پر تھے یہاں تک کہ اس انقلاب کو کامیاب کیا اسلامی حکومت کی بنیاد رکھی نبی اکرم (ص) اور اہل بیت اطہار (ع) کے دین کو مضبوط ومحکم فرمایا حتی اپنی زندگی کے آخری سال تک یہ فریضہ انجام دیا جس کی گواہی وہ اعلانات وبیانات دے رہے ہیں جسے آپ نے اسلامی انقلاب کے دوران ارشاد فرمایا تھا۔

آپ نے اس انقلاب کے پس منظر میں دین محمدی کی ترویج، قرآن کریم اور اہلبیت (ع) کے معارف ومسالک کی نشر واشاعت فرمائی۔

میں نے ایک دن آپ سے ان سیاسی معرکوں، پارٹیوں کے ظطنوں اور سیاسی شخصیتوں کے ہمہموں کے بارے میں اپنے شرعی فرائض دریافت کئے تو آپ نے جواب دیا ہمیں مذہب

اہل بیت (ع) کی رعایت اور اسکی حفاظت کرنا چاہیئے اور اسے سالم حالت میں اپنی اولاد کے سپرد کر دینا چاہیئے جیسے ہمارے آباؤ اجداد نے ہمارے سپرد کیا تھا۔

انھیں بنیادوں پر استاد علام سیاست کے بارے میں سوچا کرتے تھے۔

میرا خیال ہے استاد علام کی سیاسی زندگی کے بارے میں ایک مستقل کتاب لکھی جانی چاہیئے اور چونکہ کتاب کی اس فصل میں اتنی گنجائش نہیں ہے لھذا میں نے یہاں اتنے ہی پر اختصار کیا ہے

"آپ کی سماجی زندگی"

اہم دینی شخصیتوں اور امت کے مصلح قائد نیز دینی مراجع کی اہم ذمہ داریاں سماج میں اصلاح اسے ترقی کی راہ پر گامزن کرنااور سماج میں علم وثقافت کو فروغ دینا رہی ہیں ۔ جو اس عالم میں صبح کرے اور مسلمانوں کے امور اور ان کے حالات کے بارے میں غور وفکر نہ کرے وہ مسلمان نہیں ہے ۔ 'اسلام میں کوئی رہبانیت نہیں ہے اور بلاشبہ میری امت کی رہبانیت جہاد اور تمام لوگوں کے ساتھ باہم سلوک کرنا ہے' مجھے لوگوں کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا گیا' جیسا کہ احادیث شریف میں وارد ہوا ہے ۔

اسی طرح استاد علام نے بھی امت کے درمیان ایک نیک فرزند' شفیق بھائی مہربان باپ' رحیم استاد' اور ہمدرد قائد کے عنوان سے زندگی بسر کی' کبھی آپ سے کوئی ایسا کلام صادر نہیں ہوا جو خوشگوار اور پاکیزہ سماج کے عادات واخلاق سے منافاۃ رکھتا ہو آپ انتہائی اخلاص سے لوگوں کی مدارات کرتے تھے اور اگر بعض اوقات سخت کلامی اور تندروئی سے کام لیتے تو ان کے احساسات وجذبات کی رعایت کرتے تھے ۔

مجھے یاد ہے جب صدام لعین شہر مقدس قم اور ایران کے بیشتر شہروں کو میزائیلوں اور بموں کا نشانہ بنائے ہوئے تھا ۔ عوام خوف ودہشت سے اپنی جان بچانے کے لئے قم سے باہر بھاگ رہے تھے لیکن استاد علام اپنی جگہ پر موجود رہے آپ اس سے پہلے حرم مطہر میں نماز جماعت پڑھانے کے لئے ٹیکسی سے جایا کرتے تھے ۔ لیکن ان مصیبت زدہ دنوں میں اپنی

کبر سنی اور ضعیفی کے باوجود نماز پڑھانے کے لئے پیدل تشریف لیجاتے تھے جب آپ سے اس سلسلے میں پوچھا گیا تو فرمایا میں چاہتا ہوں کہ لوگ مجھے دیکھیں تا کہ ان کے دلوں کو اطمینان ہو جائے۔

ایک دفعہ میں آپ کے پاس آپ کے حجرہ میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک ضعیف آدمی آیا اور سلام کے بعد فرمایا اے سید میں آپکو ذاتی طور پر جانتا ہوں میں ایک دلاک ہوں آپ کو آپ کی زندگی کا ایک واقعہ یاد دلانا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ میں عمومی حمام میں دلاک تھا آپ جوانی کے ایام میں اپنے چھوٹے بچوں کے ساتھ اس حمام میں تشریف لائے اور وہاں کچھ بچوں کو دیکھکر مجھ سے ان کے بارے میں پوچھا تو میں نے کہا یہ یتیم بچے ہیں اس وقت آپ اپنے بچوں سے مخاطب ہو کر فرمانے لگے ان یتیم بچوں کے سامنے ان کے احساسات کی رعایت کرتے ہوئے تم لوگ مجھے بابا کہہ کر نہ پکارنا پھر آپ نے مجھے کچھ روپئے دیئے تا کہ میں ان بچوں کے پڑھنے لکھنے کی ضروری چیزیں خریدوں۔

جب میں نے یہ واقعہ سنا میرے حواس دنگ رہ گئے میں نے اپنے دل میں کہا اللہ اکبر یہی لطیف احساسات اور ظریف و دقیق سماجی نکات کی رعایتیں ہیں۔

آپ کے اور عوام کے درمیان کوئی پردہ نہیں تھا آپ کا دروازہ آنے والے مردوں اور عورتوں کے لئے ہمیشہ کھلا رہتا تھا۔

میں وہ ساعت کبھی نہیں بھول سکتا جب میں آپ کی وفات کے دو دن پہلے آپ کے پاس موجود تھا اور ایک ضعیفہ اپنے خمس کی ادائیگی کے لئے آپ کے پاس آئی اس نے آپ سے قیامت کے دن اپنی شفاعت کی درخواست کی آپ نے جواب دیا اگر تو شفاعت کی اہل ہو گی تو میں یقیناً تیری شفاعت کروں گا۔

وہ اپنے دشمنوں پر بھی مہربان تھے پھر بھلا اپنے دوستوں اور چاہنے والوں کے ساتھ

کیوں نہ حسن سلوک کرتے۔

ایک دن آپ نے مجھ سے اپنے دشمنوں اور حاسدوں کی طرف سے اپنے اوپر ہونے والے واقعات کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ صحن مطہر میں وہ دسیوں صفوں کی جماعت کی امامت فرمایا کرتے تھے لیکن دشمنوں کی افواہوں اور حاسدوں کی چغلیوں کی وجہ سے نوبت یہاں تک آگئی کہ تھوڑے سے مومنین کی امامت فرمانے لگے۔

استاد علام نے فرمایا۔

میں ان دنوں سیدہ معصومہ سلام اللہ علیہا کی ضریح کے قریب آیا اپنی عبا اپنے سر پر رکھی عمامے کے تحت الحنک کا ایک سرا ضریح اقدس سے باندھ دیا اور اس طرح شہزادی کی خدمت میں حاضر ہوا جیسے عوام آتے ہیں۔ پھر میں شدت سے رویا اور اپنے مصائب و آلام نیز بعض لوگوں کی ایذاء رسانی کا ان سے شکوہ کیا اسی اثناء میں مجھ پر غنودگی طاری ہوگئی تو میں نے عالم مکاشفہ میں دیکھا کہ میں ایک وسیع و عریض میدان میں دوڑ رہا ہوں میرے دشمن مجھے ہر طرف سے پتھروں سے مار رہے ہیں اور میں چیخ رہا ہوں اے میرے جد امیر المومنین مجھے اس مصیبت سے رہائی دیجئے خوف زدہ بھاگتے ہوئے میں نے محسوس کیا کہ کسی نے پیچھے سے مجھ پر ہاتھ رکھ دیا ہے یقین ہو گیا کہ یہ امیر المومنین (ع) کا ہاتھ ہے انھوں نے مجھے زمین سے اوپر اٹھایا اور کہا صبر کرو آپ کے جد امیر المومنین کے ساتھ بھی ایسا ہی کیا گیا ہے۔ میں بیدار ہو گیا اور اپنے دل میں انتہائی سکون و قرار محسوس کیا۔

استاد نے فرمایا۔

انھیں مصیبت زدہ دنوں میں ایکدن میں کسی مجلس میں گیا وہاں ایک عمامہ پوش شخص بھی تھا میں اس کے پہلو میں بیٹھ گیا اس نے مجھ سے شدت عداوت کی بنا پر لوگوں کے سامنے میری طرف پیٹھ کرلی میں نے اپنے دل میں اسے محفوظ کرلیا اور اس کا حساب خدا کے حوالے

کر دیا۔ جب میں وہاں سے جانے لگا تو اس کے دامن میں کچھ پیسے ڈال دیئے اور اسے حساس تک نہ ہوا۔ اس کے بعد وہ لوگوں سے بیان کرتا تھا اس رات میرے پاس کچھ بھی پیسہ نہیں تھا۔ وہ اپنی گود میں کچھ مال پا کر انتہائی حیرت میں تھا اسے یہ احساس ہی نہیں ہوا کہ میں نے اسکی گود میں پیسہ ڈلدیا تھا۔

اس عظیم اخلاق کو دیکھو اور سوچو لوگوں کے ساتھ کس اعتبار سے رہنا چاہئے۔

آپ حرم اور صحن معصومہ میں تینوں وقت نماز پنجگانہ پڑھانے تشریف لے جاتے تھے آپ نے فرمایا جب میں نے قم مقدسہ کو اپنا وطن بنایا تھا حرم مطہر معصومہ میں نماز صبح کی جماعت نہیں ہوتی تھی آپ نے اس خدمت کو ۶۰ سال تک انجام دیا۔ آپ ہی وہ فرد فرید ہیں جو طلوع فجر سے ایک گھنٹہ پہلے حرم شریف میں بلاناغہ پہونچ جایا کرتے تھے حتی سردی اور برف باری کے زمانے میں بھی اپنے اس عمل کو جاری رکھا جبکہ گلیوں میں برف جمی رہتی تھی آپ بڑی مشکل سے گلی میں راستہ بنا کر حرم پہونچتے اور بند دروازے کی پشت پر بیٹھے دروازہ کھلنے کا انتظار کرتے تھے۔

آپ نے فرمایا میں پہلے پہل تنہا ہی نماز ادا کرتا تھا اس کے بعد ایک شخص میرے ساتھ نماز پڑھنے لگا رفتہ رفتہ جماعت میں اضافہ ہوتا گیا۔

استاد علام کی مرجعیت کا زمانہ لوگوں کی ضرورتیں پوری کرنے اور فقہ کے درس خارج سے شروع ہوا۔ آپ فقہ کا درس خارج حرم سیدہ معصومہ میں مسجد بالاسر میں ۱۰ بجے دن اور اصول کا درس خارج شام کے وقت اپنے گھر میں دیا کرتے تھے لیکن جب اپنی آخری عمر میں مختلف قسم کے امراض میں مبتلا ہو گئے تو یہ سلسلہ بند ہو گیا۔

آپ روزانہ سیکڑوں خطوط کے جواب دیا کرتے تھے جو ایران اور بیرون ملک سے ان کے مقلدین اور دوسرے افراد کی طرف سے آتے تھے۔

مجھے یاد ہے آپ کے آخری دور حیات میں افریقہ کے کسی شہر سے ایک تفصیلی خط

آیا جس میں ۷۰ اسوال پوچھے گئے تھے میں نے تین روز تک اسے آپ کے سامنے پڑھا اور آپ روزانہ مجھے ایک گھنٹہ اس کا جواب لکھایا کرتے تھے۔

آپ حسب استطاعت لوگوں کی ضرورتیں پوری کرتے تھے کبرسنی ۔ مختلف بیماریاں رنج وغم کا ہجوم اور لوگوں کی قیل وقال اس راہ میں رکاوٹ نہیں بنتے تھے بلکہ پوری صلاحیت اور قوت کے ساتھ خدا کی نصرت سے ہر مشکلوں اور سختیوں کا مقابلہ کرتے تھے۔

آپ سماجی زندگی کی بہترین مثال تھے۔

﴿ثم كان من الذين آمنوا وتواصوا بالصبر وتواصوا بالمرحمة﴾ (البلد: ۱۷)

("پھر تو ان لوگوں میں (شامل) ہوجانا جو ایمان لائے اور خیر کی نصیحت اور ترس کھانے کی وصیت کرتے ہیں۔")

سچ ہے جو انسان ایسے معاشرے اور سماج میں زندگی بسر کرے جہاں مادے کا اقتدار ہو وہ شیطان اور نفس امارہ کی پیروی کرتا ہے یقیناً ایسے انسان گھاٹے میں ہیں۔

مگر استاد علام جیسے بہت سے افراد ایمان لائے اور عمل صالح انجام دیئے۔

﴿وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر﴾ (العصر:۳).

("تم اپنے پروردگاد کی تعریف کے ساتھ تسبیح کرنا اور اسی سے مغفرت کی دعا مانگنا۔ وہ بے شک بڑا معاف کرنے والا ہے")

آپ کو حرم ائمہ اطہار (ع) اور انکی اولاد کے حرم مثلاً حضرت امام علی رضا (ع)۔ حرم حضرت امام حسین علیہ السلام کی نقابت اور دیگر پر افتخار مناصب حاصل تھے۔

نیز حرم حضرت ابوالفضل العباس (ع) شیراز میں احمد بن موسیٰ بن جعفر قم میں سیدہ معصومہ علیہا سلام، ری میں حرم حضرت شاہ عبد العظیم اور امام موسیٰ کاظم کی اولاد سید جلال الدین اشرف کے روضہ نیز کاشان میں حرم علی بن محمد باقر میں منصب تدریس۔ نقابت اور خدمت کا افتخار حاصل تھا۔

آپ کی اولاد

استاد علام جو اپنی زندگی میں ضرب المثل تھے خداوند عالم نے آپ کو ۸ اولاد عطا کیں جن میں ۴ بیٹے اور ۴ بیٹیاں ہیں آپ کے تین فرزند عالم دین ہیں۔

(۱) ــــ حجۃ الاسلام والمسلمین سید محمود مرعشی صاحب قبلہ مد ظلہ جنھوں نے دو کتابیں حیات ابن سینا اور حیات ابو حامد غزالی کے نام سے تالیف کی آپ نے ایک کتاب مسلسلات دو جلدوں میں تحریر کی جو ۱۳۴۱ ہجری شمسی میں قم سے شائع ہوئیں آپ اپنے والد ماجد کے وصی اور قم میں مکتبہ عامہ کے امین بھی ہیں۔

(۲) ــــ حجۃ الاسلام سید محمد جواد مرعشی مد ظلہ۔ جنھون نے البیان فی اخبار صاحب الزمان، مناقب ابن ابی طالب از ابن مغازلی، الزام الناصب فی اثبات الحجۃ الغائب، مع الحسین فی نهضتہ، السیدۃ زینب (س) از محمد قاسم مصری، نیز اخبار الزینبیات از یحیی عبیدلی کے فارسی زبان میں ترجمہ کئے۔

(۳) ــــ ثقۃ اسلام السید امیر حسین مرعشی مد ظلہ۔

(۴) ــــ السید محمد کاظم مرعشی جو طہران میں زندگی بسر کرتے ہیں۔

(۵) ــــ زوجہ الحاج علی برادر آیۃ اللہ العظمی حضرت شیخ فاضل لنکرانی۔

(۶)۔۔۔ زوجہ مرحوم الحاج حجۃ الاسلام سید عباس موسوی۔

(۷)۔۔۔ زوجہ مرحوم الحاج سید خلیل میری طہرانی۔

(۸)۔۔۔ زوجہ حجۃ الاسلام والمسلمین الحاج شیخ عباس علی عمید زنجانی جو طہران کے جید علماء میں سے ہیں نیز دانشگاہ طہران کے پروفیسر بھی ہیں۔

آپ کے اخلاق کی خوشبو۔

خداوند تبارک و تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔ وانك لعلی خلق عظیم﴾

("اے رسول بے شک آپ خلق عظیم پر فائز ہیں")

نبی اعظم خاتم المرسلین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اس لئے مبعوث برسالت کیا گیا تاکہ وہ اپنے اقوال واعمال اور رفتار و کردار کے ذریعے مکارم اخلاق کی تکمیل کریں اور یہی انبیاء واوصیاء کی سیرت رہی ہے علماء لوگوں کے درمیان عوام کی سرپرستی اور قیادت نیز فضائل و محامد کو عام کرنے میں انبیاء کے وارث ہیں یہی علماء انبیاء اور اوصیاء کے بعد انسانی سماج اور معاشرے کے لئے صالح قائد اور بہترین نمونۂ عمل ہیں انھیں اخلاق حسنہ، صفات حمیدہ اور بہترین سیرت نیز تقویٰ و پرہیز گاری میں ضرب المثل مانا جاتا ہے ایسے ہی صالح اور متقی علماء میں استاد علام کا بھی شمار تھا جو اپنے زھد و ورع تقویٰ و پرھیزگاری اور تواضع و انکساری میں اپنی مثال آپ تھے آپ عالم باعمل تھے لوگوں کو ایسی چیز کا حکم دیتے تھے جس پر خود عمل پیرا تھے اور اسی چیز سے روکتے تھے جس سے خود پرھیز کرتے تھے

میں نے انھیں ضعیفی کے زمانے میں اکثر دیکھا ہے کہ جب وہ حرم حضرت معصومہ قم

میں نماز یا درس کے لئے جاتے تھے تو دور ہی سے عورتوں کو دیکھ کر اپنے چہرے پر عبا ڈال لیا کرتے تھے تا کہ پہلی نظر کسی اجنبی اور نامحرم عورت سے نہ ٹکرائے آپ کو اپنے اس مستحسن عمل پر ملکہ حاصل تھا آپ صرف خدا کی رضا ہی کے مطابق باتیں کرتے تھے ایک دن میں نے انھیں تنہائی میں اپنے رب سے مناجات کرتے ہوئے دیکھا ایسا لگتا تھا جیسے وہ اپنے خدا کو اپنے بالکل قریب دیکھ رہے ہیں۔ یہ وہ کیفیت تھی جسے لفظوں میں نہیں بیان کیا جاسکتا۔

یہ چیز ان کے زھد و ورع اور تقویٰ و پرہیز گاری کے اوپر بہترین گواہ ہے کہ انھوں نے پہلی وصیت میں اپنے فرزند کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

میں اسے (اپنے فرزند کو) صلہ رحم کی وصیت کرتا ہوں خاص طور سے ان کے بھائیوں اور بہنوں کے سلسلے میں اور یہ وصیت کرتا ہوں کہ ان کے ساتھ نیکی کا سلوک کرے اس لئے کہ میں نے اپنے بعد دنیا کے ٹھیکروں (مال و دولت کی طرف اشارہ) کی شکل میں کچھ نہیں چھوڑا ہے مجھے جو کچھ بھی حاصل ہوا اسے حتی وہ رقم بھی جو خاص طور سے مجھے دی جاتی تھی محتاجوں خصوصاً اہل علم پر صرف کر دیا ہے۔ عنقریب میں دنیا سے سفر کرنے والا ہوں لیکن اپنے ورثاء کے لئے دنیا کے مال و اسباب اور زر و جواہر میں سے کچھ بھی نہیں چھوڑا ہے انھیں اپنے رب کریم کے حوالے کر دیا ہے اور ان کے لئے بہترین یادیں اور اچھی باتیں چھوڑی ہیں۔ اور اگر میں اپنی اولاد کے لئے مال و اسباب سمیٹنے کی کوشش کرتا لوگ میرے اوپر اس قدر اعتبار کرتے تھے میں اپنے وارثوں کے لئے لاکھوں اور کروروں کی جائداد اور مال و اسباب چھوڑ سکتا تھا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

وہ اپنی وصیت میں فرماتے ہیں میرے ساتھ میری وہ جانماز بھی دفن کر دی جائے جس پر میں نے ستر (۷۰) سال تک نماز شب ادا کی ہے وہ تیرہ سال ہی کی عمر سے نماز شب کے پابند تھے پروردگار انھیں مقام محمود پر مبعوث کرے۔

اور دوسرے مقام پر فرماتے ہیں میں اسے وصیت کوتا ہوں میرے ساتھ میری وہ تسبیح بھی دفن کی جائے جس کے دانوں پر میں نے ہر صبح خداوند کریم سے مغفرت طلب کی ہے.

مجھے یاد آتا ہے کہ ایک دن انھوں نے اخلاق وعرفان پر گفتگو کرتے ہوئے حسد کے سلسلے میں فرمایا حسد شروع میں حاسد کے دل میں سیاہ نقطے کے مانند ہوتا ہے اگرحسد کرتے والا علماء اخلاق کے بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق اپنے نفس کا علاج نہ کرے تو یہ خود خداوند عالم سے دعا کرتے تھے کہ وہ اس سے اس مرض کو زائل کردے اور اس بات میں غور وفکر کرتے تھےکیوں اس نے اپنے بھائی سےنعمت چھیننے کا قصد کررکھا ہے جب کہ خدا ہی عطا کرنے والااور نعمت روک لینے والاہے وہی نافع بھی ہے اور ضار ''بھی اسے چاہیئے کہ وہ اپنے پروردگار سے ایسی ہی نعمت کی درخواست کرے جیسی خدانے اس کے محسود کو عطا کی ہے اس طرح وہ اپنا علاج کرے گااور اگرحسد کے اس بیج کا علاج نہ کیا جائے اور اس نقطے کو مٹایا نہ جائے تو وہ پھلنے پھولنے لگتا ہے اور ایک دن ظلم کا درخت ہو جاتا ہے جو انسان کے وجود کو کھا جاتا ہے۔

اس کے بعد فرمایا میں اپنے والد علام کے ہمراہ کفایۃ الاصول کے مصنف محقق آخوند کے درس میں جایا کرتا تھا ایک دن انھوں نے ایسے آدمی کو دیکھا جو علماء کا لباس پہنے ہوئے تھا اسے دیکھتے ہی والد علام نے ان الفاظ میں بددعا کرنا شروع کردی اللھم اخذلہ فی الدنیا والآخرہ (بارالھی اُسے دنیا و آخرہ میں ذلیل وخوار کردے) میں نے بارہا ان کی زبان سے بددعا کے یہ کلمات سنے ایک روز میں نے اس کا سبب پوچھ ہی لیا تو انھوں نے فرمایا یہ وہ شخص ہے جو محقق آخوند کے درس میں اپنے ایک دوست کے ساتھ حاضر ہوا کرتا تھا اور محقق اس کے دوست کی ذکاوت وذہانت کی تعریف کیا کرتے تھے جس کی بناپر اس کے وجود میں حسد کی آگ بھڑک اٹھی ایک دن اس کا دوست زکام میں گرفتار تھا میں اس کے پاس عیادت اور تیمارداری کے لئے گیا ہوا تھا کہ وہ شخص آیا اور اس سے کہا لو یہ میرے پاس تمھارے لئے دوا موجود ہے اس نے کوئی

چیز ظرف میں ڈال کر اسے پلادی تھوڑی دیر کے بعد اس کے بیمار دوست کا رنگ اڑ گیا اور وہ چند ہی گھنٹوں میں انتقال کر گیا ہم سمجھ گئے کہ اس نے اپنے بیمار دوست کو شدت حسد کی بنا پر زہر دے دیا اور اس کے چار بچوں کو باپ کی شفقت سے محروم کر دیا حسد کے یہی اثرات ہوتے ہیں۔ وہ ایمان کو اس طرح کھاجاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو کھاجاتی ہے۔

اس کے بعد فرمایا یہ شیخ ہادی نجف کے علماء میں سے تھا اس پر لعنت ملامت کی گئی اس کی تکفیر کی گئی اور اسے ڈنڈوں سے مارا گیا یہ عالم فاضل تھا اس نے صحیح اور مسلم الثبوت کتابیں تالیف کی ہیں اس کی تحریروں میں کوئی ایسی چیز نہ مل سکی جو اس کے کفر اور دہریت پر دلالت کرتی۔

اور جو چیز اس کے کفر کا سبب بنی وہ یہ تھی کہ شیخ ہادی نے مرزا حبیب سے ان کی زندگی کے آخری ایام میں ملاقات کی اس وقت دو شخص دروازے پر کھڑے تھے شیخ ہادی کے لئے چائے لائی گئی اس نے چائے پی خادم جب استکان لیکر واپس ہوا تو دروازے پر کھڑے ان دو شخصیتوں نے (حسد کی بنا پر) خادم سے کہا مرزا حبیب کہتے ہیں استکان پاک کرلو اس میں ایک کافر نے چائے پی ہے یہ خبر تیزی کے ساتھ پھیل گئی اور اسی درمیان تین دن کے بعد مرزا حبیب کا انتقال ہو گیا اور کسی کو ان سے حقیقت حال پوچھنے کا موقع نہیں ملا۔ البتہ یہ بات ثابت ہے کہ ان دونوں حاسدوں نے شیخ ہادی سے حسد کی بنا پر یہ بات اپنی طرف سے کہی تھی لیکن شیخ کی تکفیر عوام کی زبانوں پر باقی رہ گئی ہاں ایک دن صحن مطہر حضرت امیرالمومنین (ع) میں ایک مجلس تشکیل دی گئی جس میں نجف کے بزرگ علماء حاضر ہوئے مشہور خطیب منبر پر گیا اور شیخ ہادی کے فضائل ومحامد بیان کئے اور ان پر لگائی گئی تہمت کا ازالہ کرنے کے بعد ایک ظرف میں شیخ کو تھوڑا سا پانی پلایا جس سے نجف کے ان بزرگ علماء نے باری باری پیا تاکہ لوگوں پر شیخ کا ایمان اور ان کی طہارت ثابت ہو جائے لیکن عوام اسے کافر ہی گردانتے رہے اور وہ دونوں حاسد وظالم جنھوں نے شیخ ہادی سے حسد کیا تھا زندگی کے منحوس ایام بسر کرنے کے بعد فقر وفلاکت میں اس دنیا سے گئے اور جہنم ان کا ٹھکانا بنا۔

استاد علام کے چند کرامات

خداوند عالم قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے﴿وجعلني من المكرمين﴾ (يس : ٢٧).

("رسول (ص) نے فرمایا خدا مجھے بزرگ لوگوں میں شامل کرلیا ہے")

بے شک اولیاء خدا اور اس کے صالح و مقرب بندوں میں ایسی کرامتیں پائی جاتی ہیں جو ان کی زندگی میں بھی اور موت کے بعد بھی ظاہر ہوتی ہیں خدا کی سرزمین پر یہ ایک سنت الٰہیہ رہی ہے تا کہ اولیاء خدا ایسے چمکتے ہوئے ستارے بن جائیں جن کے ذریعے لوگ دنیا کے اندھیروں اور تاریکیوں میں ہدایت پائیں وہی خیر وسعادت اور احسان کی طرف راہنمائی کرتا ہے اور وہی راہ انبیاء اور ان کی رسالت کی حفاظت کرتا ہے۔

بے شک علماء انبیاء علیہم السلام کے علوم وفنون اور فضائل و کمالات کے وارث نیز روئے زمین پر ان کے امین ہیں۔ اور جب کہ شہید انسانی معاشرے کے عقائد واعمال کا شاہد ہوتا ہے جن کی حفاظت کے لئے وہ جام شہادت نوش کرتا ہے اور جب کہ شہداء کا خون انسانی معاشرہ کی حیات کے دوام کا سبب بنتا ہے اور جبکہ شہید امت کے لئے شمع اور اس کا دھڑکتا ہوا دل ہے تو علماء کے قلم کی روشنائی شہداء کے خون سے بھی افضل ہے اور یہ خداوند قادر وعلیم کی سنت ہے کہ اس نے پیغمبر اسلام کے امین ان علماء کی ذات میں بھی کرامت وفضیلت اور امانت و وثاقت جیسے کمالات کو جلوہ گر کیا ہے جن کے ذریعہ ہدایت کے خواہاں ہدایت پاتے ہیں۔

انھیں صالح اور مکرم علماء میں سے استاذ علام بھی تھے انھوں نے اپنی بعض کرامتیں 'امابنعمۃ ربک فحدث' کے عنوان سے مجھ سے بیان کی ہیں اور بندے پر خدا کے خاص لطف و کرم کا مجھ سے تذکرہ کیا ہے جب بندہ اپنے خدا کیطرف حقیقی طور پر متوجہ ہوجاتا ہے اپنی نیت اور اپنے عمل کو خالص کرلیتا ہے تو خدا اس کے اوپر کس طرح لطف واحسان فرماتا ہے۔

میں نے ان کی بعض کرامتیں ان کی حیات میں ہی لکھ کر انھیں سنا دی تھیں یہاں ہم اشارے کے طور پر ان کی کچھ کرامتوں کا ذکر کرتے ہیں۔

پہلی کرامت

دست غیب

استاد علام نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ رضا خان علیہ اللعنۃ والعذاب نے اپنے زمانے میں استعماری آقاؤں کے حکم سے ایران کے شہروں میں آزادی نسواں کے عنوان سے فحشاء وفساد رائج کرنے کے لئے عریانیت اور بے پردگی کا حکم دے دیا تھا جس کی بنا پر امت اسلامیہ کا وقار اور اس کی اخلاقی قدریں متزلزل ہو گئیں تھیں اور مومن معاشرہ میں ان کے غلبہ اور رعب و وحشت کی بنا پر دین کی روح مردہ ہوتی جارہی تھی۔

اس تاریک زمانے میں قم کا شہر کوتوال بدمعاشوں کا سرغنہ تھا وہ لمبا چوڑا لحیم اور شحیم تھا میں نے ایک دن حرم سیدہ معصومہ سلام اللہ علیہا میں نماز جماعت کے بعد عورتوں کی گریہ وزاری اور چیخ پکار کی آوازیں سنی استفسار کرنے کے بعد معلوم ہوا کہ شہر کوتوال عورتوں کے مجمع میں ان کی چادریں چھیننے کے لئے گیا ہے میں تیزی سے اس کی طرف گیا اور دیکھا کہ وہ عورتوں کے سروں سے چادریں چھین رہا ہے اور سب خوف وہراس سے گریہ وزاری کررہی ہیں میں غصے سے سرخ ہو گیا اور غیر ارادی طور پر اس کے منہ پر ایک زبردست طمانچہ رسید کیا اور بولا بد بخت خدا تجھ سے سمجھے تو حرم حضرت معصومہ (ع) میں یہ جسارت کررہا ہے اس نے مجھے غضبناک نگاہوں سے دیکھا اور کہا اے سید میں تیرے لئے کافی ہوں میں سمجھ گیا اس نے میرے قتل کا ارادہ کرلیا ہے خدا کے لطف وکرم سے دوسرے ہی دن یہ خبر نشر ہوئی کہ وہ بازار میں گیا اس پر ایک چھت گر پڑی وہ اسی وقت مر گیا اور واصل جہنم ہوا

میں نے اپنے اس اقدام میں خداوند کریم کا لطف و کرم حضرت معصومہ (ع) کی عنایت۔ اور خدا کا غیبی ہاتھ دیکھا جب کہ میں خود ضعیف الجثہ تھا اور اس لمبے چوڑے شخص سے مقابلہ کی قوت نہیں رکھتا تھا لیکن مجھے نہین معلوم کہ کیسے یہ زبردست طمانچہ میں نے اس کے چہرے پہ مارا جس سے اس کی آنکھیں حلقہ چشم سے باہر آگئیں۔

اور یہ خبر پھیل گئی کہ شہر کوتوال سید (آیۃ اللہ العظمیٰ مرعشی) کی کرامت سے ہلاک ہوگیا۔

دوسری کرامت۔

"ایک سچا خواب"

استاد علام نے مجھ سے بیان کیا کہ انھوں نے عالم شباب میں جبکہ ابھی ان کی عمر کل تیس (۳۰) سال تھی ایک خواب دیکھا کہ قیامت آگئی ہے اور خوفناک انداز میں صور پھونکا جا چکا ہے جیسا کہ اس کے بارے میں احادیث شریف اور قرآن مجید میں وارد ہوا ہے انگلیاں زرد ہوگئیں ہیں دودھ پلانے والی عورتیں اپنے بچوں کو دودھ پلانا بھول گئیں ہیں چہرے غبار آلود ہوگئے ہیں اور لوگ جوق درجوق حیرت و پریشانی میں کھڑے ہیں جیسے ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں۔

مجھے حساب و کتاب کے لئے ایک مقام پر لیجایا گیا یہ جگہ اس سے الگ تھی جہاں تمام لوگوں کا حساب و کتاب لیا جارہا تھا مجھے بتایا گیا یہ اھل علم کی تعظیم و تکریم ہے کہ ان کا حساب لوگوں کے سامنے نہیں لیا جاتا میں ایک خیمے میں داخل ہوا وہاں میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حساب و کتاب کرتے ہوئے دیکھا جو منبر پر تشریف فرما تھے اور ان کے داہنے بائیں دو شیخ بیٹھے ہوئے تھے جن کے چہرے سے صالحین کی ہیبت اور اہل تقویٰ کی جلالت ظاہر ہورہی تھی ان دونوں بزرگوں کے سامنے کتابیں رکھی ہوئی تھیں لیکن ایک کی کتابیں

دوسرے کی کتابوں سے زیادہ تھیں اہل علم صف بستہ کھڑے ہوئے تھے لوگوں نے مجھ سے کہا ہر صف ایک ایک صدی کے علماء کی صف ہے مجھے چودہویں صف میں کھڑا کیا گیا اور میں اپنے حساب وکتاب کا انتظار کرنے لگا میرا دل مضطرب تھا میں نے رسول (ص) کو دیکھا کہ آپ حساب و کتاب میں بڑی باریک بینی سے کام لے رہے ہیں جب کوئی عالم حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے حضور شفاعت کا محتاج ہوتا تھا تو یہ دونوں شیخ اس کی شفاعت کر دیتے تھے میں نے اپنے بغل کھڑے ہوئے شخص سے پوچھا یہ دونوں بزرگوار کون ہیں میں دل ہی دل میں سوچ رہا تھا کاش میں انھیں پہچانتا ہوتا تا کہ اگر مجھے بھی شفاعت کی ضرورت ہوتی تو انھیں ان کے مبارک ناموں سے پکارتا اس نے جواب دیا یہ شیخ مفید اور علامہ مجلسی ہیں میں نے پوچھا ان دونوں کے سامنے یہ کتابیں کیسی رکھی ہوئی ہیں اس نے جواب دیا یہ ان کی تالیفات ہیں اور یہی ذریعہ شفاعت ہیں میں نے علامہ مجلسی کے سامنے زیادہ کتابیں دیکھیں وہ زیادہ شفاعت کرتے نظر آئے اچانک میری آنکھ کھل گئی اور میں نے اپنے خدا کا شکر ادا کیا۔

تیسری کرامت

ایک سچا خواب جس میں حضرت معصومہ قم (ع) کی توصیف بیان کی گئی ہے۔

استاد علام نے مجھ سے بیان کیا کہ وہ اپنے والد علام حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ السید محمود مرعشی سے سیدۃ النساء عالمین حضرت فاطمۃ زہراء (س) کی قبر مطہر کے متعلق بحث کر رہے تھے ایک دن میرے والد علام نے حضرت امام جعفر صادق (ع) کو خواب میں دیکھا جو فرما رہے تھے کہ تم پر کریمۂ اہل بیت حضرت فاطمہ معصومہ (ع) کا احترام واجب ہے والد علام نے فرمایا میں نے خیال کیا امام علیہ السلام اس سے حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کو مراد لے رہے ہیں تو

امام علیہ السلام نے میرے اس خیال کو دفع کرنے کی غرض سے فرمایا میری مراد حضرت فاطمہ بنت موسیٰ بن جعفر علیہم السلام ہیں جو سرزمین قم میں مدفون ہیں۔

پھر آپ نے فرمایا جب میں عالم شباب میں پریشانیوں اور سختیوں میں گھرا تھا اور اپنی بیٹی کی شادی کرنا چاہتا تھا اور میرے پاس مال دنیا میں سے کچھ بھی نہیں تھا میں خدا کے علاوہ کسی اور کے سامنے ہاتھ پھیلانا معیوب سمجھتا تھا پس میں کریمہ اہل بیت حضرت فاطمہ معصومہ سلام اللہ کے حرم مبارک میں اس حالت میں گیا کہ میری آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے اور دل مجروح تھا میں نے معصومہ (س) سے مخاطب کرتے ہوئے کہا اے میری شہزادی ایسا لگتا ہے آپ میرے حالات نہیں دیکھ رہی ہیں اور میری مشکلوں کو حل نہیں کررہی ہیں میں اپنی بیٹی کی شادی کیسے کروں جبکہ میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے اسی غم زدہ کیفیت میں گھر آیا اور سو گیا اتنے میں خواب دیکھا کہ کوئی دروازہ کھٹکھٹا رہا ہے جب میں نے دروازہ کھولا تو ایک شخص کو دیکھا جو مجھسے کہہ رہا تھا حضرت فاطمہ معصومہ (س) آپ کو بلا رہی ہیں میں تیزی کے ساتھ ان کی خدمت میں گیا جب صحن مبارک میں داخل ہوا تو وہاں تین کنیزوں کو دیکھا جو طلائی رواق میں جھاڑو دے رہی تھیں میں نے ان سے اس کا سبب پوچھا تو انھوں نے جواب دیا ابھی حضرت سیدہ معصومہ (س) تشریف لارہی ہیں تھوڑی ہی دیر کے بعد میں نے حضرت سیدہ معصومہ (س) کو دیکھا جو بہت ہی نحیف و ناتواں تھیں ان کا جسم زرد تھا ان کی رفتار حضرت فاطمہ زہراء (س) کی رفتار سے مشابہ تھی (جیسے میں نے اس سے پہلے بھی تین دفعہ دیکھا تھا) میں آگے بڑھا اور ان کے ہاتھوں کو چومنے لگا کیونکہ یہ نسبت میں میری پھوپھی ہوتی ہیں سیدہ معصومہ (س) نے فرمایا اے شہاب ہم تمھارے امور سے کب غافل ہیں کہ تم ہم سے شکوہ کررہے ہو جس دن سے تم قم آئے ہو ہماری حفظ و نگہداشت میں ہو میں سمجھ گیا کہ میں نے شہزادی کی شان میں بے ادبی کی ہے لہذا معذرت طلب کی جب میں خواب سے بیدار ہوا تو زیارت اور معذرت

طلب کرنے کے لئے حرم شریف آیا جلد ہی میری حاجت پوری ہو گئی اور خداوند کریم نے میرے امور کو آسان کر دیا(۱)

اس کے بعد استاد علام نے اہل بیت علیہم السلام کے نزدیک حضرت معصومہ (س) کی عظمت ومنزلت کے متعلق امام جواد علیہ السلام کے حوالے سے ایک حدیث بیان فرمائی، من زارھا عارفا بحقھا وجبت لہ الجنۃ (جو ان کے حق کی معرفت کے ساتھ زیارت کرے۔ بہشت اس پر واجب ہے

اس کے بعد فرمایا جب میں آشیانہ آل محمد قم مقدسہ میں آیا تھا میرے پاس مال دنیا سے ایک قبا اور ایک ردا کے علاوہ کچھ بھی نہیں تھا اور آج جو کچھ بھی میرے پاس موجود ہے وہ حضرت فاطمہ معصومہ (س) کے وجود و کرم کی برکتیں ہیں

چوتھی کرامت

جسے میرے والد علام قدس سرہ نے اپنی کتاب الرافد میں نقل کیا ہے جو استاد علام کی زندگی میں زیور طبع سے آراستہ ہو چکی ہے

استاد علام نے مجھ سے ۱۵ شوال المکرم ۱۳۸۹ ہجری دوشنبہ کے دن ۹ بجکر ۲۰ منٹ پر بیان فرمایا تھا۔

---

(۱) ــــ یہ واقعہ استاد علام نے مجھ سے بیان فرمایا ہے اور اس سے پہلے میرے والد بھی کچھ اضافہ کے ساتھ بیان فرما چکے تھے کہ وہ حرم معصومہ (س) انکا شکر ادا کرنے اور ان سے معذرت طلب کرنے کے لئے داخل ہوئے تو رواق سے باہر نکلنے کے بعد ایک شخص سامنے آیا جس نے انکی دست بوسی کی اور ان کے پاؤں کے نیچے نقود سے بھرا ہوا ایک ظرف رکھتے ہوئے بیان فرمایا کہ یہ آپ کا مخصوص ہدیہ ہے یہ کہہ کر وہ شخص چلا گیا پھر آپکی زوجہ آئی آپ نے اس سے فرمایا اپنی

۱۳۲۹ ہجری میں جب میں نجف اشرف کے مدرسہ قوام کا ایک طالب علم تھا اور مجھے یہ بات بھولی نہیں ہے کہ اس وقت میں مولی عبد اللہ یزدی کی کتاب حاشیہ پڑھ رہا تھا ان دنوں میں ہمیشہ پریشان رہتا تھا اور اس پریشانی سے نجات کی مجھے کوئی صورت نظر نہ آتی تھی میری زندگی سخت الجھنوں کا شکار تھی یہاں تک کہ میں نے امید کے تمام دروازے اپنے اوپر بند پائے جس سے میرے دل پر غم والم کا ایک ہجوم رہتا تھا پس میں ہمیشہ مایوسیوں کا شکار اور طرح طرح کے خیالات میں کھویا رہتا تھا اور میری مستقل یہی کیفیت تھی جبکہ میں گہوارہ علم وادب اور تقوی و پرہیز گاری کے مرکز میں زندگی بسر کر رہا تھا

(۱) میں بعض عمامہ پوش حضرات کے اخلاق سے تنگ دل تھا جس کی بنا پر مجھے ان سے اور تمام لوگوں سے سوء ظن پیدا ہو گیا تھا اور خاص و عام افراد میں امتیاز پیدا کرنے کی صلاحیت ختم ہو گئی تھی یہاں تک کہ میں نے عدول علماء کے پیچھے بھی نماز جماعت پڑھنا ترک کر دیا تھا اور کسی کو سچا ہی نہیں سمجھتا تھا۔

(۲) میرے رشتہ داروں میں سے ایک شخص مجھے بڑی شدت سے درس سے روکنا چاہتا تھا یہاں تک کہ یہ نوبت آگئی کہ وہ میرے استاد کے پاس گیا اور انھیں میری تعلیم و تدریس سے روک دیا جس کے نتیجے میں مجھے اپنے اساتذہ کی خدمت میں پڑھنے لکھنے کی قدرت نہ رہ گئی اور یہ سلسلہ یوں ہی رہا

بیٹی کے جہیز کے لئے مطلوبہ چیزیں خرید لو اور تمام نقود کو اپنی جیب میں بغیر شمار کئے ہوئے رکھ لیا پھر مطلوبہ چیزوں کی خریداری کی گئی اور انھوں نے والد علام سے فرمایا ہم نے مطلوبہ چیزیں خرید لی ہیں اسکے بعد اپنی جیب سے ظرف کو نکالا تو اس میں کچھ بھی نہیں تھا ایسا ہی مجھ سے نقل کیا ہے

(۳)۔۔۔ میں خارش کے مرض میں مبتلاء تھا اور اچھا ہونے کے بعد مجھ پر ذہنی طور سے سستی طاری ہو گئی کہ میں ہر چیز بھولنے لگا اور ہرگز کوئی چیز یاد نہ کر پاتا تھا

(۴)۔۔۔ میری دونوں آنکھیں انتہائی کمزور ہو گئی تھیں جس کی بنا پر میں پڑھنے لکھنے پر قادر نہیں رہ گیا تھا

(۵)۔۔۔ میں تیز نہیں لکھ پاتا تھا

(۶)۔۔۔ انتہائی فقر و تنگدستی مجھ پر طاری ہو گئی تھی جس کی بنا پر بعض راتوں میں بھوکا ہی سونا پڑتا تھا میرے ساتھ میرے کمرے میں حجۃ الاسلام والمسلمین الحاج مرزا حسن شیرازی اور حجۃ الاسلام مرزا حسین جو مرزا شیرازی کے پوتے تھے رہتے تھے یہ لوگ میرے فقر و فاقہ سے بے خبر تھے اور کمزوری سے میرے چہرے پر جو زردی طاری ہو گئی تھی اس کے بارے میں پوچھا کرتے تھے لیکن میں ان سے کچھ نہیں کہتا تھا

(۷) میں قلبی طور پر دائمی مریض رہنے لگا تھا ایک لحظہ بھی مجھے سکون و قرار نہ تھا

(۸) بعض معنوی اور روحانی مسائل سے متعلق رفتہ رفتہ میرا عقیدہ متزلزل ہوتا جارہا تھا

(۹) میری بات پر کسی کو توجہ نہیں ہوتی تھی خاص طور سے درس میں

(۱۰) میری خواہش تھی کہ دنیا اور اسکے تمام علائق خاص طور سے درہم و دینار کی محبت میرے دل سے نکل جائے

(۱۱) مجھے حج بیت اللہ الحرام کی تمنا تھی لیکن اس شرط کے ساتھ کہ حج کے دوران یا مدینہ منورہ میں موت آجائے اور دونوں پاک و پاکیزہ شہروں میں کسی ایک جگہ دفن کیا جاؤں

۔۔۔(۱۲) میں جب تک زندہ رہوں خداوند عالم مجھے علم و عمل صالح اور تمام نیک اعمال و آثار کی توفیق کرامت فرمائے

ان تمام باتوں نے مجھے یہ سوچنے پر آمادہ کر دیا کہ میں پروردگار عالم کی بارگاہ میں حضرت

امام حسین علیہ السلام سے توسل اختیار کروں

لھذا میں نے عزم سفر کرلیا اور مدرسہ سے نکل کر کربلائے معلی کی طرف روانہ ہو گیا اس وقت میرے پاس صرف ایک روپیہ تھا جس سے میں نے دو روٹی اور ایک کاسۂ آب خریدا (اس وقت درسی ایام کے درمیان کا زمانہ تھا مجھے یاد آتا ہے وہ شوال کا مہینہ تھا) میں خان حماد کے راستے سے مشہد حضرت امام حسین علیہ السلام کی طرف روتا ہوا پاپیادہ رواں دواں تھا اس راہ میں مجھے اپنی کمزوری کا احساس تک نہیں ہوا

میں کربلاء معلی میں داخل ہوا اور نہر حسینی میں غسل زیارت بجا لانے کے بعد حرم مطہر میں آیا اور ادعیہ و نوافل میں مصروف ہو گیا مغرب کے قریب دعا و زیارت کے بعد میں حجۃ الاسلام والمسلمین مرحوم سید عبد الحسین (مولف کتاب بغیۃ النبلاء فی تاریخ کربلاء) کے اطاق کی طرف گیا یہ میرے والد علام قدس سرہ کے دوستوں میں تھے میں نے ان سے درخواست کی کہ مجھے مولا کی ضریح کے پاس رات بھر رہنے کی اجازت دیدیجئے جب کہ وہاں بیتوتہ (رات بسر کرنا) ممنوع تھا لیکن انھوں نے میرے والد علام قدس سرہ کی دوستی کا پاس و لحاظ کرتے ہوئے مجھے اپنے سید و آقا حضرت امام حسین علیہ السلام کی قبر مطہر کے نزدیک بیتوتہ کرنے کی اجازت دیدی میں نے دوبارہ وضو کیا اور جب لوگ حرم کے تمام دروازے بند کرنے لگے تو میں حرم میں داخل ہوا اور ضریح کے پاس گیا میں سوچنے لگا کس جگہ پر بیٹھوں معمول یہ تھا کہ لوگ سر اقدس کی طرف بیٹھا کرتے تھے لیکن میں سوچ رہا تھا امام روحی لہ الفدا اپنی ظاہری زندگی میں اپنے فرزند حضرت علی اکبر علیہ السلام کی طرف ہمیشہ متوجہ رہتے تھے وہ اپنی ظاہری حیات کے بعد بھی انھیں کی طرف متوجہ ہونگے اسی لئے میں امام کے پائینتی حضرت علی اکبر علیہ السلام کی قبر کے نزدیک بیٹھا ابھی مجھے بیٹھے ہوئے ایک لحظہ بھی نہ گزرا تھا کہ میں نے قرآن کریم کے تلاوت کی آواز سنی جس نے میرا دھیان اپنی طرف متوجہ کرلیا تھا

یہ صدا ضریح مقدس کے پیچھے سے آرہی تھی میں نے مڑکے دیکھا تو مجھے اپنے پدر بزرگوار

بزرگوار نظر آئے جو بیٹھے ہوئے قرآن کی تلاوت کررہے تھے ان کے پہلو میں قرآن کی ۱۲

رحلیں رکھی ہوئی تھیں ایک رحل ان کے سامنے بھی تھی جس پہ قرآن رکھا ہوا تھا اور وہ اس کی

تلاوت فرمارہے تھے میں آگے بڑھا اور ان کے ہاتھوں کا بوسہ لینے کے بعد ان کا حال دریافت کیا

انھوں نے مجھے اس بات کی بشارت دی کہ تم انتہائی راحت وسکون میں ہو

میں نے اپنے والد علام سے پوچھا آپ یہاں کیا کررہے ہیں۔

انھوں نے جواب دیا ہم چودہ آدمی ہیں جو ہمیشہ حرم شریف میں قرآن کی تلاوت کرتے ہیں
میں نے پوچھا اور لوگ کہاں ہیں۔

انھوں نے جواب دیا وہ لوگ اپنی بعض ضرورتوں کی وجہ سے حرم سے باہر گئے

ہوئے ہیں اور یہ رحل جو میرے پہلو میں رکھی ہوئی ہے علامہ شیخ مرزا محمد تقی شیرازی کی ہے جو

علماء شیعہ اور انقلاب عراق کے رہبروں میں سے تھے اور جو رحل اس کے بعد رکھی ہے علامہ شیخ

زین العابدین مرندی کی ہے جو نجف کے جید علماء میں سے تھے اور جو رحل اس کے پہلو میں

ہے علامہ شیخ زین العابدین مازندرانی (مولف کتاب ذخیرۃ العباد) کی ہے اسی طرح یکے بعد

دیگرے تمام علماء کرام کا نام شمار کیا لیکن افسوس مجھے بقیہ حضرات کے نام یاد نہیں ہیں۔

پھر میرے والد علام نے مجھ سے پوچھا تم یہاں کیسے آئے ہو جبکہ آج کل درس

وتحصیل کا زمانہ ہے میں نے انکی خدمت میں امام حسین (ع) سے توسل کرتے ہوئے اپنی تمام

حاجتیں جسے اوپر بیان کیا ہے پیش کردیا انھوں نے مجھے حضرت امام حسین (ع) کی خدمت

میں جانے اور ان سے اپنی حاجت بیان کرنے کا حکم دے دیا۔

میں نے پوچھا امام علیہ السلام کہاں ہیں؟

انھوں نے اشارے سے کہا وہ ضریح کے اوپر ہیں تم جلدی کرو کیونکہ امام علیہ السلام

ایک مریض زائر کی عیادت کے لئے جانا چاہتے ہیں۔

میں اپنی جگہ سے اٹھا اور ضریح اقدس کے پاس گیا ان کے چہرے پر ایسا نور برس رہا تھا جس سے میری آنکھیں بند ہوئی جا رہی تھیں اور میں اس نور کے درمیان بہت ہی مشکلوں سے دیکھ پا رہا تھا ابھی وہ ضریح کے اوپر ہی تھے کہ میں نے انھیں سلام کیا انھوں نے جواب سلام دیتے ہوئے فرمایا۔

اوپر آجاؤ

میں نے کہا میں اس لائق نہیں ہوں

دوبارہ بھی آپ نے یہی فرمایا

میں نے شرم و حیاء سے خود داری اختیار کی پھر انھوں نے مجھے ضریح ہی کے پاس رہنے کی اجازت دے دی میں نے آنکھوں کی پوری توانائی کے ساتھ انھیں دیکھا میں نے دیکھا کہ وہ بڑی ملاحت کے ساتھ مسکرا رہے ہیں۔

پھر امام (ع) نے مجھ سے پوچھا ماذا ترید تم کیا چاہتے ہو

میں نے فارسی کا یہ شعر سنا دیا۔

آنجا کہ عیان است ــــ چہ حاجت بہ بیان است

آپ میرے پوشیدہ امور سے واقف ہیں پھر امام علیہ السلام نے مجھے مصری کی ڈلی دیتے ہوئے کہا تم ہمارے مہمان ہو اسے اپنے منہ میں رکھ لو۔

اس کے بعد امام علیہ السلام نے مجھ سے پوچھنا شروع کیا۔

(اب یہاں سے ترتیب وار استاد علام کی ان خواہشوں کی تکمیل کا ذکر ہے جیسے پہلے بیان کیا جا چکا ہے ــــ مترجم۔)

(۱) ــــ کس چیز نے تمھیں خدا کے بندوں کی طرف سے سوء ظن پر مجبور کیا؟

میں نے اپنے نفس میں تغیر محسوس کیا بے شک یہ امام کا مجھ پر ولایتی تصرف تھا اس کے بعد مجھے کسی کی طرف سے اپنے دل میں بدظنی کا احساس نہ ہوا اور میں نے یہ بھی محسوس کیا کہ اب ہر خاص وعام سے کھلتا ملتا ہوں اس حد تک کہ ہر ایک سے سلام کرتا ہوں مصافحہ ومعانقہ کرتا ہوں۔

وہاں میں نے ایک ظاہر الصلاح شخص کو دیکھا جس کی امامت میں اذان صبح کے بعد فریضہ سحری ادا کیا حالانکہ مجھے گمان تک بھی نہ تھا کہ کبھی ایسے شخص کی امامت میں نماز ادا کروں گا۔

(۲) ـــ امام علیہ السلام نے مجھ سے کہا اپنے درس و تدریس کی طرف متوجہ ہو جاؤ زمانہ کی مشکلات تمھیں ایذا نہیں پہونچا سکتی اور تمھارے دروس کو نہیں روک سکتیں۔

جب میں نجف اشرف واپس آیا تو میرا وہ رشتہ دار جس نے میرے تحصیل علم میں رکاوٹ ڈالی تھی میرے پاس آکر کہنے لگا میں سمجھتا ہوں تمھیں فقط پڑھنے ہی سے محبت ہے پڑھو لیکن شرط یہ ہیکہ مجھ سے روپیئے و پیسے کا سوال نہ کرنا۔

(۳) ـــ امام علیہ السلام نے فرمایا۔ ہم نے خدا سے تمھاری شفاء طلب کی ہے میں نے اسی لمحہ محسوس کیا کہ میں کسی مرض میں گرفتار ہی نہ تھا ۔ اور وہ ذہنی سستی جو مجھ پر طاری ہوئی تھی دور ہو گئی اس وقت سے آج تک الحمد للہ میں عجیب وغریب قوت حافظہ کا مالک ہو گیا ہوں۔

(۴) ـــ امام علیہ السلام نے فرمایا ہم نے پروردگار عالم سے تمہارے لئے آنکھ کی تیز روشنی طلب کرلی ہے۔

اس وقت سے میں ہر طرح کی تحریر پڑھ لیتا ہوں اور یہ نعمت میرے پاس اب بھی ہے. جبکہ میں ۹۰ سال کا ہو چکا ہوں۔

(۵) ـــ امام علیہ السلام نے مجھے قلم عطا کیا اور فرمایا تیزی سے لکھو اس وقت سے میرا قلم

تیز روانی کے ساتھ چلنے لگا۔

(۶)۔۔۔امام علیہ السلام نے فقر وفاقہ سے متعلق مجھ سے کچھ فرمایا جو الفاظ مجھے یاد نہیں رہ گئے ہیں۔

(۷)۔۔۔ہم نے خداوند عالم سے تمہارے لئے اطمینان قلب طلب کیا ہے پس میں نے اپنے دل میں مکمل آرام محسوس کیا۔

(۸)۔۔۔ بعض روحانی اور معنوی مسائل سے متعلق امام علیہ السلام نے عقیدے کے ثبات و استحکام کی دعا فرمائی۔

(۹)۔۔۔ہم نے خداوند عالم سے اہل علم کے ساتھ خاص طور سے درس و تدریس میں تحمل طلب کیا ہے اور لوگ تمہاری باتیں دل سے سنیں گے۔

(۱۰)۔۔۔امام علیہ السلام نے دنیا اور درہم و دینار کی محبت میرے دل سے نکل جانے کے لئے دعا فرمائی۔

(۱۱)اس سوال کے جواب میں امام علیہ السلام خاموش رہے(مترجم)

(۱۲)۔۔۔ہم نے خداوند عالم سے تمہارے دینی خدمات میں موفق اور اعمال قبول ہونے کی دعا فرمائی۔

خلاصہ۔۔۔

حضرت امام علیہ السلام نے حج کے علاوہ میرے تمام سوالوں کا جواب دیا وہ اس کیطرف متعرض بھی نہ ہوئے اور میں نے بھی امام سے اس کا سوال نہیں کیا مجھے گمان تھا کہ میرے حج کے بارے میں امام کا جواب نہ دینا اس شرط کی بنا پر تھا جو میں نے اس کے لئے نگار کھی تھی۔

میں نے امام علیہ السلام سے وداع لی اور اپنے والد علام قدس سرہ کے پاس آکر پوچھا

آپ مجھ سے کچھ کہنا چاہتے ہیں۔
انھوں نے کہا اپنے آباؤ اجداد کے علوم حاصل کرنے میں محنت کرو اور اپنے بھائی بہنوں کے ساتھ محبت و مہربانی سے پیش آؤ۔

میں نے دوبارہ پوچھا کیا آپ کا مجھ سے کوئی خاص کام نہیں ہے جسے میں انجام دوں۔
انھوں نے فرمایا میں انتہائی راحت و آرام سے ہوں مجھے کوئی ضرورت نہیں ہے صرف ایک چیز مجھے کھٹک رہی ہے اور وہ یہ کہ عبد الرضا بقال بہبہانی کا مختصر سا قرض میرے اوپر رہ گیا ہے میں ان سے رخصت ہوا اسی دوران حرم شریف کے دروازے کھلنے لگے یہ اذان صبح کا وقت تھا میں نے تجدید وضو کے بعد اسی شخص کی امامت میں نماز ادا کی جس کا ذکر پہلے کر چکا ہوں اور مجھے اس بات کا یقین ہو گیا میری تمام ضرورتیں اور حاجتیں پوری ہو گئی ہیں

اس کے بعد میں نجف اشرف کی طرف پا پیادہ روانہ ہوا اور اس شہر مقدس کے مدرسہ قوام میں پہونچ گیا میں نے طلباء کو دیکھ کر انھیں سلام کیا گویا وہ لوگ اس سے پہلے بھی میرے بھائی تھے (یہ کیفیت ان سے سوء ظن کے بعد کی ہے) میں بطریق احسن ان سے معانقہ و مصافحہ کرتا تھا اور ہمیشہ نماز جماعت میں شریک ہوتا تھا۔

ایک دن میں عبد الرضا کے پاس اپنے والد علام قدس سرہ کا قرض معلوم کرنے گیا اس نام کے تین افراد پائے جاتے تھے میں سب کے پاس گیا تو معلوم ہوا کہ تیسرے آدمی کا قرض میرے والد کے اوپر ہے میں نے اس سے اپنے والد کے قرض کے سلسلے میں پوچھا تو اس نے کہا یہ حساب و کتاب کے دفتر ہیں ان میں دیکھ لو وہ مرتب تھے میں نے اس میں صفحہ صفحہ دیکھا یہاں تک کہ اپنے والد کا نام نظر آیا جس میں ایک روز کے دودھ کی قیمت بطور قرض درج تھی میں نے اس میں اور اضافہ کر کے قرض ادا کیا تا کہ عبد الرضا بقال بہبہانی راضی ہو جائے۔
استاد علام پر حضرت امام حسین علیہ السلام کی یہ کرامت تھی جس کی بدولت وہ عصر حاضر میں ایک بے مثال شخصیت بن کر ابھرے۔

پانچویں کرامت

استاد علام کی حضرت امام زمانہ (ع) سے ملاقات کی تین حکایتیں ہیں جسے انھوں نے خود قلم بند فرمایا تھا۔

پہلا واقعہ

نجف اشرف میں علوم دین کی تحصیل اور فقہ اہل بیت کی تعلیم کے زمانے میں مجھے حضرت بقیۃ اللہ الاعظم امام زمانہ (ع) کی زیارت کا بے حد اشتیاق تھا اسی غرض سے میں نے ہر شب چہار شنبہ پا پیادہ مسجد سہلہ میں ۴۰ مرتبہ جانے کا عہد کر لیا تھا تا کہ امام زمانہ (ع) کی زیارت سے مشرف ہو سکوں۔ میں نے اپنے اس عمل کو ۳۵ یا ۳۶ شب چہار شنبہ تک جاری رکھا

ایک مرتبہ اتفاق سے مجھے نجف اشرف سے نکلنے میں تاخیر ہو گئی ہوا ابر آلود تھی اور بارش بھی ہو رہی تھی مسجد سہلہ کے قریب ایک خندق تھی جب میں اندھیری رات میں رہزنوں اور ڈاکوؤں سے خوف زدہ وہاں تک پہونچا تو میں نے اپنے پس پشت سے قدموں کی آہٹ محسوس کی جس نے میری وحشت میں اور اضافہ کر دیا میں نے اپنے پیچھے مڑ کر دیکھا تو ایک سید عربی بادیہ نشینوں کے لباس میں نظر آیا وہ مجھ سے قریب ہوا اور میرے نزدیک آ کر فصیح زبان میں بولا یا سید سلام علیکم میں نے اپنے آپ میں خوف و وحشت کا احساس ختم ہوتے پایا اور مجھے سکون و اطمینان حاصل ہو گیا لیکن مجھے اس بات پر تعجب ہوا کہ کیسے اس نے اندھیری رات میں مجھے پہچان لیا اور میں اس سے بے خبر ہی رہا

بہر حال ہم دونوں گفتگو کرتے ہوئے چلتے رہے

اس نے مجھ سے پوچھا آپ کہاجاناچاہتے ہیں

میں نے جواب دیا مسجد سہلہ

اس نے پوچھا کس ارادے سے

میں نے جواب دیا حضرت بقیۃ اللہ الاعظم کی زیارت کے قصد سے

تھوڑی ہی دیر بعد ہم مسجد زین بن صوحان کے پاس پہونچے جو مسجد سہلہ سے قریب ایک چھوٹی مسجد ہے سید عربی نے کہا کیااچھا ہوتا اگر ہم اس مسجد میں نماز ادا کرتے ہم مسجد میں داخل ہوئے اور نماز ادا کی نماز کے بعد سید عربی نے دعائیں پڑھیں مجھے ایسا محسوس ہوا جیسے مسجد کے درودیوار اس کے ساتھ دعائیں پڑھ رہے تھے اس کے بعد ہی میں نے اپنے آپ میں ایک عجیب انقلاب محسوس کیا جسے بیان نہیں کرسکتا دعائیں پڑھنے کے بعد سید عربی نے مجھ سے کہا اے سید تم بھوکے ہو کیا اچھا ہوا گر تم ہمارے ساتھ کھانا کھاتے اس نے اپنی عبا کے نیچے سے ایک دسترخوان نکالا جس میں تین روٹیاں اور دو یا تین تروتازہ خیار رکھے ہوئے تھے جیسے اسے ابھی ابھی باغ سے توڑا گیا ہوا گرچہ یہ سردی کا زمانہ تھا لیکن میرا دھیان اس بات کی طرف متوجہ نہیں ہوا کہ یہ تروتازہ خیار اس موسم میں کہاں سے آئے پھر میں نے سید کے حکم سے کھانا کھایا اس کے بعد سید عربی نے کہا اٹھو اور مسجد سہلہ چلیں ہم مسجد میں داخل ہوئے سید عربی ان اعمال کے بجالانے میں مصروف ہو گیا جو اس مسجد سے متعلق روایات میں وارد ہوئے ہیں میں انکی اتباع کرتا رہا انھوں نے مغرب وعشاء کی نماز پڑھی میں نے بھی بے اختیار ان کی اقتداء کی اور اس طرف متوجہ نہیں ہوا کہ یہ سید کون ہے اعمال سے فارغ ہونے کے بعد سید عربی نے مجھ سے فرمایا کیا تم بھی دوسرے افراد کی طرح اعمال ادا کرنے کے بعد مسجد کوفہ جاؤ گے یا مسجد سہلہ ہی میں ٹھہرو گے میں نے کہا مسجد سہلہ ہی میں رات بسر کروں گا پھر ہم

مسجد کے وسط جہاں حضرت امام صادق (ع) کا مقام ہے بیٹھے میں نے سید عربی سے کہا

اگر تمھیں چائے قہوہ یا دخانیات کی حاجت ہو تو اسے فراہم کروں اس نے ایک جامع کلمہ میں جواب دیا ــــ ھذہ الامور من فضول المعاش و نحن نتجنب عن فضول المعاش ــــ

یہ امور فضولیات میں سے ہیں اور ہم فضولیات سے پرہیز کرتے ہیں۔

یہ کلمات میرے وجود کی گہرائی میں اتر گئے اور جب بھی میں چائے پیتا ہوں یہ کلمات یاد آجاتے ہیں جس سے میرے شانے لرزنے لگتے ہیں۔

بہرکیف یہ نشست تقریباً دو گھنٹے تک جاری رہی اس دوران کچھ موضوعات پر بحث ہوئی جن میں ہم بعض موضوعات کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔

(۱) ــــ استخارہ کے سلسلے میں گفتگو ہوئی تو سید عربی نے کہا تسبیح سے کس طرح استخارہ کرتے ہو میں نے کہا پہلے تین مرتبہ درود اس کے بعد تین مرتبہ استخیر اللہ برحمتہ خیرۃ فی عافیۃ - پڑھتے ہیں پھر تسبیح کے دانوں کو دو دو کر کے شمار کرتے ہیں اگر آخر میں دو باقی رہے تو بد اور ایک باقی رہے تو نیک ہے سید عربی نے کہا اس استخارہ کا ایک تتمہ بھی ہے جو تمھیں نہیں معلوم ہے اور وہ یہ کہ جب ایک باقی رہے تو فوراً استخارہ کے نیک ہونیکا حکم مت دو بلکہ تھوڑی دیر ٹھہر و اور دوبارہ ترک عمل پر استخارہ کرو اگر آخر میں دو باقی رہے تو پہلا استخارہ نیک اور ایک باقی رہے تو پہلا استخارہ میانہ ہے۔

میں نے اپنے دل میں کہا علمی قواعد کے مطابق اس سے دلیل مانگنا چاہیئے انھوں نے جواب دیا ہم نے بلند مقام سے تعلق اختیار کیا ہے مجھے اسی قول سے اطمینان ہو گیا اس کے باوجود میں اب تک متوجہ نہیں ہوا کہ یہ سید کون ہے۔

(۲) ــــ دوسری گفتگو جو ہمارے درمیان اس نشست میں ہوئی وہ یہ کہ سید عربی نے نماز یومیہ کے بعد کچھ مخصوص سورے پڑھنے کی تاکید کی اور کہا نماز صبح کے بعد سورہ یسین نماز ظہر کے بعد

سورہ عم نماز عصر کے بعد سورہ نوح نماز مغرب کے بعد سورہ واقعہ اور نماز عشاء کے بعد سورہ ملک پڑھا کرو۔

(۳)۔۔۔ انھوں نے نماز مغربین کی پہلی دورکعتوں کے بارے میں فرمایا کہ پہلی رکعت میں سورہ حمد کے بعد جو سورہ چاہو پڑھو لیکن دوسری رکعت میں سورہ حمد کے بعد سورہ واقعہ پڑھا کرو۔

انھوں نے فرمایا مغرب کی دوسری رکعت ہی میں سورہ واقعہ کی تلاوت تمھارے لئے نماز مغرب کے بعد تلاوت کرنے سے کافی ہے۔

(۴)۔۔۔ انھوں نے نماز یومیہ کے بعد یہ دعا پڑھنے کی تاکید کی۔

(اللهم سرحني من الهموم والغموم ووحشة الصدر ووسوسة الشيطان برحمتك ياارحم الراحمين).

(۵)۔۔۔ نماز یومیہ میں آخری رکعت کے ذکر رکوع کے بعد اس دعا کی تاکید کی۔

(اللهم صل علي محمد وآل محمد وترحم علي عجزنا واغثنا بحقهم).

(۶)۔۔۔ انھوں نے محقق حلی کی شرائع الاسلام کی تعریف کی اور کہا چند مسائل کے علاوہ اس کے تمام مسائل واقع کے مطابق ہیں۔

(۷)۔۔۔ انھوں نے قرآن پڑھنے کی تاکید کی اور کہا اس کا ثواب ان شیعوں کو بخش دو جن کا کوئی وارث نہ ہو یا وارث تو ہوں لیکن وہ اپنے مردوں کو یاد نہ کرتے ہوں۔

(۸)۔۔۔ نماز یومیہ میں تحت الحنک باندھنے کی تاکید کی جیسا علماء عرب انجام دیتے ہیں۔

پھر انھوں نے تحت الحنک کو گلے کے نیچے سے نکال کر اس کا سرا عمامہ میں رکھا اور کہا کہ اسی طریقے سے شرع مقدس میں وارد ہوا ہے۔

(۹)۔۔۔ انھوں نے مجھے زیارت حضرت ابوعبداللہ الحسین (ع) کی تاکید کی۔

(۱۰)۔۔۔ انھوں نے میرے حق میں ان الفاظ کے ذریعے دعا کی ۔۔۔ جعلک اللہ من خدمۃ الشرع ۔۔۔ خداوند عالم تمھیں دین کے خدمت گزاروں میں قرار دے۔

(۱۱)۔۔۔ میں نے ان سے کہا مجھے نہیں معلوم کیا میری عاقبت بخیر ہے کیا میں رسول خدا (ص) کے نزدیک سرخرو ہوں۔

انھوں نے جواب دیا تمھاری عاقبت بخیر ہے اور کوششیں لائق شکریہ ہیں تم رسول خدا (ص) کے نزدیک سرخرو ہو۔

میں نے کہا۔۔۔ میں نہیں جانتا کیا میرے والدین، اساتذہ اور صاحبان حقوق مجھ سے راضی ہیں۔

انھوں نے جواب دیا سب تم سے راضی ہیں اور تمھارے لئے دعائیں کرتے ہیں میں نے کہا آپ میرے حق میں دعا کیجئے کہ تصنیف و تالیف کے سلسلے میں موفق ہوسکوں۔

انھوں نے میرے حق میں دعا فرمائی

اس کے علاوہ اور بھی دوسرے موضوعات پر گفتگو ہوئی جس کی تفصیل کی گنجائش نہیں اسی دوران میں نے ایک ضرورت سے مسجد سے خارج ہونے کا ارادہ کیا اور اس حوض کے پاس آیا جو مسجد کے اندر درمیان راہ واقع تھا میرے ذہن میں اس رات کے واقعات آئے اور اس باعظمت سید کا بھی خیال آیا ہو نہ ہو وہی میرا مقصود ہوں جیسے ہی میرے دل میں یہ خیال آیا میں بے چینی کے ساتھ واپس ہوا لیکن وہاں اس جلیل القدر سید (امام زمانہ۔ع۔) کا نشان تک نہ پایا اور کوئی دوسرا شخص بھی مسجد میں نہیں تھا

مجھے یقین ہو گیا جس کی مجھے تلاش تھی وہ حاصل ہو گیا اور میں غفلت کا شکار ہی رہا میں اپنی اس غفلت پر پھوٹ پھوٹ کر رویا اور دیوانوں کی طرح صبح تک مسجد کے اطراف میں اس عاشق مجنون کے مانند پھرتا رہا جو وصال کے بعد دوبارہ ہجر میں مبتلا ہو گیا۔

دوسرا واقعہ

جب میں حضرت امام حسن عسکری اور حضرت امام علی نقی علیہما السلام کی زیارت کے لئے جارہا تھا حرم سید محمد (۱) کے راستے میں میں بھٹک گیا مجھ پر بھوک و پیاس کا شدید غلبہ طاری تھا اور تیز گرم ہوائیں بھی چل رہی تھیں میں اپنی زندگی سے مایوس ہو گیا اور غش کھا کر زمین پر گر گیا جب میری آنکھ کھلی تو اپنا سر ایک جلیل القدر شخص کی گود میں پایا اس نے شیریں پانی پلایا جس کی ٹھنڈک اور حلاوت کا مزہ مجھے پوری عمر میں نصیب نہیں ہوا تھا پانی پلانے کے بعد اس نے دستر خوان کھولا جس میں دو یا تین روٹیاں تھیں میں نے اسے کھایا اس کے بعد اس عرب نے کہا اے سید اس نہر میں غسل کرلو میں نے کہا اے بھائی یہاں تو کوئی نہر نہیں ہے میں پیاس سے ہلاک ہو رہا تھا تو نے ہی مجھے نجات دی ہے اس جلیل القدر نے کہا یہ شیریں پانی ہے ابھی اس نے یہ کہا ہی تھا کہ میں نے ایک صاف و شفاف نہر دیکھی اور حیرت کی حالت میں اپنے آپ سے کہنے لگا نہر تو میرے پاس ہی تھی اور میں ہلاک ہو رہا تھا۔

بہر کیف اس عرب نے پوچھا اے سید کہاں جا رہے ہو

میں نے جواب دیا حرم سید محمد

یہی سامنے حرم سید محمد ہے میں نے خود کو حرم سید محمد کے قبے کے سائے میں پایا

---

(۱) امام حسن عسکری علیہ السلام کے بھائی

جبکہ میں قادسیہ میں گم ہوا تھا اور وہاں سے حرم سید محمد کی مسافت بہت ہے جب تک میں ان کی خدمت میں رہا انھوں نے مجھے چند باتوں کی تاکید کی

۱۔۔۔ قرآن شریف کی زیادہ سے زیادہ تلاوت کرو

۲۔۔۔ جو تحریف قرآن کے قائل ہیں ان کا شدت سے انکار کرو۔ حتی جس نے تحریف کی حدیثیں گڑھی ہیں اس کے لئے بددعا کی

۳۔۔۔ میت کی زبان کے نیچے عقیق کی انگوٹھی رکھو جس پر چہاردہ معصومین کے اسماء کندہ ہوں۔

۴۔۔۔ والدین کے ساتھ نیکی کرو خواہ وہ زندہ ہوں یا مر گئے ہوں

۵۔۔۔ ائمہ معصومین (ع) ان کی اولاد کے مقبروں کی زیارت اور انکی تعظیم کرو

۶۔۔۔ سادت کرام کا احترام کرو۔

اسکے بعد فرمایا اے سید اہل بیت (ع) سے اپنی نسبت کی قدرومنزلت کو پہچانو اور اس نعمت کا شکریہ ادا کرو جو تمھارے لئے بڑی سعادت اور افتخار کا باعث ہے۔

۷۔۔۔ تلاوت قرآن اور نماز شب کی تاکید کرتے ہوئے فرمایا اے سید ہمیں اہل علم پر افسوس ہے جو ہماری طرف اپنی نسبت دیتے ہیں اور ان اعمال کو انجام نہیں دیتے۔

۸۔۔۔ تسبیح فاطمہ زہراء (س) پڑھنے کی تاکید کی۔

۹۔۔۔ نزدیک و بعید سے حضرت سید الشہداء (ع)، اولاد ائمہ اور علماء صالحین کی زیارت کی تاکید کی۔

۱۰۔۔۔ مسجد نبویہ میں حضرت فاطمہ زہراء (ص) کے دیئے ہوئے خطبے کے حفظ کی تاکید کی۔

۱۱۔۔۔ حضرت امام علی علیہ السلام کے خطبۂ شقشقیہ کے حفظ کی تاکید کی۔

۱۲۔۔۔ ثانی زہراء حضرت زینب (س) کے مجلس یزید میں دیئے ہوئے خطبہ کے یاد کرنے پر تاکید کی۔

اس کے علاوہ اور بھی دوسرے فوائد پر گفتگو ہوئی ابھی میرے دل میں یہ خیال بھی نہ آیا تھا کہ یہ عرب کون ہے وہ نگاہوں سے غائب ہو گئے۔

تیسرا واقعہ

اپنے سامرہ کے قیام کے دوران میں نے سردی کے موسم میں ایک رات اس مقدس سرداب میں بسر کی جہاں سے امام زمانہ (ع) غائب ہوئے تھے شب کے پچھلے پہر میں نے اچانک قدموں کی آہٹ محسوس کی جبکہ سرداب کا دروازہ بند تھا میں بے چین ہوا کہ کہیں دشمنان اہل بیت (ع) میں سے کوئی میرے قتل کے ارادے سے نہ آیا ہو میرے قریب جو شمع جل رہی تھی بجھ گئی دفعتاً ایک دلکش آواز نے میرا نام لیکر مجھے سلام کیا میں نے جواب سلام دیتے ہوئے پوچھا آپ کون ہیں۔

انھوں نے جواب دیا آپ کے چچازاد بھائیوں میں سے ہوں

میں نے کہا سرداب کے دروازے تو بند تھے آپ یہاں تک کیسے آئے

انھوں نے جواب دیا خداوند عالم ہر شی پر قدرت رکھتا ہے

میں نے کہا آپ کہاں کے باشندے ہیں

انھوں نے جواب دیا حجاز کا رہنے والا ہوں

اس کے بعد سید حجازی نے پوچھا تم اس وقت کس مقصد کے تحت یہاں آئے ہو

میں نے جواب دیا اپنی ضروتوں کے تحت

سید حجازی نے کہا تمھاری ضرورتیں یقیناً بر آئیں گی پھر انھوں نے مجھے نماز جماعت،

صلہ رحم، اساتذہ و معلمین کے حقوق کی رعایت، فقہ و تفسیر وحدیث کے مطالعے نیز نہج البلاغہ اور صحیفہ سجادیہ کی دعاؤں کے یاد کرنے کی تاکید کی

میں نے ان سے درخواست کی کہ بارگاہ ایزدی میں آپ میرے لئے دعا فرمادیں انھوں نے اپنے ہاتھوں کو آسمان کی طرف بلند کیا اور ان الفاظ کے ذریعہ میرے حق میں دعا فرمائی

الهي بحق النبي وآله وفق هذا السيد لخدمة الشرع واذقه حلاوة مناجاتك. واجعل حبّه في قلوب الناس واحفظه من شر وكيد الشياطين سيما الحسد.

(بار الھی محمد و آل محمد کے صدقے میں اس سید کو خدمت شرع متین کی توفیق دے اپنی مناجات کی شیرینی کا ذائقہ اسے چکھادے لوگوں کے دلوں میں اسکی محبت جاگزین کردے اور شیاطین کے مکروفریب خصوصاً حسد سے اس کی حفاظت فرما)

یہاں تک کہ اس سید حجازی سے باتیں ہونے لگیں گفتگو کے دوران سید حجازی نے مجھ سے فرمایا میرے پاس تربت سید الشہداء علیہ السلام کی خالص خاک ہے جس میں کسی خاک کی آمیزش نہیں ہے انھوں نے چند مثقال خاک شفاء مجھے عنایت کی جو میرے پاس ہمیشہ تھی جس طرح پہلے مجھے عقیق کی انگوٹھی بھی دے چکے تھے اور وہ بھی میرے ساتھ تھی میں نے اس خاک شفاء کے عظیم اور حیرت انگیز آثار کا مشاہدہ کیا اور وہ سید حجازی میری نظروں سے غائب ہو گئے۔

قابل ذکر ہے استاد علام نے یہ تینوں واقعات فارسی زبان میں دو رسالوں میں تحریر کر کے اسے استاد حسین عماد زادہ کے پاس بھیج دیا تا کہ وہ اسے اپنی کتاب المنتقم الحقیقی کے ساتھ شائع کردیں جس میں غاصبین حقوق آل محمد (ع) کے حقیقی منتقم حضرت صاحب امر عجل اللہ فرجہ الشریف کے بارے میں بحث کی گئی ہے۔

استاد علام نے بیان کیا ہے کہ سید جلیل صاحبان علم میں سے ہیں اور خانوادہ رسالت

کی ایک فرد ہیں جن کے زہد و ورع، صدق بیانی اور راست گفتاری پر قطع ویقین حاصل ہے۔ جب میں نجف اشرف میں دینی علوم کی تحصیل اور فقہ اہل بیت (ع) کی تعلیم میں منہمک تھا سید جلیل نے یہ تینون واقعات ابتداء سے انتہاء تک نقل کیا۔ میں (موئف) نے یہ تینوں واقعات خود استاد علام سے دریافت کئے تا کہ مجھے ان کے صاحب تشرف ہونے کا یقین ہو جائے۔

آپ کے عروج ملکوتی سے چند مہینہ پہلے اصفہان کے ایک عالم فاضل نے مجھے آپ کے صاحب تشرف ہونے کی خبر دی لھذا جب آپ حرم معصومہ (س) کے صحن اقدس میں جانماز پر تشریف فرماتے میں آپ کے پاس مزید تاکید اور یقین کامل کے لئے آیا اور آپ سے ان تینوں واقعات میں صاحب تشرف ہونے کے بارے میں سوال کیا جسے منتقم حقیقی نامی کتاب میں بیان کیا گیا ہے۔

استاد علام نے فرمایا یہ واقعات نوجوانوں سے بیان نہ کرنا وہ اس کا تحمل نہیں کر سکتے۔ میں نے کہا۔۔۔اے میرے سید و سردار میں اسے اپنے خاص بھائیوں اور شاگردوں سے بیان کروں گا آپ خاموش رہے جس سے میں نے کشف کیا کہ آپ کی خاموشی رضایت کی آئینہ بردار ہے۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہوا کہ استاد علام نے اپنے بعض خاص افراد سے فرمایا تھا یہ واقعات میری موت کے بعد ہی بیان کیئے جائیں۔

ان واقعات کا اسناد سید جلیل کی طرف دیا گیا ہے کیونکہ کتاب منتقم حقیقی سنہ ۱۳۷۴ ہجری میں شائع ہوئی تھی اور آج سنہ ۱۴۱۱ ہجری ہے اس حساب سے یہ واقعات ۳۷ سال پہلے تحریر کئے گئے ہیں اس وقت استاد علام ۵۹ سال کے تھے۔ اور یہی آپ کی زعامت و مرجعیت نیز آپ کے دشمنوں اور حاسدوں کی ارتقاء کا ابتدائی زمانہ تھا اور دشمنوں کے خوف سے آپ پر ان واقعات کا اپنی طرف نسبت دیتے ہوئے بیان کرنا بہت دشوار اور سخت تھا۔

اس کے علاوہ اور بھی دوسرے قرائن ہیں جو آپ کے صاحب تشرف ہونے پر صراحتاً

دلالت کرتے ہیں جیسے کہ آپ نے اپنی وصیت میں فرمایا ہے میرے سینے پر ضریح حسین کی خاک رکھی جائے جس سے میرا کفن محفوظ رہے اور میں مصروف عزا رہا ہوں۔اسی طرح میرے دہن میں دو عقیق کی انگشتری رکھی جائے ایک پر اصحاب کساء کے مقدس اسماء اور درسرے پر چہادہ معصومین کے مبارک نام کندہ ہوں۔ آپ کو حضرت بقیۃ اللہ الاعظم نے ایک انگشتری اور خالص خاک شفا عنایت فرمائی تھی جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔

اسی طرح اپنی پہلے وصیت میں فرماتے ہیں ـــ میں اسے تہذیب نفس اور مجاہدات شرعیہ کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ جو کچھ بھی مجھے حاصل ہوا ہے اسی کے ذریعہ حاصل ہوا ہے اور رب کریم نے مجھے وہ کچھ عطا کیا ہے جسے کان سننے سے عاجز اور زمانے کی آنکھیں دیکھنے سے قاصر ہیں۔پروردگار کی اس عظیم عطا اور بے پایاں فضل پر اس کا شکر گزار ہوں۔

اے میرے فرزند میں نے اس کے بعض اسرار ورموز اپنی مخصوص کتاب سلوۃ الحزین میں بیان کر دیئے ہیں۔

ہم اللہ سے دست بہ دعا ہیں کہ وہ استاد علام کی اولاد اور شاگردوں کو آپ کے عظیم مولفات اور خاص طور سے اس کتاب کے نشر کی توفیق دے جس کا ذکر آپ نے اپنی وصیت میں کیا ہے۔

محبت حضرت امام حسین علیہ السلام

استاد علام اپنے ہم عصر مراجع کرام اور فقہائے عظام کے درمیان کچھ خصوصیات میں ممتاز اور مشہور تھے خداوند عالم ان کی قدر و منزلت اور شان و شوکت میں مزید اضافہ فرمائے

چند امتیازی خصوصیات ــــ

(۱) ــــ علمی آثار اور مخطوطہ کتابوں کی حفظ و نگہداشت میں آپ کو بے پایاں محبت تھی اور یہ محبت ایک عظیم کتب خانہ کی شکل میں ظاہر ہوئی جو اس وقت حوزہ علمیہ قم کا سب سے بڑا کتب خانہ ہے

(۲) ــــ مختلف علوم و فنون کی تحصیل کا آپ کو بے حد شوق تھا جس کی بنا پر مختلف علوم و فنون میں سیکڑوں کتابیں اور ہزاروں صفحات تحریر کئے

(۳) ــــ مسانید و اسانید کی حفاظت میں آپ کو عشق کی حد تک شوق تھا جس کے نتیجے میں علماء امامیہ، زیدیہ، اسماعلیہ، اور عامہ کے تقریباً دو سو اجازہ روایت محفوظ تھے

(۴) ــــ اہل بیت عصمت و طہارت سے آپ کو انتہائی محبت اور کمال کی حد تک عشق تھا آپ کا کوئی ایسا مکتوب و مرقوم نہیں ہے جسے اہل بیت اطہار علیہم السلام کے ذکر پر ختم نہ کیا ہوا

آپ اہل بیت اطہار علیہم السلام کے سچے شیدائی تھے خصوصاً سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام، واقعہ عاشورہ کے ذکر اور عزاداران حسینی پر دل و جان سے قربان تھی انھوں نے ایک دن مجھ سے فرمایا۔ عالم شباب میں ہم طلبہ کی جماعت جن میں روح اللہ الموسوی الخمینی رضوان اللہ

علیہ بھی شامل تھے محرم کی راتوں میں سحر تک سید الشہداء (ع) اور اہل بیت اطہار کی مظلومیت پر آنسو بہاتی رخساروں پہ طمانچے مارتی اور گریہ وزاری کرتی تھی

آپ نے نصیحت آمیز انداز میں فرمایا اگر خداوند کریم تمھیں علمی اور عملی زندگی میں توفیق عنایت کرے تو یہ تین چیزیں اپنا شعار بنالو

۱۔ ہمیشہ باطہارت رہو

۲۔ کسی بھی جنازے کو دیکھو اس کی مشایعت کرو خواہ چند ہی قدم کیوں نہ ہو

۳۔ عزائے حسین (ع) میں کسی بھی عنوان سے شرکت کرو

میں حوزہ علمیہ قم کے معروف ترین مدرسین میں تھا اس کے باوجود مجالس اور حسینی عزاداروں کے درمیان چائے تقسیم کیا کرتا تھا۔

مجھے یاد ہے استاد علام اپنی زندگی کے آخری ایام میں عاشورہ کے دن غروب آفتاب کے وقت صحن حضرت معصومہ قم (س) میں نماز جماعت کے لئے تشریف لائے اس وقت حسینی دستے اور انجمنیں ماتم میں مشغول تھیں لوگ رخساروں پر طمانچے مار رہے تھے سر و سینہ پیٹ رہے تھے زنجیروں کا ماتم ہو رہا تھا نوحہ وبکا کی صدائیں بلند تھیں جب مکبر نے نماز جماعت کی مقدار بھر توقف کی درخواست کی میں ان کے پاس ہی تھا جیسے ہی استاد علام نے یہ جملہ سنا ان کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا اور مکبر سے ڈانٹتے ہوئے کہا (ساکت باش اگر این عزاداری نبود نماز جماعت نبود)

خاموش ہو جاؤ اگر یہ عزاداری نہ ہوتی تو نماز جماعت نہ ہوتی انھیں سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام کی مظلومی پر گریہ وزاری اور نوحہ وبکا کرنے دو اگر یہ عزاداری اور ماتمی انجمنیں نہ ہوتیں تو ہمارے دشمن واقعۂ خونین کربلا نیز یزید اور اس کے ساتھیوں کے ظلم سے انکار کر دیتے جس طرح بعض لوگوں نے غدیر کے واقعہ کا انکار کر دیا ہے۔

ہاں واقعہ سید الشہداء کا اعتقاد رکھنے اور اس کا تذکرہ کرنے سے انسان باوقار ہوتا ہے۔

اپنی زندگی کے آخری ایام میں جب آپ آپریشن کے لئے ہاسپٹل جانے لگے تو اپنے گھر سے ملے ہوئے اماباڑے میں خدا سے شفا حاصل کرنے کے لئے آپریشن کی جگہ کو منبر حسین (ع) سے تبرکاً و تیمناً مس کیا۔

استاد علام نے اپنی وفات سے چند مہینہ قبل مجھ سے فرمایا تھا میں نے اپنی اولاد کو وصیتیں کی ہیں تم انھیں میری شب وفات یاد دلادینا کہ میرے جنازے کو میرے اماباڑے میں منبر سے قریب رکھیں میرے عمامے کا ایک سرا منبر اور دوسرا میرے جنازے سے باندھ دیں۔

آپ کے انتقال کے بعد میں نے یہ وصیتیں آپ کی اولاد کو یاد دلائیں اور انھوں نے اس پر عمل کیا خدا انھیں اس کا بہترین صلہ دے۔

استاد علام مادی اور معنوی اعتبار سے ماتمی انجمنیں اور حسینی دستوں کی مدد بھی کیا کرتے تھے۔

اور یہ عمل اس عقیدے کے ساتھ بجالاتے تھے کہ ہمارے پاس جو کچھ بھی ہے وہ محرم وصفر کی بدولت ہے۔

اگر سلسلۂ گفتگو کے طویل اور کتاب کی ضخامت کا خوف نہ ہوتا تو میں اس عظیم المرتبت سید کی زندگی کے ایسے واقعات تحریر کرتا جس سے شعور واحساسات دنگ رہ جاتے لیکن اتنے ہی پر اکتفاء کرتا ہوں جسے آپ نے اپنی پہلی وصیت میں حضرت امام حسین سے متعلق ذکر فرمایا ہے۔ اس سلسلہ میں ہر صاحب عقل وخرد پر غور وفکر لازم ہے تا کہ جوہر معانی آشکار ہوں اور حقیقت مقصود تک رسائی ہو سکے۔

استاد علام نے فرمایا ہے میں اسے اپنے اس حسینیہ میں جسے میں نے قم میں تاسیس کیا ہے شعائر الٰہی کے قائم کرنے میں جد و جہد کی وصیت کرتا ہوں۔

میں اسے وصیت کرتا ہوں کہ میرے ساتھ وہ تھیلی جس میں میں نے ائمہ اطہار ان کے اولاد اصحاب اور عظیم علماء کے قبروں کی خاک تبرک و تیمن کے لئے اکٹھا کی ہے دفن کی جائے۔

میں اسے وصیت کرتا ہوں کہ میرا سیاہ لباس جسے میں حزن و غم کے عالم میں محرم وصفر کے مہینے میں پہنتا تھا۔ میرے ساتھ دفن کیا جائے۔

میں اسے وصیت کرتا ہوں کہ میرے کفن میں میرے سینے پر وہ رمال رکھا جائے جس میں میں نے سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام کے مصائب پر بہنے والے آنسوؤں کو جذب کیا ہے۔

میں اسے وصیت کرتا ہوں کہ میری جانب سے حج اور زیارت قبر رسول (ص) کے لئے ایک صالح آدمی کو نائب بنا کر بھیجا جائے مجھے ان دونوں سے بے پناہ عشق ہے اور میں تہی دست ہوں اسی طرح یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ میری جانب سے کسی نیک بندے کو عراق کے مقامات مقدسہ کی زیارت کے لئے روانہ کیا جائے کیونکہ میرے پاس فقہ واصول وحدیث کی چند جلدوں کے علاوہ اتنا سرمایہ نہیں ہے جو ان نیابتوں پر صرف ہو سکے۔ میں اپنی اولاد سے توقع رکھتا ہوں کہ اس سلسلے میں خرچ کرنے سے کوتاہی نہ کریں گے

میرا پروردگار جانتا ہے میرے پاس نہ ایک بالشت زمین ہے اور نہ کچھ روپیہ پیسہ میں وصیت کرتا ہوں کہ میرے جنازے کو حضرت فاطمہ معصومہ (س) قم کی قبر کے سامنے رکھا جائے اور سید الشہداء حسین مظلوم کی ہل بیت سے رخصت آخر کا مصائب پڑھا جائے اور اسی طرح میرے جنازے کو میرے تعمیر کردہ امامباڑے میں رکھا جائے وہاں بھی یہی مصائب پڑھا جائے اور اسی طرح جب مجھے میری قبر میں اتارا جائے جو میں نے کتب خانہ کے

دروازے پر اپنے لئے معین کی ہے وہاں بھی اسی مصیبت کا تذکرہ کیا جائے۔

میں اسے اور اپنے تمام فرزند کو وصیت کرتا ہوں کہ ہر شب جمعہ میری قبر کے گرد جمع ہوں قرآن پڑھیں اور مصیبت سید الشہداء پر گریہ وزاری کریں۔

استاد علام نے اپنی وصیت کے آخر میں فرمایا ہے۔

بارالہا میں تجھ سے ان گناہوں کے سلسلے میں عفو ومغفرت کا خواستگار ہوں جو مجھ سے اور میری اولاد نیز میرے باایمان دوستوں سے سرزد ہوئے ہیں ہمارا نامہ عمال ہمارے داہنے ہاتھوں میں اور خلد ہمارے بائیں ہاتھوں میں عطا کرنا اور ہمیں محمد و آل محمد کی محبت

ومودت کے ساتھ دنیا سے اٹھانا۔ بارالہا ہم تجھ سے اہل بیت (ع) کے دشمن اور ان کے حقوق غصب کرنے والوں، ان کے فضائل ومناقب کا انکار کرنے والوں اور انھیں خدا کے عطا کردہ مراتب میں شک کرنے والوں سے برائت و بیزاری کے خواہاں ہیں۔

بارالہا ہمیں ان کی حیات کے صدقے میں حیات اور ان کی موت کے صدقے میں موت عطا کرنا تو جانتا ہے ہم نے ان کی محبت ومودت میں اپنے کو فنا کردیا ہے ہمیں ان کا صلہ عطا کرنا جو اہل بیت (ع) کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے شہید ہوگئے، ہمیں ان سے دفاع کرنے والوں کی فہرست میں شمار کرنا اور ہمیں ان لوگوں میں قرار دینا جو ان سے ہدایت لیتے ہیں اور انکے نقش قدم پر ثابت قدم ہیں ہمیں ان کی محبت سے تمسک کرنے والوں میں قرار دینا۔۔۔۔ آمین ثم آمین۔

والسلام علی من اتبع الھدی

عبد فقیر خادم علوم اہل بیت ابو المعالی شہاب الدین حسینی مرعشی نجفی عفی عنہ نے اسے تحریر کیا ہے۔

استاد علام کی وصیتیں

﴿ولقد وصينا الذين اوتوا الكتاب من قبلكم واياكم ان اتقوا الله﴾ (النساء: ١٣١).

("ور جن لوگوں کو تم سے پہلے کتاب عطا کی گئی ہے ان کو اور تم کو بھی اس کی ہم نے وصیت کی تھی کہ خدا کی نافرمانی سے ڈرتے رہو

﴿ وما وصينا به ابراهيم وموسى وعيسى ان أقيموا الدين ﴾ (الشورى:١٣).

ہم نے موسیٰ ابراہیم ور عیسیٰ کو دین کے قائم کرنے کی وصیت کی۔

﴿ووصى بها ابراهيم بنيه ويعقوب يابني إن الله اصطفى لكم الدين فلا تمتن الا وانتم مسلمون * ام كنتم شهداء إذ حضر يعقوب الموت اذ قال لبنيه ما تعبدون من بعدي قالوا نعبد إلهك وإله آبائك ابراهيم واسماعيل واسحاق إلهاً واحداً ونحن له مسلمون﴾ (البقرة: ١٣٢).

("اور ایسی ہی ابراہیم نے اپنی اولاد کو وصیت کی اور یعقوب نے بھی کہ اے فرزند خدا نے تمہارے لئے واسطے دین کو پسند کیا ہے لھذا تم ہر گز نہ مرنا مگر مسلمان ہی اے یہود کیا تم اس وقت موجود تھے جب یعقوب کے سر موت آ کھڑی ہوئی اس وقت انھوں نے اپنے بیٹوں سے کہا میرے بعد کس کی عبادت کروگے تو کہنے لگے ہم آپ کے معبود آپ کے باپ داداؤں ابراہیم واسماعیل واسحاق کے معبود یکتا خدا کی عبادت کریں گے اور ہم اسی کے فرمانبردار ہیں قال رسول الله صلّى الله عليه وآله: من لم يحسن الوصية عند موته كان نقصاً في عقله ومروّته[1]».

(رسول خدا (ص) نے فرمایا ہے۔جو شخص اپنی موت کے وقت وصیت نہ کرے اس کی عقل اور مروت میں نقص ہے)

---

(١) بحار الانوار ج١٠٣ ص ١٩٣.

وقال الصادق عليه السلام «الوصية حق على كل مسلم»(۱)

(امام جعفر صادق (ع) نے فرمایا ہے وصیت ہر مسلمان کا حق ہے)

وقال عليه السلام: إن أقلت في عمرك يومين فاجعل احدهما لآخرتك تستعين به على يوم موتك، فقيل: وما تلك الاستعانة؟ قال: ليحسن تدبير ما يخلّف ويحكمه به»(۲).

(امام علیہ السلام نے فرمایا ہے اگر تمھاری عمر میں دو دن بھی باقی رہ گئے ہوں تو ایک کو آخرت کے لئے مخصوص کردو جس سے تم اپنی موت پر استعانت طلب کرو پوچھا گیا استعانت کیا ہے؟ آپ نے فرمایا اپنے اخلاف سے وصیت بہترین کرو۔

وصیت انسان کی زندگی اور اسکی موت کے درمیان رابطہ کا ذریعہ ہے اور یہ اللہ کے بندوں پر اس کی ایک سنت رہی ہے لھذا ہر ایک کے لئے ضروری ہے کہ جو کچھ اسکے پاس ہے اس سلسلہ میں اپنے بعد کے لئے وصیت کرے۔

وصیت کرنے والوں کی وصیتیں شخصیت کے اعتبار سے مختلف ہوا کرتی ہیں پروردگار عالم اپنے بندوں کو زھد و تقویٰ اور اقامہ دین کی وصیت کرتا ہے انبیاء اسلام اپنانے اور اللہ کی بندگی کی وصیت کرتے ہیں، حضرت محمد مصطفیٰ (ص) نے حضرت علی (ع) سے چار سو وصیتیں فرمائی ہیں، اوصیاء ایک دوسرے کو وصیت کرتے ہیں اور علماء بھی جو انبیاء کے وارث اور اوصیاء کی راہ پر چلنے والے ہیں اپنے بیٹوں اور تمام لوگوں کو عمومی اور خصوصی وصیتیں کرتے ہیں

---

(۱) بحار الانوار جلد ۱۰۳ ص ۱۹۵

جن میں سب سے پہلے تقوی' دین اور خدا کی عبادت کی وصیت ہے ،جیسا کہ ہمارے بزرگ علماء سید ابن طاؤس نے اپنے فرزند محمد اور علامہ حلی نے اپنے فرزند فخرالمحققین کو وصیت کی ہے

انھیں بزرگ علماء میں استاد علام بھی تھے جنھوں نے اس راستہ کو طے کیا اور ایسی گراں بہا وصیتیں فرمائیں جسے نور کے قلم سے لکھنے کی ضرورت ہے آپ نے ان وصیتوں کو تین رسالہ میں تحریر کیا ہے جن میں سے انتخاب کر کے چند وصیتیں ہم قارئین کے لئے تحریر کرتے ہیں اور ان پر دقت نظر ،غور وفکر نیز بحسب امکان عمل کرنے کی گزارش کرتے ہیں ــــ واللہ المستعان وعلیہ التکلان ــــ خدا بہترین مدد گار ہے اور سی پر بھروسہ کیا جاسکتا ہے۔

پہلی وصیت۔

ماخوذ از الطریق والمحجۃ لثمرۃ المھجۃ

(۱)ــــ میں اسے دین اسلام کی ترویج اور مذہب حق کے دفاع کی وصیت کرتا ہوں دین آج بھی بے یار وغربت زدہ ہے اور بلند آواز سے پکار رہا ہے ــــ(ھل من ناصر ینصرنی ھل من ذاب یذب عنی)ــــ چند افراد کے علاوہ کوئی ایسا نہیں ہے جو اس کی آواز پر لبیک کہے اور اس کی فریادرسی کو پہونچے خداوند عالم ان کی کوششوں کو قبول کرے اور انھیں بہترین جزادے

(۲)ــــ میں اسے کتاب خدا میں تدبر اس سے پند ونصیحت حاصل کرنے اہل قبور کی زیارت اور ان کے سلسلے میں یہ غور وفکر کرنے کی وصیت کرتا ہوں کہ وہ کل کس حال میں تھے اور آج کس حال میں ہیں وہ کل کیسے تھے اور آج انکی کیا صورت ہو گئی ہے وہ کل کہاں تھے اور آج

کس مقام پر ہیں۔

(۳)۔۔۔ میں اسے لوگوں سے کم سے کم معاشرت رکھنے کی وصیت کرتا ہوں اس لئے کہ اس زمانے میں لوگوں میں زیادہ اٹھنا بیٹھنا خطرناک ہے کم ہی ایسا دیکھا گیا کہ لوگ آپس میں مل جل کے بیٹھتے ہوں اور مومنین کے حق میں بہتان، غیبت، برائی اور ان کے حقوق واخوت کے سلسلے میں زبان نہ کھولتے ہوں۔

(۴)۔۔۔ میں اسے اعزاء واقرباء کے ساتھ صلۂ رحم کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ یہ عمر اور رزق میں توفیق و کرامت کا سب سے قوی سبب ہے۔

(۵)۔۔۔ میں اسے تالیف و تصنیف اور اصحاب امامیہ خاص طور سے گزشتہ علماء کی کتابوں کے نشر واشاعت کی وصیت کرتا ہوں کیوں کہ اس منحوس اور مردہ صفت زمانے میں ترویج مذہب کا یہ سب سے قوی سبب ہے۔

(۶)۔۔۔ میں اسے شاہراہ زہد وورع پر چلنے اور حزم واحتیاط کی وصیت کرتا ہوں۔

(۷)۔۔۔ میں اسے زیارت جامعہ کے ہمیشہ پڑھنے کی وصیت کرتا ہوں خواہ ہفتہ میں ایک ہی مرتبہ کیوں نہ ہو۔

(۸)۔۔۔ میں اسے شرعی علوم میں جدوجہد اور مشغول رہنے کی وصیت کرتا ہوں۔

(۹)۔۔۔ میں اسے خدا کے بندوں خاص طور سے اہل علم کی غیبت سے پرہیز کی وصیت کرتا ہوں اس لئے کہ انکی غیبت زہر آلودمردے کھانے کے برابر ہے۔

(۱۰)۔۔۔ میں اسے نماز صبح کے بعد روزانہ سورہ یسین نماز ظہر کے بعد سورہ نبا نماز عصر کے بعد سورہ عصر نماز مغرب کے بعد سورہ واقعہ اور نماز عشاء کے بعد سورہ ملک پڑھنے کی وصیت کرتا ہوں اور ان کی مداومت پر تاکید بھی کرتا ہوں میں نے یہ روش اپنے مشائخ سے حاصل کی ہے اور بارہا اسے آزمایا بھی ہے۔

(۱۱)۔۔۔میں اسے نماز یومیہ کے بعد ہر قنوت میں اس دعائے شریف کے مستقل پڑھنے کی وصیت کرتاہوں۔

(اللهم اني اسالك بحق فاطمة وابيها وبعلها وبنيها والسّر المستودع فيها[۱] ان

تصلّي على محمد وآل محمد وان تفعل بي ما انت أهله ولا تفعل بي ما انا أهله).

(۱۲)۔۔۔میں اسے ہر رکوع خاص طور سے آخری رکعت کے ذکر رکوع کے بعد اس دعا کے پڑھنے پر تاکیداً وصیت کرتاہوں۔

(اللهم صل على محمد وآل محمد وترحّم على عجزنا واغثنا بحقهم ياارحم الراحمين)[۲].

(۱۳)۔۔۔میں اسے تسبیحات حضرت فاطمہ زہراء(س) کے ہمیشہ پڑھنے کی وصیت کرتاہوں۔

(۱۴)۔۔۔میں اسے حضرت فاطمہ زہراء (ص) کے اس خطبہ میں غور وخوض کی وصیت کرتاہوں جسے انھوں نے مسجد نبی میں ارشاد فرمایا تھا جسکی بلاغت اور فصاحت سے فصحاء گنگ، بلغاء عاجز اور علماء مبہوت ہوگئے علماء سلف میں ابن طیفور بغدادی نے اپنی کتاب بلاغۃ النساء میں اس خطبہ کی روایت کی ہے۔

(۱۵)۔۔۔میں اسے خطبۂ شقشقیہ میں غور وفکر کی وصیت کرتاہوں جسے حضرت علی علیہ السلام نے مسجد میں ارشاد فرمایا تھا سنی شیعہ بہت سے علماء نے اسے نقل کیا ہے۔

(۱)اس سے امام زمانہ ،نو معصومین از چہارم تا دوازدہم یا ولایت یا اسم اعظم کی طرف اشارہ ہے۔
(۲) وصیت میں ۔ کلمہ یا ارحم الراحمین ۔ کا ذکر نہیں ہے ۔(۳) تعقیبات نماز میں تسبیحات جناب فاطمہ زہراء ہے جس میں ۳۴ دفعہ اللہ اکبر ۳۳ دفعہ الحمد للہ اور ۳۳ دفعہ سبحان اللہ ہے روایت میں اس کی تاکید کی گئی کہ تسبیح کے ساتھ ایک رکعت ہزار رکعت کے مساوی ہے۔

(۱۶)۔۔۔ میں اسے نماز شب اور سحر کے وقت استغفار کرنے کی تاکید آ وصیت کرتا ہوں۔

(۱۷)۔۔۔ میں اسے صلۂ رحم کی وصیت کرتا ہوں خاص طور سے انکے بھائی اور بہنوں کے سلسلے میں یہ وصیت کرتا ہوں کہ ان کے ساتھ نیکی کا سلوک کرے اس لئے کہ میں نے اپنے بعد کے لئے دنیا کے ٹھیکروں (مال ودولت کی طرف اشارہ ہے) کی شکل میں کچھ بھی نہیں چھوڑا ہے مجھے جو کچھ بھی حاصل ہوا اسے حتی وہ رقم بھی جو خاص طور سے مجھے دی جاتی تھی۔ محتاجوں اور اہل علم پر صرف کردیا ہے عنقریب میں دنیا سے سفر کرنے والا ہوں لیکن اپنے ورثہ کے لئے دنیا کے مال واسباب اور زروجواہرات میں سے کچھ بھی نہیں چھوڑا ہے انھیں اپنے رب کے حوالے کردیا ہے ان کے لئے بہترین یادیں اور اچھی باتیں چھوڑی ہیں اور اگر میں اپنی اولاد کے لئے مال واسباب سمیٹنے کی کوشش کرتا لوگ میرے اوپر اس قدر اعتبار کرتے ہیں میں اپنے وارثوں کے لئے لاکھوں اور کروروں کی جائداد واسباب چھوڑ سکتا تھا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

(۱۸)۔۔۔ میں اسے قرآن کریم اور احادیث شریف کے پڑھنے پڑھانے کی وصیت کرتا ہوں بے شک یہ چیزیں دل کے امراض کے لئے شفاء اور باطن کو منور کرنے والی ہیں۔

(۱۹)۔۔۔ میں اسے خداوند عالم سے توسل اور اذکار وادعیہ کی مداومت کی وصیت کرتا ہوں کیوں کہ خداوند عالم بلاوجہ وقت گنوانے والے جوان سے غضبناک ہوتا ہے۔

(۲۰)۔۔۔ میں اسے فضول وقت صرف کرنے اور اپنی عمر عزیز کے بےمعنی کاموں میں گنوانے سے پرہیز کی وصیت کرتا ہوں۔

(۲۱)۔۔۔ میں اسے نصف شب اور صبح وشام استغفار کی وصیت کرتا ہوں۔

(۲۲)۔۔۔ میں اسے اپنے تربیت کردہ متقی اور پرہیز گار شاگردوں کے حق میں حسن سلوک کی وصیت کرتا ہوں جس نے میرے ساتھ بھلائی کی اس نے میری مدد کی۔

(۲۳)۔۔۔ میں اسے وصیت کرتا ہوں کہ مجھے ائمہ کرام ان کے فرزندوں کے مزارات اور حج وعمرہ کے مناسک میں دعائے خیر سے فراموش نہ کرے۔

(۲۴)۔۔۔ میں اسے اپنے اس امام باڑے میں جسے قم میں تاسیس کیا ہے شعائر الٰہی کے قائم کرنے میں جدو اجتہاد کی وصیت کرتا ہوں۔

(۲۵)۔۔۔ میں اسے وصیت کرتا ہوں کہ میرے ساتھ وہ تھیلی جس میں میں نے ائمہ اطہار انکی اولاد اصحاب اور عظیم علماء کے قبروں کی خاک اکٹھا کی ہے دفن کی جائے۔

میں اسے وصیت کرتا ہوں کہ میرا سیاہ لباس جسے میں حزن وغم کے عالم میں محرم وصفر کے مہینے میں پہنتا تھا میرے ساتھ دفن کیا جائے۔

(۲۶)۔۔۔ میں اسے وصیت کرتا ہوں کہ وہ جانماز جس پر میں نے ستر سال نماز شب ادا کی ہے میرے ساتھ دفن کی جائے۔

(۲۷)۔۔۔ میں اسے وصیت کرتا ہوں کہ میرے ساتھ وہ تسبیح جس کے دانوں پر میں نے مغفرت طلب کی ہے۔دفن کی جائے۔

(۲۸)۔۔۔ میں اسے وصیت کرتا ہوں کہ میرے کفن میں میرے سینے پر وہ رومال رکھا جائے جس میں میں نے سید الشہداء حضرت امام حسین (ع) کے مصائب پر بہنے والے آنسوؤں کو جذب کیا ہے۔

(۲۹)۔۔۔ میں اسے وصیت کرتا ہوں کہ میری جانب سے حج اور زیارت قبر رسول کے لئے ایک صالح آدمی کو نائب بنا کر بھیجا جائے مجھے ان دونوں سے بے پناہ عشق ہے اور میں تہی دست ہوں اسی طرح یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ میری جانب سے کسی نیک بندے کو عراق کے مقامات مقدسہ کی زیارت کے لئے روانہ کیا جائے کیونکہ میرے پاس فقہ واصول وحدیث کی چند جلدوں کے علاوہ اتنا سرمایہ نہیں ہے جو ان نیابتوں پر صرف ہوسکے۔

میں اپنی اولاد سے توقع رکھتا ہوں کہ اس سلسلے میں خرچ کرنے سے کوتاہی نہ کریں گے میرا پروردگار جانتا ہے کہ میرے پاس نہ ایک بالشت زمین ہے اور نہ کچھ روپیہ پیسہ

(۳۰)۔۔۔ میں اسے ہمیشہ باطہارت رہنے کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ اس سے دل روشن ہوتا ہے اور رنج والم دور ہوتا ہے۔

(۳۱)۔۔۔ میں اسے وصیت کرتا ہوں کہ میرے جنازے کی تشییع میں ایسے شخص کو معین کیا جائے جو بلند آواز سے یہ پکارے جس کسی کا کوئی حق مجھ پر رہ گیا ہے اسے معاف کردے۔

(۳۲)۔۔۔ میں اسے حسن اخلاق تواضع وفروتنی کی وصیت کرتا ہوں اور یہ تاکید کرتا ہوں کہ مومنین کے ساتھ کبر ونخوت سے پرہیز کرے۔

(۳۳)۔۔۔ میں اسے ہر ہفتہ محاسبہ نفس کی وصیت کرتا ہوں اگر کوئی لغزش نظر آئے تو بارگاہ ایزدی میں توبہ کے ذریعہ اس کا تدارک کرے اور اگر اس کے اعمال میں نیکی ظاہر ہو تو اس نعمت پر خداوند قدیر کا شکر ادا کرے اور اس سے مزید توفیق کا خواہاں ہو۔

(۳۴)۔۔۔ میں اسے مسنونات ومستحبات کی بجا آوری اور حتی الامکان مکروہات کو ترک کرنے کی وصیت کرتا ہوں۔

(۳۵)۔۔۔ میں اسے وصیت کرتا ہوں کہ قرآن مجید کی تلاوت کرے اور اس کا ثواب ایسے شیعیان آل رسول کی ارواح کو ھدیہ کرے جن کا کوئی وارث اور جن کے حق کا کوئی یاد کرنے والا نہیں اس عمل خیر کو میں نے بارہا آزمایا ہے اور اس کے ذریعہ خداوند عالم نے مجھے توفیق بھی عنایت کی ہے۔

(۳۶)۔۔۔ میں اسے وصیت کرتا ہوں کہ اپنے مستحب اعمال کا ایک ثلث اپنے والدگرامی ایک ثلث اپنی والدہ ماجدہ اور ایک ثلث صاحبان حقوق کے لئے قرار دے اس لئے کہ ان کی روحیں اس ھدیہ کے ذریعہ خوش ہوتی ہیں اور اس کے لئے دعا کرتی ہیں کہ خدا اسے دنیا وآخرت میں بہترین

رزق عنایت کرے۔

(۳۷)۔۔۔ میں اسے تہذیب نفس اور مجاہدات شرعیہ کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ جو کچھ میں نے حاصل کیا ہے اسی کے ذریعہ حاصل کیا ہے رب کریم نے مجھے اس کے ذریعہ وہ کچھ عطا کیا ہے جسے کان سننے سے عاجز اور زمانے کی نگاہیں دیکھنے سے قاصر ہیں پروردگار کی اس عظیم عطا اور بے پایاں فضل پر اس کا شکر گزار ہوں۔

اے میرے فرزند میں نے اس کے بعض اسرار اپنی کتاب سلوۃ الحزین میں بیان کئے ہیں جسے مونس الکئیب المضطہد، روض الریاحین اور نسمات الصبا کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔

(۳۸)۔۔۔ میں اسے محرمات سے دور شکوک وشبہات سے اجتناب اور حزم واحتیاط پر عمل کی وصیت کرتا ہوں میں نے اپنے تلامذہ، برادران دینی اور اہل بیت اطہار علیہم السلام سے محبت رکھنے والے تمام علماء وافاضل کو اجازت دی ہے کہ وہ ان تمام باتوں کی میری طرف سے روایت کریں جسے میں نے اہل بیت اطہار (ع) سے ان طرق واسانید کے ذریعہ روایت کی ہے جسے اپنے رسالے الطرق المجۃ لثمرۃ المھجۃ میں درج کر دیا ہے۔ اب میرے چل چلاؤ کا وقت قریب آچکا ہے

اس وصیت نامے کو عبد حقیر خادم علوم اہل بیت (ع) ابوالمعالی شہاب الدین الحسینی المرعشی عفی اللہ نے صبح پنجشنبہ ۲۰ ربیع الثانی ۱۳۹۸ھ کو حرم ائمہ اطہار آشیانۂ آل محمد مشہد کریمۂ اہل بیت (ع) حضرت معصومہ (س) شہر مقدس قم میں تحریر کیا ہے۔

دوسری وصیت۔

ماخوذ از الطرق والاسانید الی مرویات اہل بیت علیہم السلام)

(۳۹)۔۔۔ میں اسے اور اپنے خطا کار نفس کو ظاہر و باطن میں تقویٰ الٰہی اور اس پشت دنیا کی زیب و زینت سے پرہیز کی وصیت کرتا ہوں۔

(۴۰)۔۔۔ میں اسے وصیت کرتا ہوں کہ وہ اہل قبور کی زیارت کرے اور ان سے اس بات کی عبرت حاصل کرے کہ وہ کل کیسے تھے اور آج کیسے ہو گئے ہیں وہ کہاں تھے اور کہاں آ گئے کل وہ کس کیفیت میں تھے اور آج کس کیفیت میں ہیں ان کے مال و منال تقسیم ہو چکے ان کی بیویوں کی تزویج ہو چکی ان کے گھر آباد ہو گئے اور آج فقط ان کے اعمال وافعال ہی باقی رہ گئے ہیں۔

(۴۱)۔۔۔ میں اسے وصیت کرتا ہوں کہ قرآن کریم کی تلاوت اور احادیث کے مطالعے کو ترک نہ کرے ان میں غور و فکر کرے اور ان کے انوار سے کسب نور کرے۔

(۴۲)۔۔۔ میں اسے وصیت کرتا ہوں کہ وہ لوگوں کے ساتھ کم سے کم معاشرت رکھے اس لئے کہ تمھیں کم ہی ایسی مجلسیں نظر آئیں گی جن میں اللہ کے بندوں کی برائی اور غیبت نہ ہوتی ہو انکی اہانت اور ان کے حق پر تہمت نہ لگائی جاتی ہو خاص طور سے جسکی غیبت کی جائے اگر وہ علماء میں سے ہو تو اسکی غیبت زھر آلود مردے کھانے کے برابر ہے۔

(۴۳)۔۔۔ وہ صاحبان حقوق کو علم وادب اور مال واولاد کے لحاظ سے بہترین دعاؤں میں فراموش نہ کرے۔

(۴۴)ــــ وہ ترویج دین اور احیاء مذہب میں اپنی کوششوں میں کوئی کمی نہ کرے دین آج بے یار و غربت زدہ ہے اور بلند آواز سے پکار رہا ہے (۔ھل من ناصر ینصرنی ھل من ذاب یذب عنی ۔)

(۴۵)ــــ وہ انتہائے شب میں نماز شب اور ہر صبح استغفار کو ترک نہ کرے سید المظلومین امیر المومنین (ع) نے اپنی وصیتوں میں فرمایا ہے ــــ علیک بصلاۃ اللیل ــــ تمھارے اوپر نماز شب واجب ہے ۔

(۴۶)ــــ وہ مشکوک غذائیں کھانے سے اجتناب کرے کیونکہ یہ بہت سخت امر ہے ۔

(۴۷)ــــ میں اسے اپنے بھائیوں ، بہنوں ، عزیزوں ، طلاب علوم دینیہ اور غریب و فقیر مومنین کے حق میں حسن سلوک کی وصیت کرتاہوں خداوند عالم ہمیں اور اسے قول و فعل و سنت میں شکوک و شبہات اور لغزشوں سے محفوظ رکھے بے شک وہ اس پر قادر ہے ۔

بار الھا محمد و آل محمد کی حیات کے مثل ہمیں زندگی دے ان کی موت جیسی موت دے ہمیں دنیا میں انکی زیارت اور آخرت میں ان کی شفاعت عطا فرما ۔ آمین ۔

اس وصیت نامے کو عبد ذلیل ابوالمعالی شہاب الدین حسینی نجفی مرعشی نے صبح دوشنبہ ۲۵ صفر ۱۳۸۹ھ کو حرم ائمہ اطہار آشیانۂ آل محمد شہر مقدس قم میں خداوند عالم کی حمد و ثنا اس کے امور کو تسلیم اور اس سے استغفار کرتے ہوئے اپنے ہاتھوں سے تحریر کیا ہے ۔

تیسری وصیت

ماخوذ از الطرق والاسانید الی مرویات اہل بیت (ع)

(۴۸)___ اے میرے بھائی میں تمھیں ظاہر وباطن میں تقویٰ الٰہی اور ہر حال میں خدا پر اعتماد ووثوق کی وصیت کرتا ہوں ۔بعض حدیث کی کتابوں میں حضرت امام حسین (ع) نے فرمایا ہے (ثق بمن لاینساک واستحی ممن یراک) جو تمھیں فراموش نہ کرے اس پر اعتماد رکھو اور جو تمھیں دیکھ رہا ہے اس سے شرم وحیاء کرو۔

(۴۹)___ اپنے اعمال میں خلوص واخلاص پیدا کرو کہ یہ کدورت قلب کا علاج ہے۔

(۵۰)___ قرآن مجید کی تلاوت اس کی آیات میں غور وفکر اور اس کے مقدس انوار سے روشنی حاصل کرنا تمھارے لئے ضروری ہے۔

(۵۱)___ نبی وآل نبی (ص) کی حدیثوں کا مطالعہ کرنا تمھارے لئے ضروری ہے اس سے دل روشن ہوتا ہے اور کثافتیں دور ہوتی ہیں۔

(۵۲)___ تمھارے لئے ذریت پیغمبر علیہ السلام سے توسل ان کے حق میں حسن سلوک ان کا دفاع اور زبان وقلم کے ذریعہ ان کی نصرت کرنا ضروری ہے کیونکہ یہی وہ لوگ ہیں جنھیں لوگوں میں نبوت نے ودیعت کیا ہے۔ تم ان کے حق میں ظلم وتعدی بغض وعناد، بد خلقی، ذلت ورسوائی اور ان کے حقوق کی عدم ادائیگی سے شدت کے ساتھ پرہیز کرو کیونکہ یہی چیزیں توفیق الٰہی کے سلب ہونے کا سبب ہیں۔

العیاذ باللہ اگر تمھارے قلوب ان کی محبت کی شراب سے مملو نہیں تو یہ سمجھ لو کہ تم

مریض ہو اور روحانی طبیبوں کے ذریعہ تمہارا علاج ضروری ہے کیا کوئی ہے جو ان کے فضل وشرف، جلالت ووجاہت اور قدر ومنزلت کی معراج میں شک کرے ہر گز نہیں فقط کور چشم اور سنگدل افراد ہی شک کرتے ہیں۔

(۵۳)۔۔۔ تم پر مومنین کے ساتھ حسن سلوک، خاطر ومداراۃ اور خوش روئی کا برتاؤ ضروری ہے کیوں کہ یہ افراد یتیمان آل محمد ہیں جیسا کہ روایت میں آیا ہے ان کے امور زمانہ غیبت میں صاحبان علم کو تفویض کئے گئے ہیں۔

(۵۴)۔۔۔ تم پر امر بالمعروف اور نہی از منکر کا فریضہ ضروری ہے اگر تم اپنی زبان وبیان اور حال وقلب کے ذریعہ اس فریضہ کی ادائیگی پر استطاعت رکھتے ہو تو اسلام کے حق میں اس کی مشکلات کے رفع کے لئے دعا کرو کیوں کہ وہ غریب اور اجنبی ہو گیا ہے جیسا کہ پہلے تھا اگر تم چشم بصیرت سے دیکھو تو تمھیں نظر آئیگا کہ قرآن ایک طرف بے دینوں اور دوسری طرف عیسائیوں سے مصروف پیکار ہے نیز دلوں میں اضطراب اور رنج والم کو برانگیختہ کرنے والی آواز سے پکار رہا ہے۔۔۔ ھل من مغیث یغیثنی ھل من ذاب یذب عنی۔۔۔

اور میں نہیں جانتا کہ اس منحوس اور مردہ صفت زمانے میں کیا میں نے اس کی آواز کا جواب دیا ہے اور اس کی دعوت پر لبیک کہی ہے یا نہیں بلکہ میں اس کے بدلے اللہ کے بندوں کی ہتک حرمت کرنے اور کتاب خدا کی ہمنشینی نیز عترت پیغمبر (ص) کے حق سے ٹکراؤ کا مرتکب رہا ہوں وہ بندہ کس قدر خسارے میں ہے جو اس کے نجات دہندہ ہیں انھیں کا دشمن بنا ہوا ہے۔

(۵۵)۔۔۔ تم پر مومنین کی قبروں کی زیارت اور ان سے عبرت حاصل کرنا ضروری ہے کہ وہ لوگ کل کیا تھے اور آج کیا ہو گئے وہ کہاں تھے اور کہاں آگئے کیسے تھے اور آج کس حال کو پہونچ گئے ہیں کس منزلت کے تھے اور کس حالت کو پہونچے بے شک قبروں کی زیارتیں

خواہشات نفسانی اور دنیا کی محبت کو مارتی ہیں اور رنج و غم کو بڑھاتی ہیں ۔

(۵۶)ــــ تم پر ضروری ہے کہ معصومین کے آثار واقوال کو مختلف مجلسوں اور محفلوں میں بڑھ چڑھ کر بیان کرو ان کے ذکر و آثار کو زیادہ سے زیادہ رائج کرو اس لئے کہ وہ خاص طور سے اس زمانے میں مظلوم اور ستم رسیدہ ہے کیونکہ لوگ اپنے اپنے کاموں میں مشغول ہیں اور اس ذریت طاہرہ کو پس پشت ڈال دیا ہے ان چیزوں سے لو لگاتے ہیں جو ان کا دل چاہتا ہے اللہ انھیں اس غفلت سے بیدار کرے ۔

(۵۷)ــــ تم تصنیف و تالیف لوگوں سے فائدہ حاصل کرنے اور انھیں علمی فائدہ پہونچانے میں سعی بلیغ کرو اور اپنی عمر ضائع نہ کرو جیسے اکثر لوگ کیا کرتے ہیں ۔

خداوند عالم ہمیں اور تمام مومنین کو ان نفیس وصیتوں پر عمل کرنے صفات حسنہ اور مکارم اخلاق سے آراستہ ہونے نیز ائمہ اہل بیت (ع) جو روز جزا ہمارے شفیع ہونگے کے اقوال کی پیروی پر عمل کی توفیق عنایت فرمائے ۔

میں محمد و آل محمد کے وسیلے سے خدا کے فضل وکرم کا امیدوار ہوں کہ وہ ہمارے دین کی حفاظت کرے ہمارے ایمان کو تقویت بخشے ہمارے علم و یقین میں اضافہ فرمائے اور ہماری عاقبت بخیر کرے حرم ائمہ اطہار ' آشیانۂ آل محمد شہر مقدس قم میں خداوند عالم کی حمد و ثناء طلب مغفرت اور اس کے آگے سر تسلیم خم کرتے ہوئے ان وصیتوں کو تحریر کیا ہے ۔

یہ وصیتیں اور رسالہ ۱۴۱۰ ہجری میں شائع ہوا اس اعتبار سے استاد علام کی یہ آخری وصیتیں ہیں ۔

خداوند عالم ہمیں اور تم سب کو ان لوگوں کے ساتھ قرار دے جو اولیاء خدا کے نقش قدم پر چلتے ہیں اور ان کی وصیتوں پر عمل کرتے ہیں ان کے افعال و آثار کی جلوت و حکومت میں پیروی کرتے ہیں اس کے ذریعہ اپنے نفسوں کو پاک کرتے ہیں نیک صفات اور اچھے

اخلاق سے آراستہ ہوتے ہیں اور اپنے رب سے ملاقات اور اسی کی طرف باز گشت کرتے ہیں (۔۔۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔۔۔)

وفات حسرت آیات

رکن الاسلام ملاذ الانام آیۃ اللہ العظمیٰ السید شہاب الدین الحسینی المرعشی النجفی کی جانسوز رحلت سے شہر قم ہی نہیں بلکہ عالم اسلام کے ارکان لرز گئے۔

آپ نے صحن حرم سیدہ معصومہ سلام اللہ علیہا میں نماز مغرب کی امامت کے بعد شب پنجشنبہ ۷ صفر ۱۴۱۱ھ کو اپنے پروردگار کی ندا پر لبیک کہی اس خبر کے پھیلتے ہی شہروں میں سیاہ پرچم نصب کردئے گئے چہروں پہ رنج وغم کے آثار ظاہر ہوگئے آنکھیں اشک آلود ہوگئیں دل غم زدہ اور لبوں پر آہ ونالے تھے۔

ایران بلکہ تمام امت اسلامیہ کے اوپر یہ عجیب رنج وغم کا دن تھا آنکھیں رو رہی تھیں اور واسیداہ عزا عزا است امروز مہدی صاحب زمان صاحب عزا است امروز کے فلک شگاف نعروں سے فضاء گونج رہی تھی۔

آپ کا جسد مبارک آپ کے امامباڑہ میں شب جمعہ تک رکھا گیا اور وصیت کے مطابق تابوت کو منبر حسینی سے باندھ دیا گیا روز جمعہ آپ کے حسینیہ میں عزاداروں کا ایک جم غفیر جمع ہوگیا جو اپنے سروں اور چہروں پر حزن وغم کے عالم میں طمانچے لگا رہے تھے سید الشہداء حضرت امام حسین (ع) کے مصائب پر گریہ وزاری اور مراسم عزا کے بعد آپ کا جنازہ کاندھوں پر اٹھایا گیا لوگوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر امڈا چلا آرہا تھا آنکھیں اور دل سے خون کے آنسو بہہ رہے تھے

آپ نگاہوں سے پوشیدہ ہوگئے لیکن دلوں میں آج بھی زندہ ہیں اور قیامت تک زندہ رہیں گے آپ تاریخ میں اپنے نیک اخلاق، عزم راسخ، استقامت وپامردی، مسلسل جہاد مستحکم ارادے نفع بخش آثار ہمیشہ رہنے والی برکتوں اور گراں بہا افاضات کے ذریعہ زندہ رہیں گے آپ کامقام تمام مسلمانوں اور خصوصیت سے علماء کے دلوں میں باقی رہیگا۔

سچ ہے آپ صاحبان زہد و تقویٰ اور وارثان علم وفضائل کے لئے ایک روشن چراغ تھے وہ روشنی خاموش ہوگئی جو بزرگی اور عظمت کی طرف پیش رفت کرنے والے افراد کی رہنمائی کررہی تھی۔

میں نے آپ کے ساتھ برسوں زندگی بسر کی لیکن خیر و تقویٰ کے علاوہ کسی اور شئی کا مشاہدہ نہیں کیا آپ کا عمل آخرت کی طرف رغبت اور آپ کی باتیں علم میں زیادتی پیدا کرتی تھیں آپ کی زیارت سے خدا یاد آتا تھا آپ کی پوری زندگی خیر اعمال اور افتخارات سے اس طرح بھری ہوئی تھی کہ آپ زہد و تقویٰ وورع اور اعمال خیر کی بجا آوری نیز علمی ثقافتی اور سماجی خدمات کے لئے ضرب المثل بن گئے تھے۔ درحقیقت آپ کو موت نہیں آئی ہے بلکہ آپ ایک روشن چراغ کی طرح اب بھی ضوفشاں ہیں۔

سلام ہو اس دن پر جب آپ پیدا ہوئے ــــ ۲۰ صفر ۱۳۱۵ ہجری

سلام ہو اس دن پر جب آپ کی روح رحمت ایزدی کی طرف گئی ــــ ۷ صفر ۱۴۱۱ ہجری

سلام ہو اس دن پر جب آپ مومنین کے کاندھوں پر بلند ہوئے ــــ ۹ صفر ۱۴۱۱ ہجری

سلام ہو اس دن پر جب آپ اپنے عمومی کتب خانے میں قبر کے اندر اتارے گئے روز جمعہ ۹ صفر ۱۴۱۱ ہجری ۱۲ بجے قبل الظہر۔

اور خدا کے مقرب ملائکہ نے سلام کرتے ہوئے جنت کی بشارت دی۔

اور سلام ہو اس دن پر جب زندہ مبعوث ہوں گے آپ کا نامہ اعمال آپ کے داہنے ہاتھ میں ہوگا اور اپنے اجداد طاہرین کی طرف آپ کو خدا کے نزدیک حقیقی قیام گاہ کی بشارت دی

جاری ہو گی۔

آپ کے بعد لوگ آپ کی پاکیزہ روح آپ کی محبت اہل بیت (ع) آپ کے نیک افکار اور عزم و جزم سے فیض حاصل کرتے ہیں۔

آپ نے مطبوعات و مخطوطات کا علمی ذخیرہ ،علماء وطلباء کی ایک طویل جماعت ، دینی مدرسے ،امامباڑے اور وہ عمومی کتب خانہ جس کی عالم اسلام میں کوئی نظیر نہیں اپنے بعد آنے والوں کے لئے ترکہ کے طور پر چھوڑے۔

اے میرے سید و سردار خدا کی قسم میرے اور تمام چاہنے والوں کے اوپر آپ کا فراق دشوار ہے نیز یہ کتنا سخت ہے اس زمانے میں آپ کا مرثیہ پڑھا جائے۔

اے میرے سید و آقا میں وہ آخری ساعت کبھی نہیں فراموش کرسکتا جب آپ کی وفات کے دو روز قبل دوشنبہ کے دن ۸ بجے صبح آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔

میں آپ کے پاس الحاج حسین شاکری کی کتاب علی فی الکتاب والسنہ پر تقریظ لکھوانے گیا تھا جب میں نے اپنا اور مصنف کا مقدمہ نیز کتاب کی کچھ عبارتیں پڑھ کر سنائیں تو آپ نے فرمایا اس نام کے آگے نجفی لکھدو ہمیں فخر ہیکہ ہم اپنے آپ کو نجف اشرف سے منسوب کرتے ہیں پھر میری طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا تم علم وادب میں ید طولیٰ رکھتے ہو تم جانتے ہو میں محبت حضرت علی علیہ السلام میں مستغرق ہوں لیکن میری نگاہیں کمزور ہیں تم تقریظ لکھدو میں نے تقریظ لکھ دی۔

پھر آپ نے مجھے صحیفۂ سجادیہ ہدیہ کے طور پر پیش کی اور کہا اسے ہر صبح پڑھتے رہنا پھر اس کے فضائل بیان کئے اس کے پہلے آپ نے صحیفۂ سجادیہ استاد طنطاوی کے پاس بھی بھیجا تھا اور انھوں نے آپ کے پاس تحریر کیا تھا ـــــ انہ کلام دون کلام الخالق وفوق کلام المخلوق ـــــ یہ کلام خالق سے پست اور کلام مخلوق سے بالا کلام ہے۔

ہاں اے میرے سید و آقا میں نے تقریظ لکھدی جس طرح پہلے بھی لکھا کرتا تھا لیکن جب میں نے آپ کے گھر کا ارادہ کیا تو اچانک مجھے روحانی باپ کے فراق اور اس عظیم حادثے کی خبر ملی میں گھر پلٹ گیا اور زبان پر یہ جملہ جاری ہوا ــــ (یوم علی آل الرسول عظیم)

اے میرے سید و سردار چین سے سو جائیے ہم اپنے عہد کے مطابق آپ کی راہ پر اخلاص کے ساتھ گامزن ہیں - انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آپ کا غمگین فرزند

عادل علوی

یکم ربیع الاول ۱۴۱۱ ہجری

استاد علام تذکروں میں"

ہمارے سماج اور معاشرہ میں یہ عادت رہی ہیکہ اپنے درمیان کی عظیم شخصیتوں کا ذکر ان کی وفات کے بعد کرتے ہیں اور جلدی جلدی میں کچھ مختصر سے تذکرکے اس کی شخصیت کے بلند مقام کی تجلیل کے لئے شائع کرتے ہیں۔

لیکن عصر حاضر کے بعض تذکرہ نویس محققین نے علماءاور مراجع کی زندگی میں ان کے حالات لکھنے کا ایک نیاباب کھولا ہے جیسے حجۃ الاسلام سید احمد حسینی جو کثیر کتابوں کے مولف ہیں انھوں نے علماء امامیہ کا ایک تذکرہ بھی لکھا ہے جس میں زندہ اور فوت شدہ اہل علم کے تذکرے ہیں۔

انھیں بزرگ علماء میں جن کا تذکرہ ان کی زندگی میں لکھا گیا ہیں ایک استاد علام بھی ہیں اس طرح آپ کی پاکیزہ زندگی تاریخ کا جزبن گئی بعض مولفین ومورخین نے بھی اپنی کتاب میں آپ کا تذکرہ اشارے کے طور پر کیا ہے ہم چند کتابوں کے نام تحریر کرتے ہیں جس میں آپ کا ذکر ہے۔

(۱)ــــ معارف الرجال -- یہ کتاب استاذ شیخ محمد حرزالدین نجفی کی عربی زبان میں تین جلدوں پر مشتمل ہے دوسری جلد میں ص ــــ ۲۶۸ سے ص ــــ ۲۷۱ اور اسی طرح ص ــــ ۲۹۵ سے ص -- ۲۹۸ تک استاد علام کا ذکر ہے اس کے علاوہ آپ کے والد علام کے بھی حالات ذکرہیں یہ نجف اشرف سے طبع ہوئی۔

(۲) آئینہ دانشوران --- یہ فارسی زبان میں سید علی رضا ریحانی یزدی کی تحریر ہے جو ۱۳۵۴ ہجری میں

طبع ہوئی ص ۔۔۔ ۲۵ ص ۔۔۔ ۲۶ اور ص ۔۔۔ ۲۵۵ پر آپ کے حالات درج ہیں۔

(۳) ۔۔۔ زیر بنائے تمدن و علوم اسلامی ۔۔۔ یہ عقیقی بخشایشی کی تالیف ہے، قم سے طبع ہوئی ص ۔۔۔ ۱۸۰ سے ص ۔۔۔ ۱۸۴ تک آپ کے حالات ہیں۔

(۴) ۔۔۔ آثار الحجۃ یہ شیخ محمد رازی کی تالیف ہے قم سے طبع ہوئی ص ۔۔۔ ۴۶ سے ص ۔۔۔ ۵۳ تک

(۵) ۔۔۔ مجلہ جہان پزشکی ص ۔۔۔ ۶۵ سے ص ۔۔۔ ۷۰ تک

(۶) ۔۔۔ ریحانۃ الادب ۔۔ یہ شیخ محمد مدرس تبریزی کی تالیف ہے دوسری دفعہ ۸ جلدوں میں شائع ہوئی تیسری جلد میں ص ۔۔۔ ۱۲۹ سے ص ۔۔۔ ۱۲۴ تک۔

(۷) ۔۔۔ علماء معاصرین ۔۔۔ یہ جلد علی واعظی خیابانی کی تالیف ہے طہران سے ۱۲۶۶ ہجری میں شائع ہوئی ص ۔۔۔ ۲۱۷ سے ص ۔۔۔ ۲۱۹ تک۔

(۸) ۔۔۔ گنجینہ دانشمندان ۔۔۔ یہ کتاب شیخ محمد رازی کی ۸ جلدوں پر مشتمل تالیف ہے دوسری جلد میں ص ۔۔۔ ۳۷ سے ص ۔۔۔ ۵۲ اور اسی طرح ص ۔۔۔ ۲۱۵ سے ص ۔۔۔ ۲۱۹ تک

(۹) ۔۔۔ گنجینہ دانشوران ۔۔۔ تالیف شیخ رحیمی قمی ص ۔۔۔ ۱۵ ص ۔۔۔ ۱۶

(۱۰) ۔۔۔ گنجینہ آثار قم ۔۔۔ تالیف شیخ عباس فیض ص ۔۔۔ ۶۵۲ ص ۔۔۔ ۶۵۳

(۱۱) ۔۔۔ اختر تابناک ۔۔۔ تالیف شیخ ذبیح اللہ محلاتی طہران سے طبع ہوئی ص ۔۔۔ ۲۵۶

(۱۲) ۔۔۔ اعیان الشیعہ ۔۔۔ تالیف علامہ سید محسن امینی عاملی۔

اسی طرح استاد علام کی حیات اور خیر اعمال کے تذکرے، رسالے اور مجلوں میں بھی ان کی زندگی میں شائع ہوئے ہیں لیکن ان کی وفات حسرت آیات کے بعد بہت سے افراد نے رسالوں اور روزناموں میں ان کے حالات زندگی تحریر کئے جیسے مجلہ نور شمارہ ۷، ۳ ربیع الاول سنہ ۱۴۱۱ ہجری ص ۔۔۔ ۴۸ سے ۸۶ تک فاضل معاصر استاد ناصر باقری بید ھندی دام ظلہ کے قلم سے اس مجلہ میں آپ کا ذکر کیا گیا ہے۔

استاد علام کے قلم سے"

استاد علام کی کتاب الاجازہ الکبیرہ کی تصحیح و تہذیب کے آخری مرحلے میں مجھے ان کے اس زندگی نامہ پر اطلاع ملی جسے انھوں نے خود اپنے قلم سے تحریر کیا تھا میں نے اسے اپنی کتاب خورشید فقاہت میں شامل کرلیا ہے تاکہ اس کا خاتمہ خوشبو کے ہم مثل ہو۔

استاد علام نے کتاب کی نویں فصل میں تحریر کیا ہے کہ میرے بعض دوستوں اور بھائیوں نے مجھ سے میرے حالات زندگی لکھنے کی درخواست کی میں نے ان کی درخوست قبول کی لھذا بطور اختصار اپنے حالات تحریر کررہاہوں۔

میرا نام شہاب الدین محمد الحسین ابوالمعالی ہے نجفی خادم علوم ائمہ اطہار اور نساب عترت طاہرہ سے مشہور ہوں ۲۰ صفر ۱۳۱۵ ہجری صبح پنجشنبہ نجف اشرف میں میں نے ایک علمی گھرانے میں آنکھ کھولی یہی وہ پہلی زمین تھی جس کی مبارک خاک سے میرا جسم مس ہوا۔

الحاج مرزا حسین خلیلی رازی، الحاج مرزا حسین نوری، الحاج سید اسماعیل الصدر موسوی اصفہانی اور سید مرتضیٰ رضوی کشمیری ھندی قدس اللہ انفسھم الذکیہ جیسے آیات عظام اور بزرگان علم و فضل نے میرے کانوں میں اذان واقامت کہی

میرے والد علام مجھے غسل وطہارت کے بعد حرم حضرت امیرالمومنین علیہ السلام لے گئے اور مجھے ان کے مزار مقدس کا طواف کرایا۔

اپنی ۵ سال کی عمر سے میں اپنی جدہ ماجدہ فاضلہ طباطبائیہ کے نزدیک قرآن پڑھنے میں مشغول ہو گیا اور ان سے بعض ادبی کتابوں کا درس بھی لیا۔

شیخ شمس الدین عشق آبادی ۔ سید محمود معلم حسنی مرعشی اور دیگر اساتذہ سے میزان و نحو اور دوسرے علوم کے دروس حاصل کئے ۔

علامہ ادیب سید محمد کاظم خرم آبادی نحوی، شیخ مرتضیٰ طالقانی، شیخ محمد حسین اصفہانی سدہی، مرزا محمد شیرازی، مرزا آقا اصطہباناتی، شیخ حسن رشتی، شیخ عبدالحسین رشتی، مرزا علی آقا ایروانی، مرزا ابوالحسن مشکینی اور شیخ محمد حسین طہرانی جیسے آیات عظام سے فقہ واصول کے سطحی دروس حاصل کئے ۔

—— آیۃ اللہ العظمیٰ شیخ عبدالکریم حائری، آیۃ اللہ العظمیٰ آقا ضیاء الدین عراقی اور آیۃ اللہ العظمیٰ آقا رضا اصفہانی سے فقہ واصول کا درس خارج حاصل کیا۔

—— استاد شیخ مرزا محمود اہری، شیخ حیدر علی رقاع نائینی (موئف حواشی بر شرح الجغمینی) آقا حسین نجم آبادی، مرزا باقر ایروانی، یاسین علی شاہ ھندی، اور سید ہبۃ الدین شہرستانی جیسے سرمایۂ افتخار افراد سے میں نے بعض ریاضی اور دوسرے علوم کی تکمیل کی ۔

—— شیخ عبدالکریم بوشہری (موئف کتاب شش ہزار مسئلہ) جو شیراز میں مدرسہ سعادت کے موسس بھی ہیں، آقا محمد محلاتی (موئف کتاب گفتار خوش یارقلی) اور شیخ محمد منجم جیسے حضرات سے میں نے حساب، ھندسہ اور دوسرے علوم حاصل کئے ۔

شیخ محمد حسین بن خلیل شیرازی، والد علام اور جن لوگوں نے مجھے اپنی آغوش تربیت میں پروان چڑھایا ان سے علم تفسیر کے رموز واسرار حاصل کئے ۔

علامہ سید ابراہیم راوی، شیخ نور الدین شافعی، علامہ سید احمد آقا شوستری اور علامہ الحاج مرزا فرج اللہ تبریزی سے علم تجوید و قرائت کے گہرے مفہوم سیکھے، والد علام، سید مھدی اور سید رضا سے علم نسب سیکھا

—— ڈاکٹر علیخان عندلیب زادہ سے مسالک، ممالک اور جغرافیہ پڑھا۔

—مرزا طاہر تنکابنی، اور الحاج ملا علی محمد نجف آبادی سے، علم کلام و فلسفہ پڑھا

—خدا ان سب کو جزائے خیر دے اور مجھے ان کے حق کے پرداخت کی توفیق عنایت کرے۔

—بعض علماء اہل سنت اور علماء زیدیہ سے میں نے ان کی فقہ کی تعلیم میں شرف تلمذ حاصل کیا۔جن میں شیخ نور الدین شافعی سے علم تجوید اور تلاوت قرآن کریم کے اسرار سیکھے، سید علی خطیب نجف اشرف سے صحیح بخاری کا ایک ثلث شیخ عبد السلام کردستانی سے صحیح مسلم اور سید عبد الوہاب نجفی مفتی کربلاء سے شمائل ترمذی پڑھی۔

—ائمہ زیدیہ سے صحیفہ علی بن موسیٰ الرضا اور امالی ابو الحسن ہارونی پڑھی۔

—علامہ سید جمال الدین احمد حسینی زیدی سے النفحۃ العنبریۃ فی سلالۃ خیر البریۃ پڑھی جو اصل کے اعتبار سے یمنی ہیں، یہ عراق سیر وسیاحت کی غرض سے تشریف لائے تھے مشہد کاظمیہ کاظمیہ میں ان کا انتقال ہوا اور وہیں دفن ہوئے۔

نجف اشرف میں اپنے قیام کے دوران حرم حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے توسل کرتے ہوئے میں نے مختلف صاحبان علوم وفنون سے بہت کچھ استفادہ کیا۔

۱۳۲۹ ہجری میں سامرا گیا اور وہیں سکونت اختیار کرلی، وہاں میں باہمی میل جول اور اپنوں سے رو گرداں رہتے ہوئے پروردگار سے لو لگا کر ایک مدت تک علوم کی تحصیل میں مشغول رہا، اس بلند وبالا مقام اور مقدس روضے کی برکتوں سے میں نے بہت کچھ استفادہ کیا، جسے زبان قلم بیان کرنے سے عاجز ہے اس کے بعد میں کاظمین گیا اور وہاں توسل کیا، کاظمین میں اپنے قیام کے دوران میں نے آیۃ اللہ سید حسن صدر سے علم رجال، درایہ اور فقہ کے دروس حاصل کئے۔

آیۃ اللہ شیخ مہدی خالصی سے اصول اور سید ابراہیم راوی شافعی بغدادی (جو بغداد میں جامعہ سید سلطان علی کے مدرس ہیں) سے تفسیر اور حدیث عامہ کے دروس حاصل کئے۔

پھر میں ۱۳۴۲ ہجری میں زیارت امام رضا (ع) کے ارادے سے ایران آیا طہران میں تقریباً ایک سال تک آیۃ اللہ شیخ عبد النبی آیۃ اللہ شیخ آقا حسین نجفی آبادی جیسے آفتاب علم سے کسب فیض کیا پھر میں نجف اشرف لوٹ آیا اپنے وظائف میں مستقل طور پر مصروف ہو گیا۔

۱۳۴۳ ہجری میں حضرت فاطمہ معصومہ (ع) بنت موسیٰ بن جعفر کی زیارت کے لئے قم آیا اور یہیں مقیم ہو گیا اس کے باب سے میں نے پناہ طلب کی۔ اس کے حضور توسل کیا، ان کے کرم کے ذریعہ پناہ مانگی۔

ایسا کیوں نہ ہو فاطمہ معصومہ (ع) ایسے خاندان سے تعلق رکھتی ہیں جنھیں عظمت وبزرگی کا لباس پہنایا گیا ہے آثار امامت جنکی پیشانی پر چمک رہے ہیں جس نے بھی ان سے توسل کیا اور پناہ کا خواستگار ہوا اسے اس دنیا میں کبھی ناکامی نصیب نہیں ہوئی۔

قسمت خدا سے مجھے ۱۳۵۰ ھ میں حضرت شاہ چراغ کی زیارت نصیب ہوئی جو اپنے بھائی محمد عابد کے ساتھ شیراز میں دفن ہیں یہ دونوں حضرات امام موسیٰ کاظم کے فرزند اور امام علی رضا علیہ السلام کے بھائی ہیں۔

۱۳۵۴ ہجری میں حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہوا اور آستانہ مقدسہ کا بوسہ لیا۔ بہت سے لوگوں نے اس سفر میں میرے اوپر احسانات بھی کئے۔

قم مقدسہ میں اپنے قیام کے دوران میں نے اراک، ہمدان، بوشہر، زنجان، تبریز، شاہرود، سبزوار، قزوین، اصفہان، نیشاپور، شیراز، ابھر، میانج اور دوسرے شہروں کے سفر کیئے جہاں میں نے صاحبان علم وفضل سے ملاقات کی جن سے میں نے خود بھی فائدہ حاصل کیا اور انھیں بھی میں نے فائدہ پہونچایا۔

میری طبیعت کی جولانی اور روحانی قلم نے فقہ واصول حدیث و کلام، ادب و تاریخ، رجال وانساب، ریاضی اور دوسرے علوم میں نایاب کتابیں تحریر کی ہے جن میں سب سے اہم

مشجرات الهاشمیین ہے جسے مشجرات آل رسول اللہ الا کرم بھی کہتے ہیں۔

یہ میر اوہ قیمتی ذخیرہ ہے جسے میں نے اپنے فقر وفاقہ اور تنگدستی کے زمانے میں جمع کیا تھا میں نے اس میں سادات کرام کے نسب بیان کئے ہیں جو کسی اور کتاب میں نہیں ہیں۔

نیز میں نے اس کتاب میں اپنے والد علام، شیخ محمد مہدی غریفی بحرانی اور ان کے برادر سید محمد رضا کی طرف سے اپنے مسموعات ومرویات بیان کر دیئے ہیں۔

(۱)___ مصباح الهدایة --- یہ کفایہ پر حاشیہ ہے۔

(۲)___ مسارح الافکار فی حل مطارح الانظار --- یہ شیخ انصاری کی تقریرات پر حاشیہ ہے۔

(۳)___ سادات طغرود کے نسب کے بارے میں ایک رسالہ۔

(۴)___ تعلیقہ --- یہ کتاب احقاق الحق پر آپ کا تعلیقہ ہے جس میں ہمارے اور دوسروں کے درمیان فقہ واصول کے اختلافی مسائل کے سلسلے میں علماء شیعہ کے مدارک بیان کئے گئے ہیں۔

یہ تعلیقہ کئی جلدوں میں ہے جس کے مطالعہ سے عقل حیران ہو جاتی ہے۔

(۵)___ تعلیقہ بر عمدة الطالب --- یہ سادات علوی اور خاص طور سے ان لوگوں کے حالات زندگی پر مشتمل ہے جن کا ذکر اسانید روایت میں ہوا ہے میں نے اس کی جمع آوری میں کافی مشقتیں برداشت کی ہیں اس کا مطالعہ کرنے والے بہت سے ایسے افراد سے آگاہ ہوں گے جن کی طرف اسناد کیا گیا ہے اور جن سے روایت کی گئی ہے اور رجال کی کتابوں میں جن کا ذکر مدح اور قدح سے نہیں ہوا ہے، شنیدہ کے بود مانند دیدہ خداوند عالم مجھے اس کے اتمام اور تدوین کی توفیق دے۔

(۶)___ مزارات العلویین --- اس کتاب میں ساری دنیا کے سادات کرام کی قبروں کا تذکرہ ہے میں نے اسکی تالیف میں بہت مشقتیں برداشت کی ہیں یہ اپنے موضوع کے اعتبار سے نایاب ہے

(۷)___ طبقات النسابین --- یہ دو جلدوں میں ہے جس میں پہلی صدی سے عصر حاضر تک کے علماء

کانسب بیان کیا گیا ہے۔ یہ کتاب اپنے باب میں یگانہ ہے۔

(۸)___ رسالہ --- ایک رسالہ فقہی اصطلاحات پر مشتمل لغت کے طرز پر لکھا ہے۔

(۹)___ جذب القلوب الی دیار المحبوب۔

(۱۰)___ کشکول --- یہ چند جلدوں میں ہے۔

(۱۱)___ تعلیقہ بر فرائد الاصول۔

(۱۲)___ تعلیقہ بر قوانین

(۱۳ تعلیقہ بر شرح لمعہ۔

(۱۴)___ تعلیقہ بر حاشیہ ملا عبداللہ در منطق۔

(۱۵)___ تعلیقہ بر مطول جس کا نام میں نے المعول فی امر المطول رکھا ہے۔

(۱۶)___ تعلیقہ بر نخبۃ المقال (علامہ حسین بروجردی کی کتاب ہے یہ تعلیقہ متن کے ساتھ شائع ہوا ہے)

(۱۷)___ سجع البلابل --- یہ کتاب صاحب وسائل کے حالات زندگی پر مشتمل ہے اثبات الھداۃ کے ساتھ طبع ہو چکی ہے۔

(۱۸)___ اللیالی الثمینہ --- یہ کتاب علامہ علی، سلطان محمد خدابندہ، علامہ قاضی نوراللہ شوستری اور دوسرے علماء کے حالات زندگی کے بارے میں ہے یہ کتاب احقاق الحق کی پہلی جلد کے ساتھ شائع ہوئی

(۱۹)___ ایک رسالہ علامہ ابن فتال نیشابوری صاحب کتاب روضۃ الواعظین کے حالات پر مشتمل ہے جو اسی روضۃ الواعظین کے ساتھ طبع ہوا۔

(۲۰)___ مفرج الکروب --- یہ رسالہ صاحب ارشاد القلوب علامہ شیخ حسن الدیلمی کے حالات زندگی پر لکھا گیا ہے جو کتاب کے ترجمے کے ساتھ آخر میں شائع ہوا۔

(۲۱) رسالہ در سیر و سلوک

(۲۲) رسالہ در علم جفر

(۲۳) صاحب النفحۃ العنبریہ سید ابوالفضل یمانی کے حالات پر ایک رسالہ

(۲۴) کتاب در نفی تحریف قرآن

اس کے علاوہ اور بھی رسالے، متون، حواشی تحریر کئے ہیں میں خدا کے فضل عمیم سے لو لگائے ہوں وہ مجھے یقیناً اس کی بہترین جزا دے گا

میرے حلقۂ درس سے فقہ و اصول تفسیر و کلام نیز دوسرے علوم میں ہزاروں علماء پیدا ہوئے ہیں جن میں اکثر حضرات سے میں راضی ہوں کم ہی ایسے ہیں جن پر شیطان نے تسلط اختیار کر کے انھیں ذکر خدا سے بھلا دیا ہے جس کے سبب وہ روحانی لباس سے کنارہ کش ہو گئے ــــ والسلام

نظم

مختصر اس کی سمجھئے عز و شانِ اجتہاد وہ تھا چرخ دیں پہ مہر ضو فشانِ اجتہاد

ٹوٹ کر برسا تھا اس پہ ابر نیسان نجف وہ زمین علم پر تھا آسمان اجتہاد

تشنگان علم پڑھتے تھے نماز آگہی وہ دیا کرتا تھا منبر سے اذان اجتہاد

انفرادی شان رکھتا تھا فنِ تدریس میں جس میں جوہر مل گیا دیدی زبان اجتہاد

اب کدھر جائیں کہ بڑھتی جا رہی ہے تشنگی

فہم تھا ساحل وہ تھا بحرِ بیکرانِ اجتہاد

اصغر اعجاز قائمی

مرحوم آیت‌الله سیّد شمس‌الدین محمود مرعشی نجفی (ره)
پدر آیت‌الله‌العظمی مرعشی نجفی (ره)

مرحوم آیت‌الله سیّد علی، معروف به سیّد الحکماء و سیّد الاطباء، جدّ آیت‌الله‌العظمی مرعشی نجفی (ره)

مرحوم آیت‌الله سیّد علی، سیّد الحکماء مرعشی همراه با سه تن از فرزندان
و چندین تن از نوادگان خود

در ۳۰ سالگی در شهر مقدّس قم، ۱۳۴۵ قمری

در ۴۰ سالگی

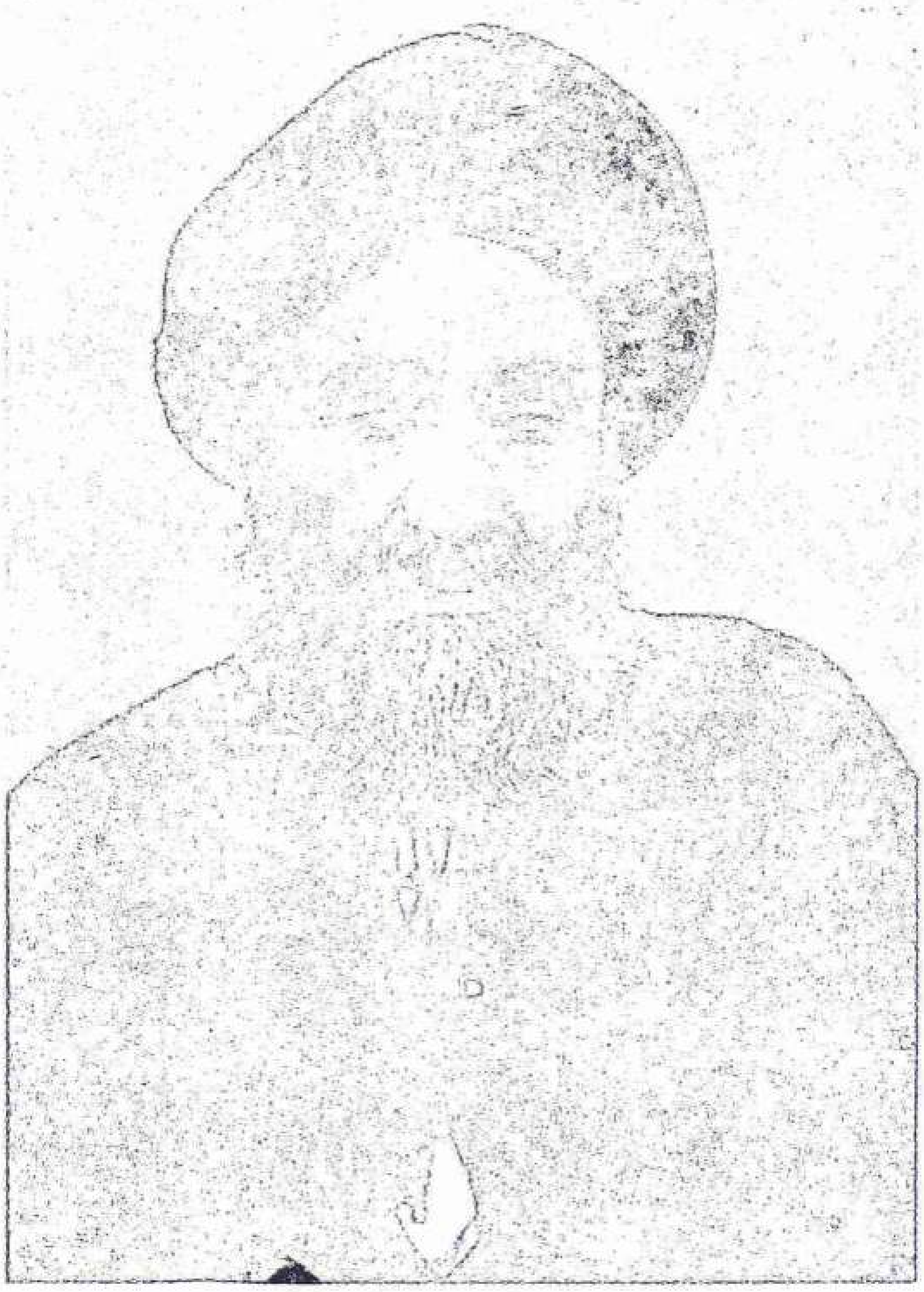

در ۶۰ سالگی

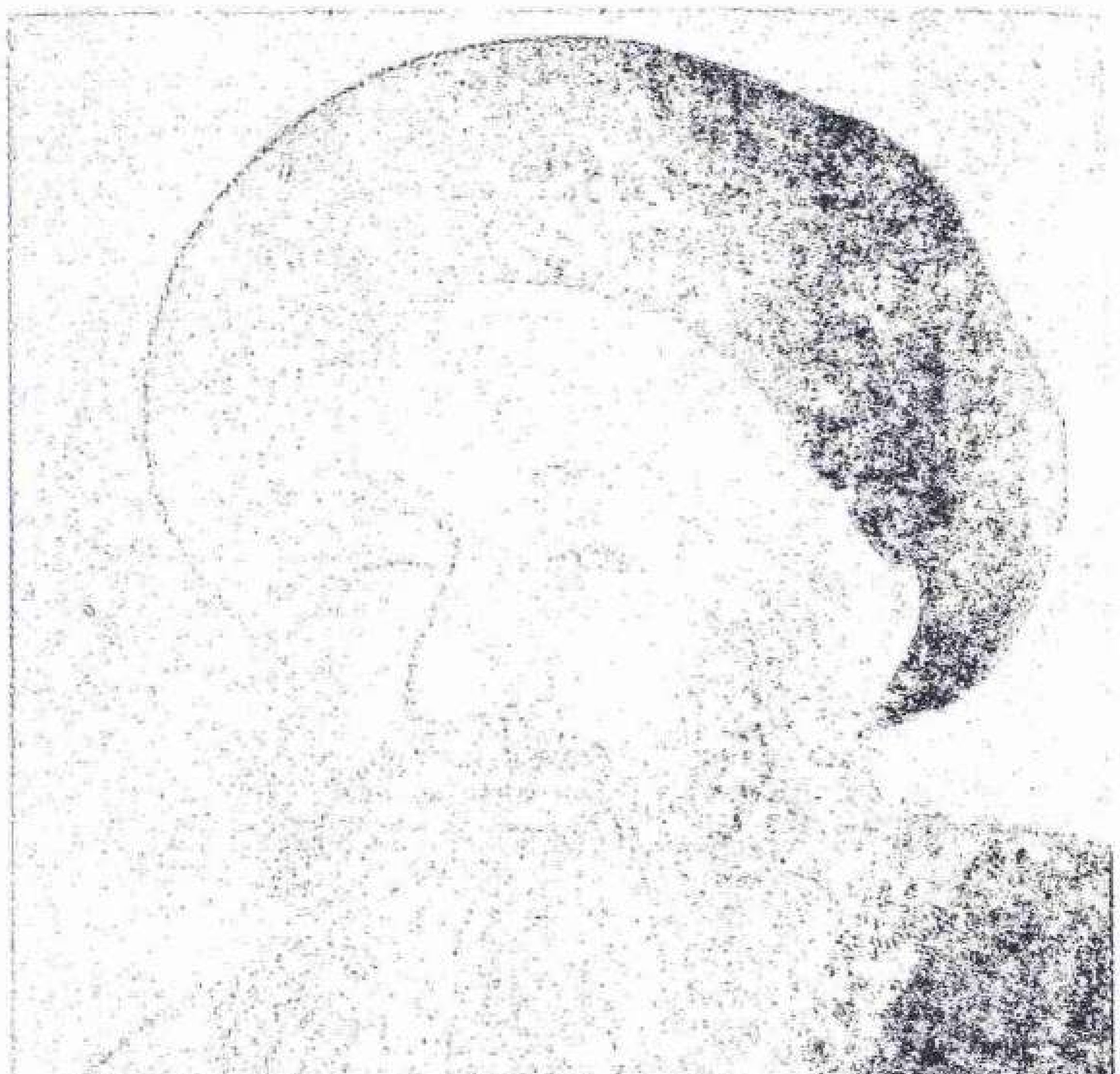

در ۷۵ سالگی

در ۷۰ سالگی

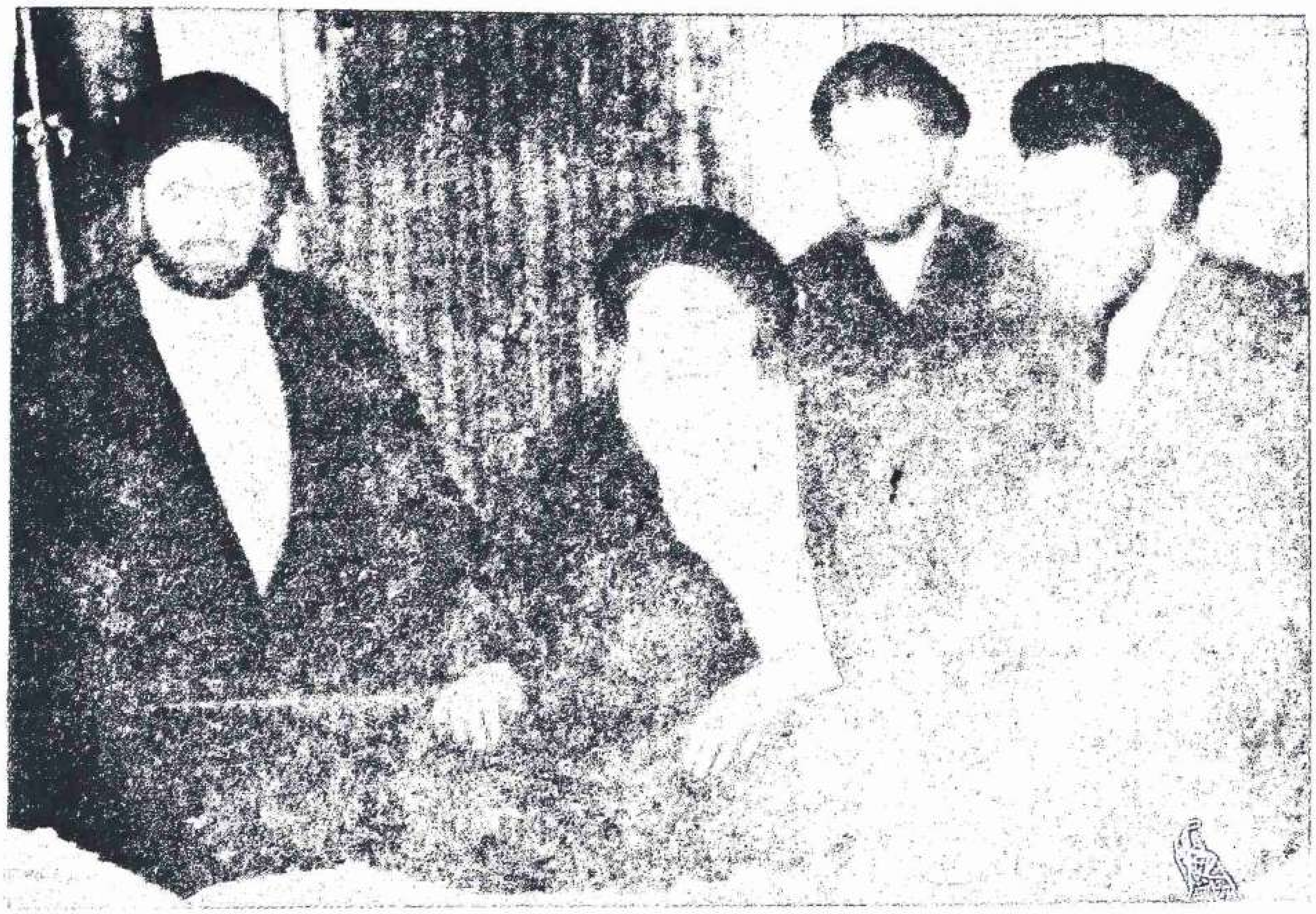

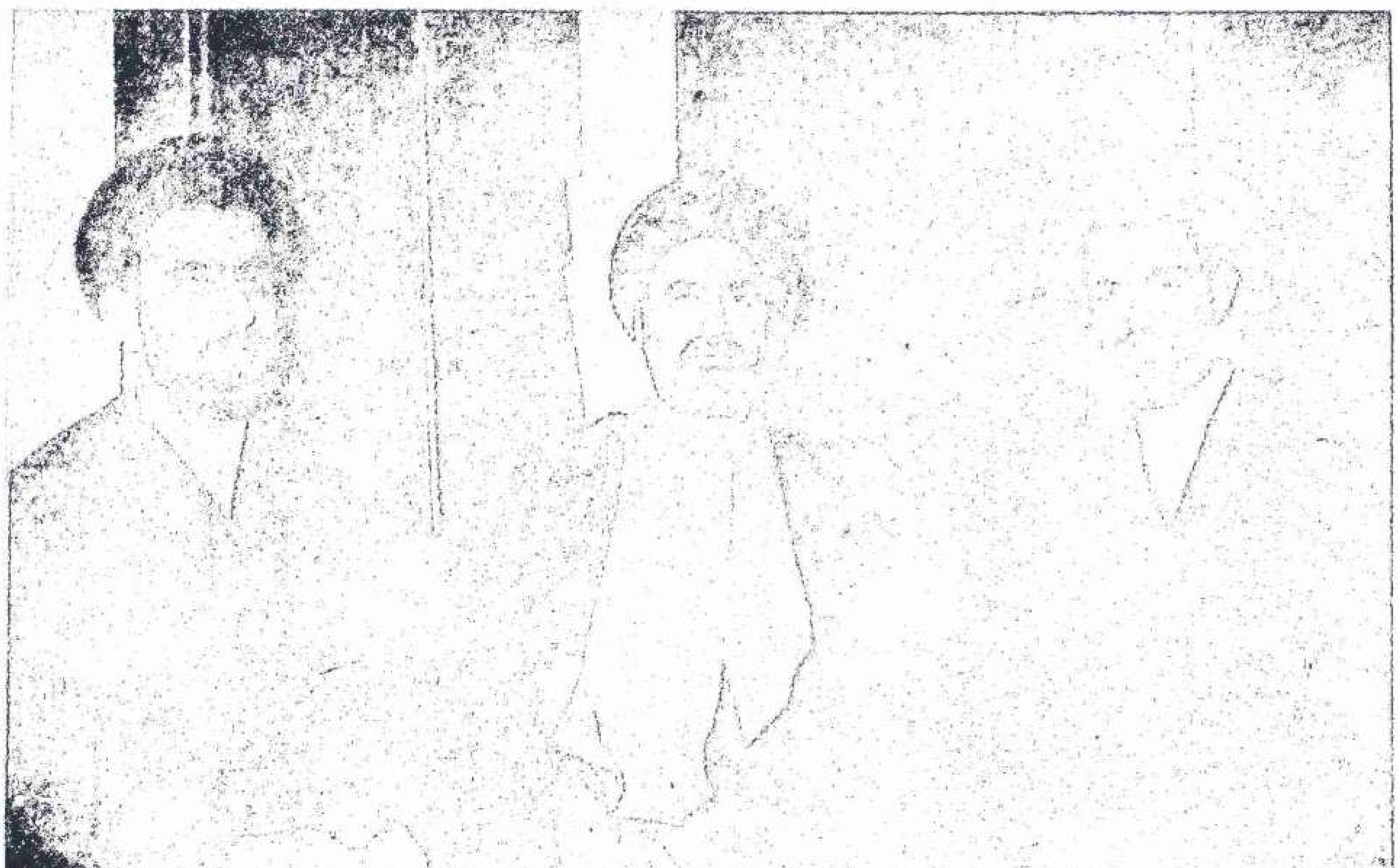

بالا : آیت‌الله‌العظمی مرعشی نجفی (ره) همراه با سه تن از فرزندان

پایین : سه تن از فرزندان آیت‌الله‌العظمی مرعشی نجفی (ره). از چپ به راست :

حجج اسلام حاج سیّد امیر حسین ، حاج سیّد محمود و حاج سیّد محمّدجواد مرعشی

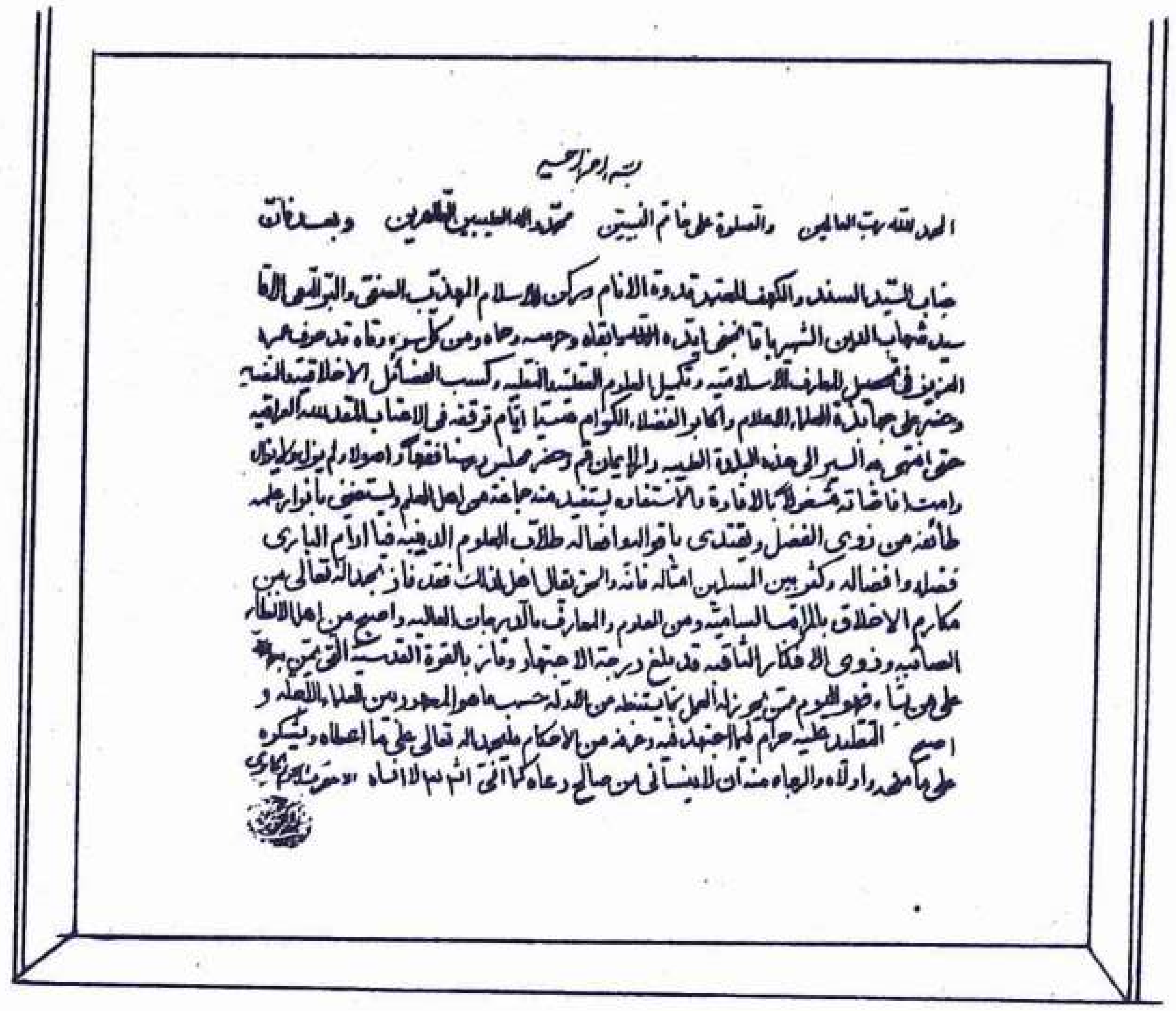

تأييد اجتهاد سيدنا الأستاذ من قبل آية الله العظمى
الشيخ عبد الكريم الحائري مؤسس الحوزة العلمية في قم

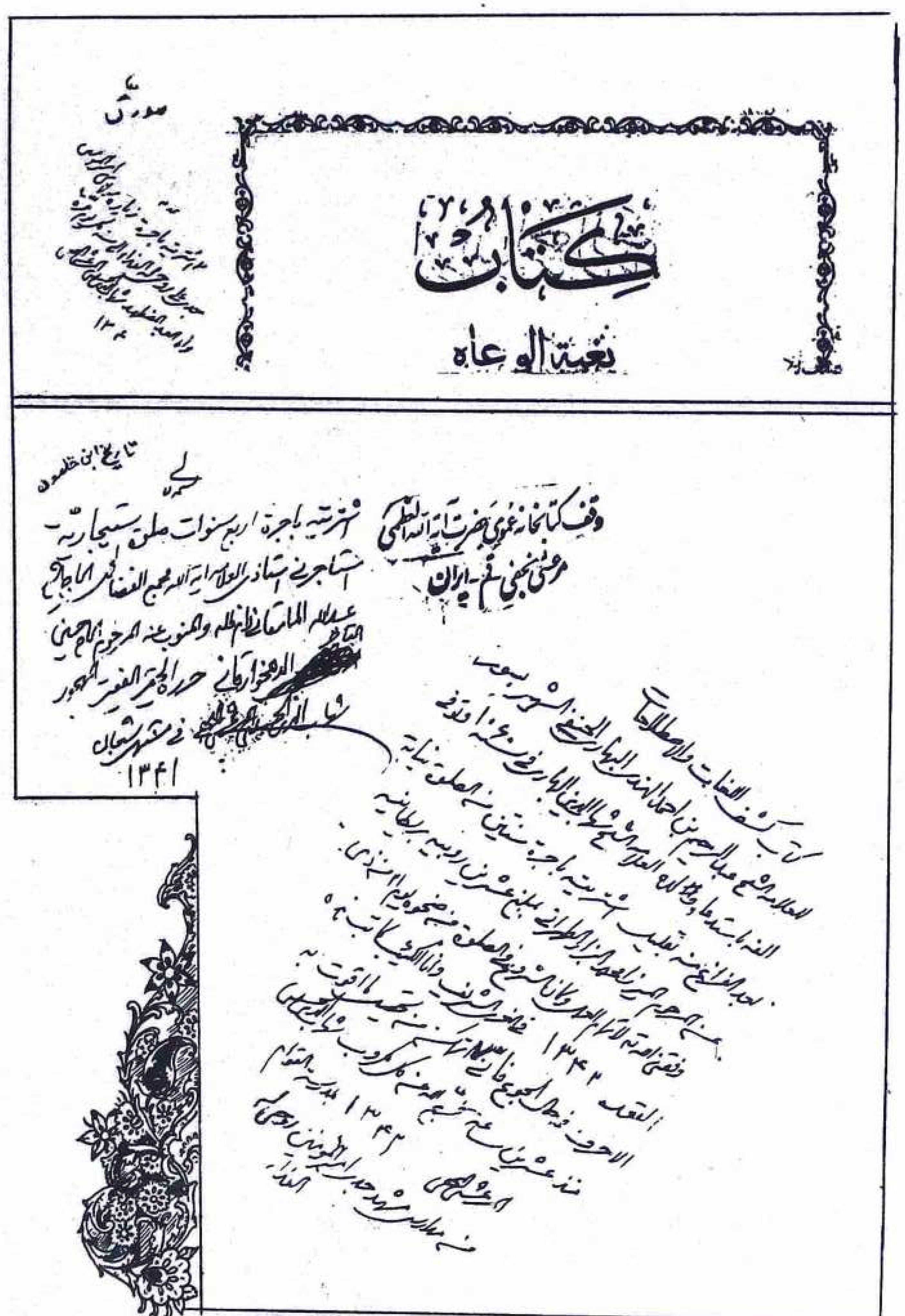

نماذج من خط سيدنا قبل سبعين سنة
سنة ١٣٤١ هـ ق.

هنگام زیارت در حرم مطهّر حضرت معصومه (س)

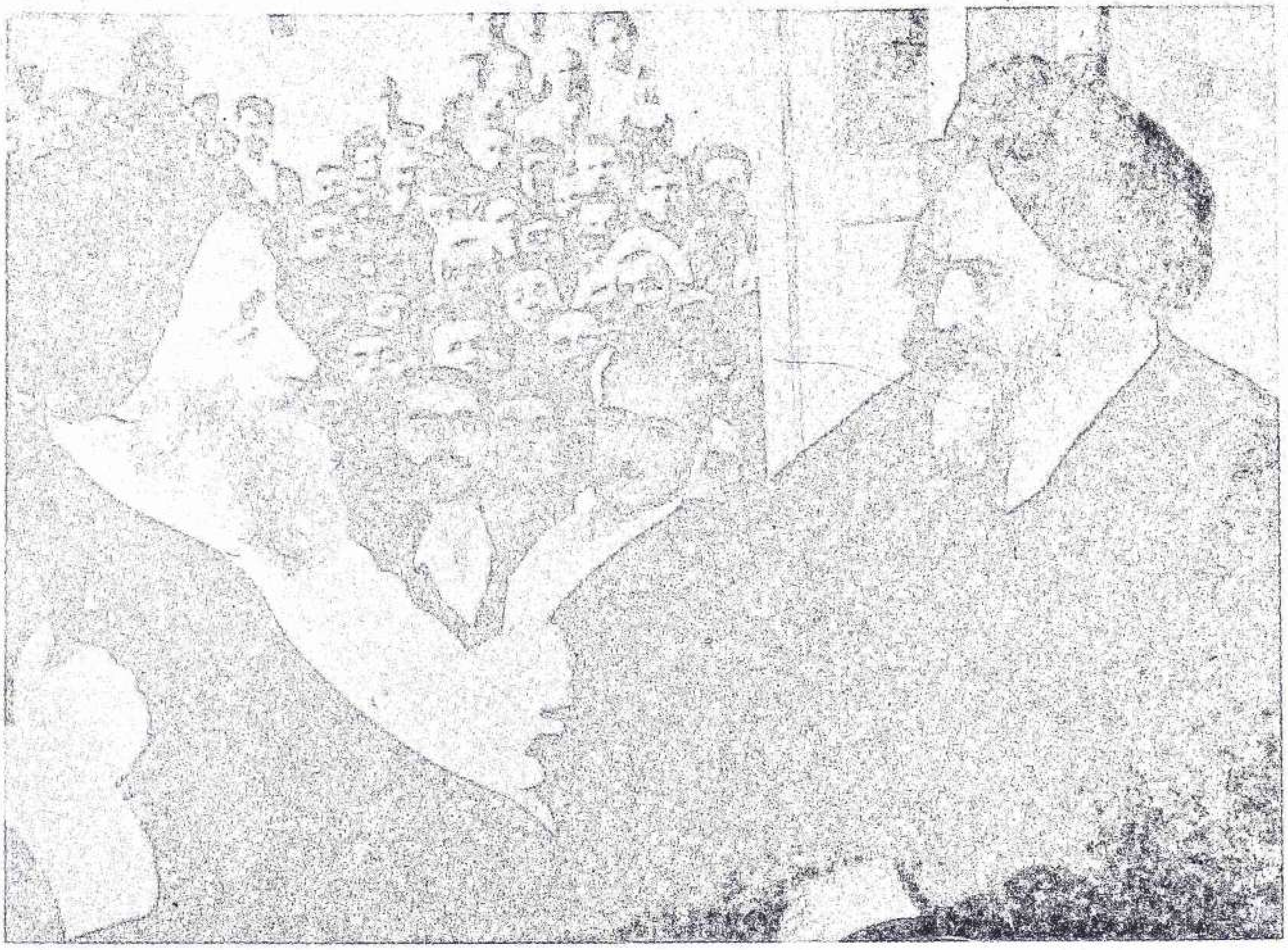

امام خمینی (ره) و آیت‌الله‌العظمی مرعشی نجفی (ره) در بیت امام، قم، سال ۱۳۴۲ شمسی

امام خمینی (ره) و آیت‌الله‌العظمی مرعشیِ نجفی (ره) و مرحوم آیت‌الله شهید حاج آقا مصطفی خمینی در قم
سال ۱۳۴۲ شمسی

در یکی از بیمارستانهای تهران، تابستان ۱۳۶۸ شمسی

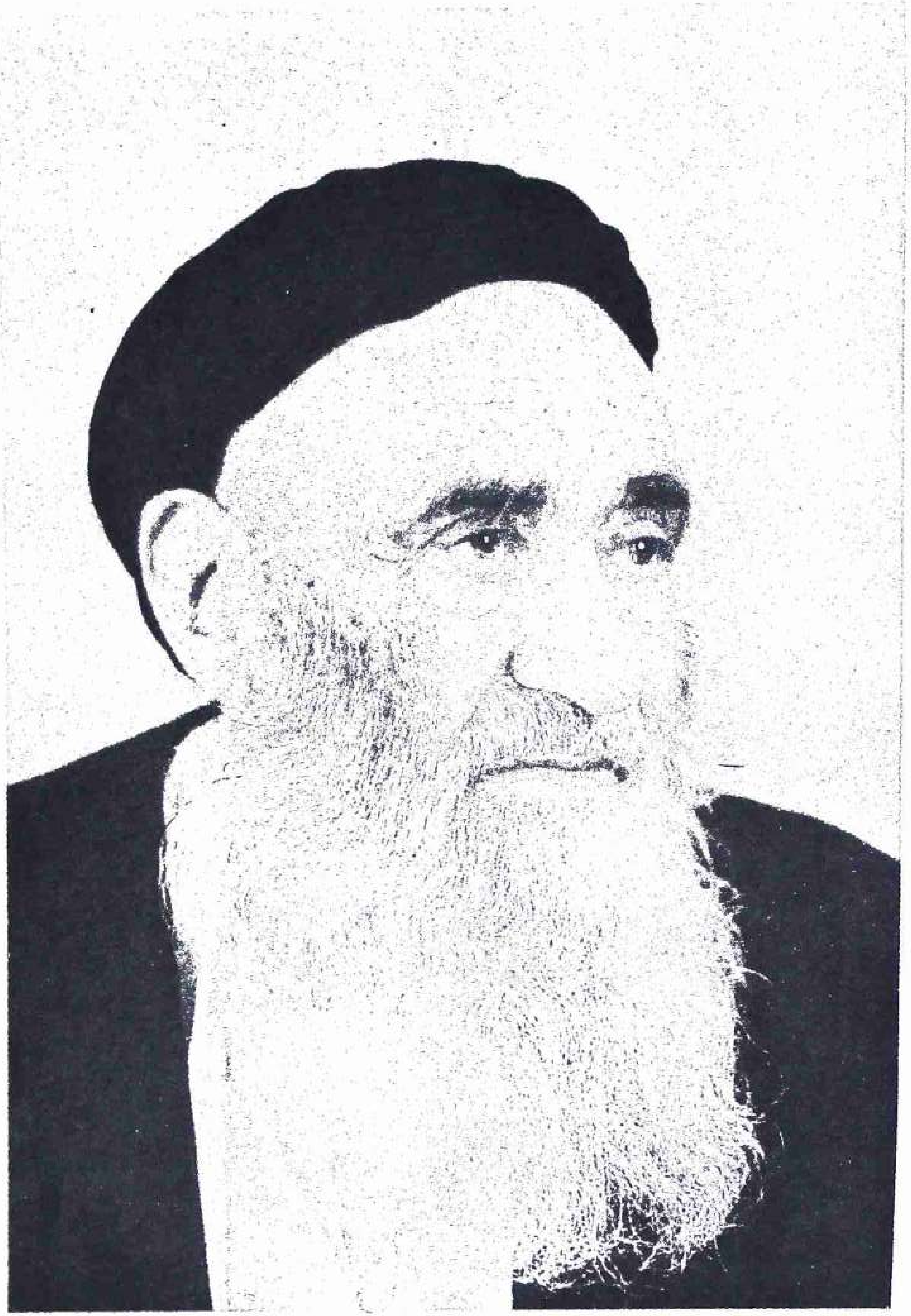

پیش از اقامهٔ نماز جماعت در صحن مطهّر حضرت معصومه (س)

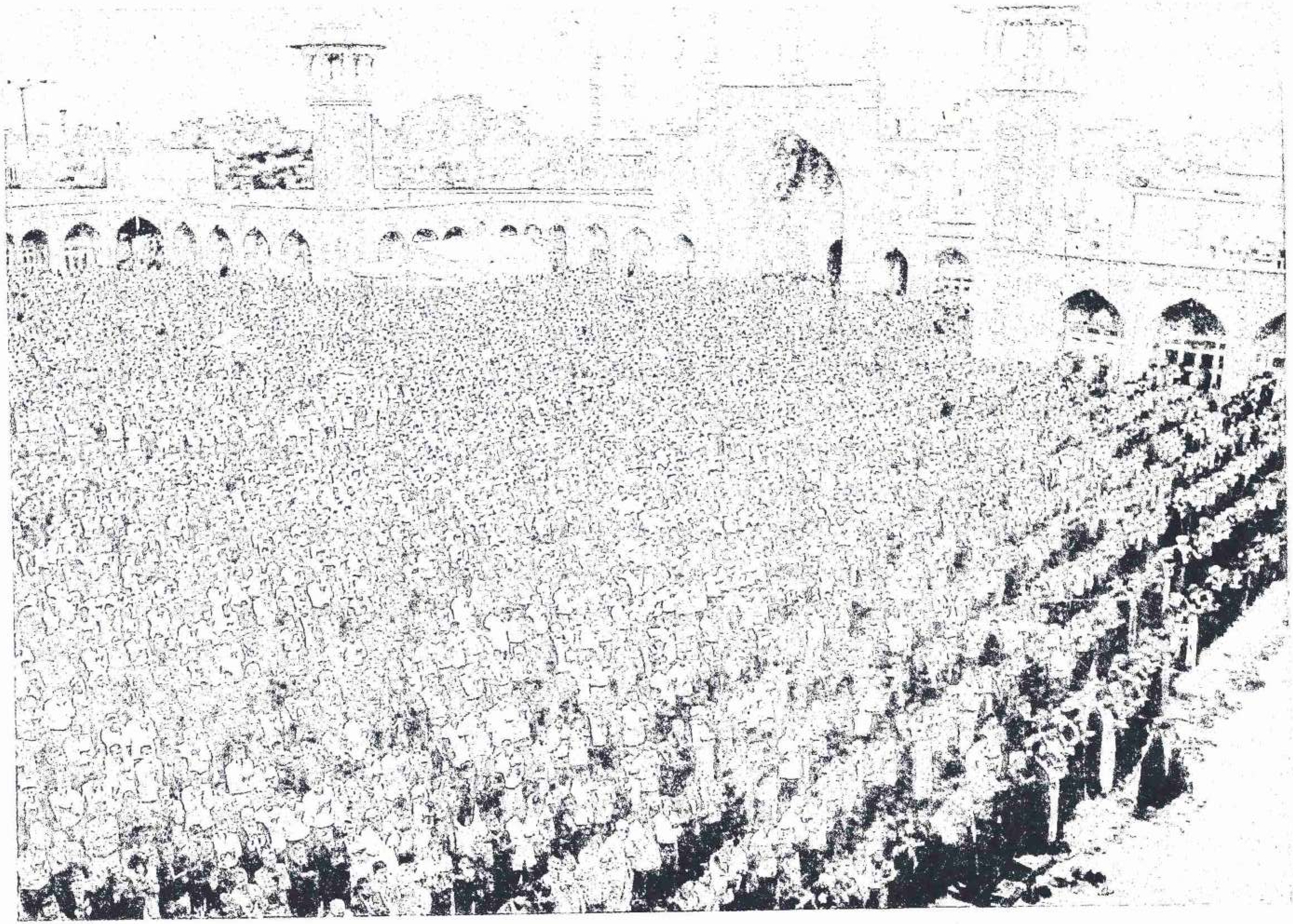

نماز با شکوه عید سعید فطر در صحن مطهّر حضرت معصومه (س)، سال ۱۴۰۶ قمری

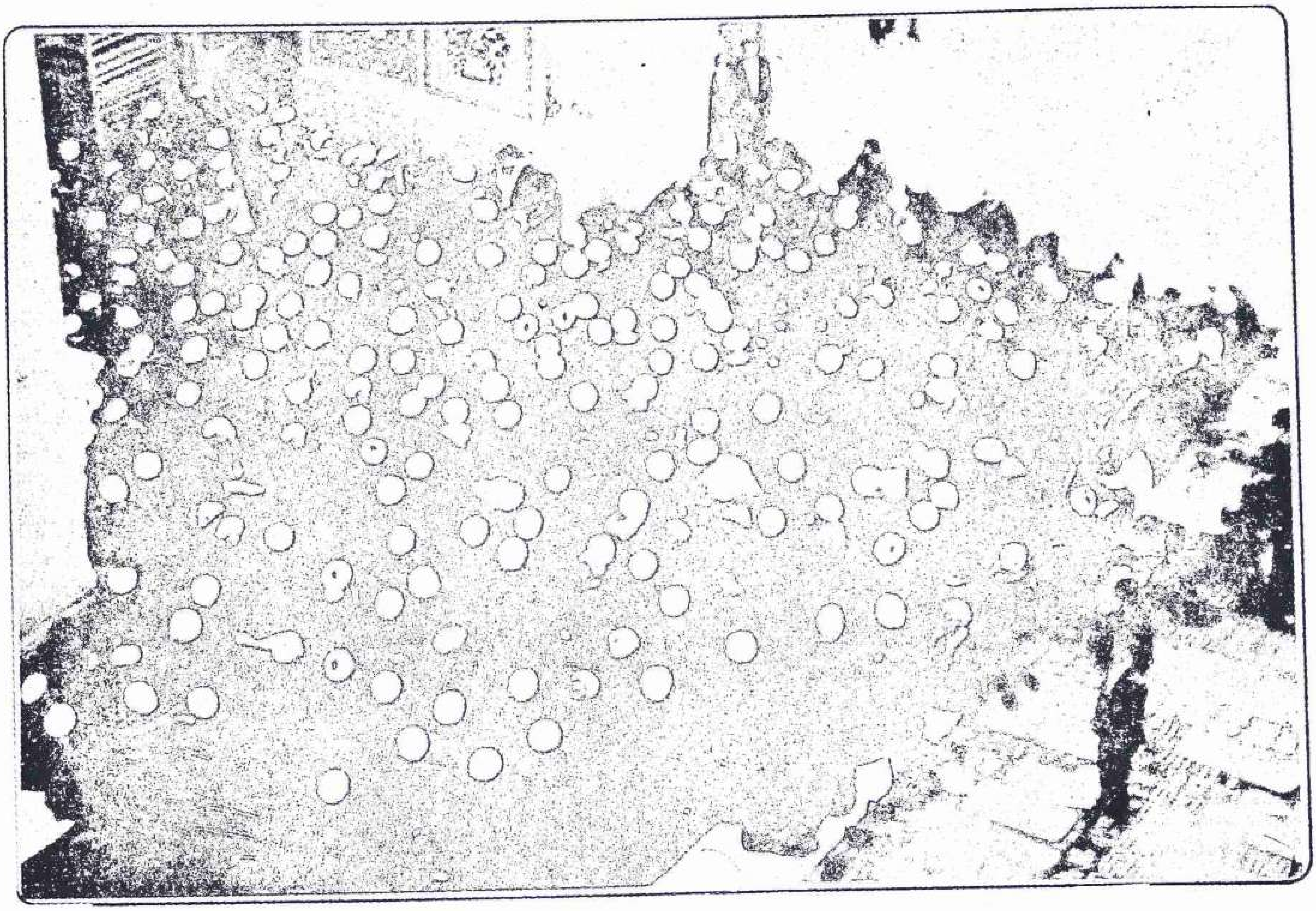

جلسهٔ درس خارج فقه در صحن مطهر حضرت معصومه(س)، ۱۳۸۳ قمری

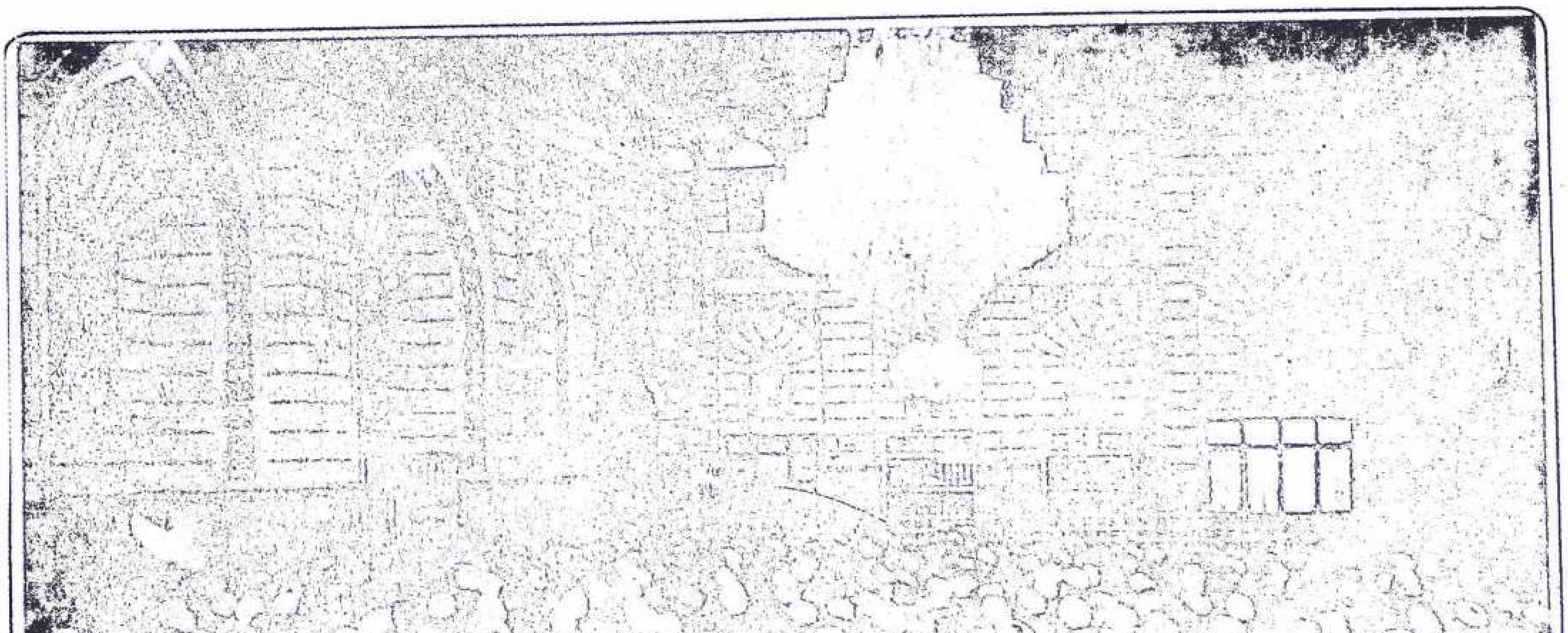

جلسهٔ درس دیگری در مسجد بالاسر حرم مطهر حضرت معصومه(س)، ۱۴۰۶ قمری

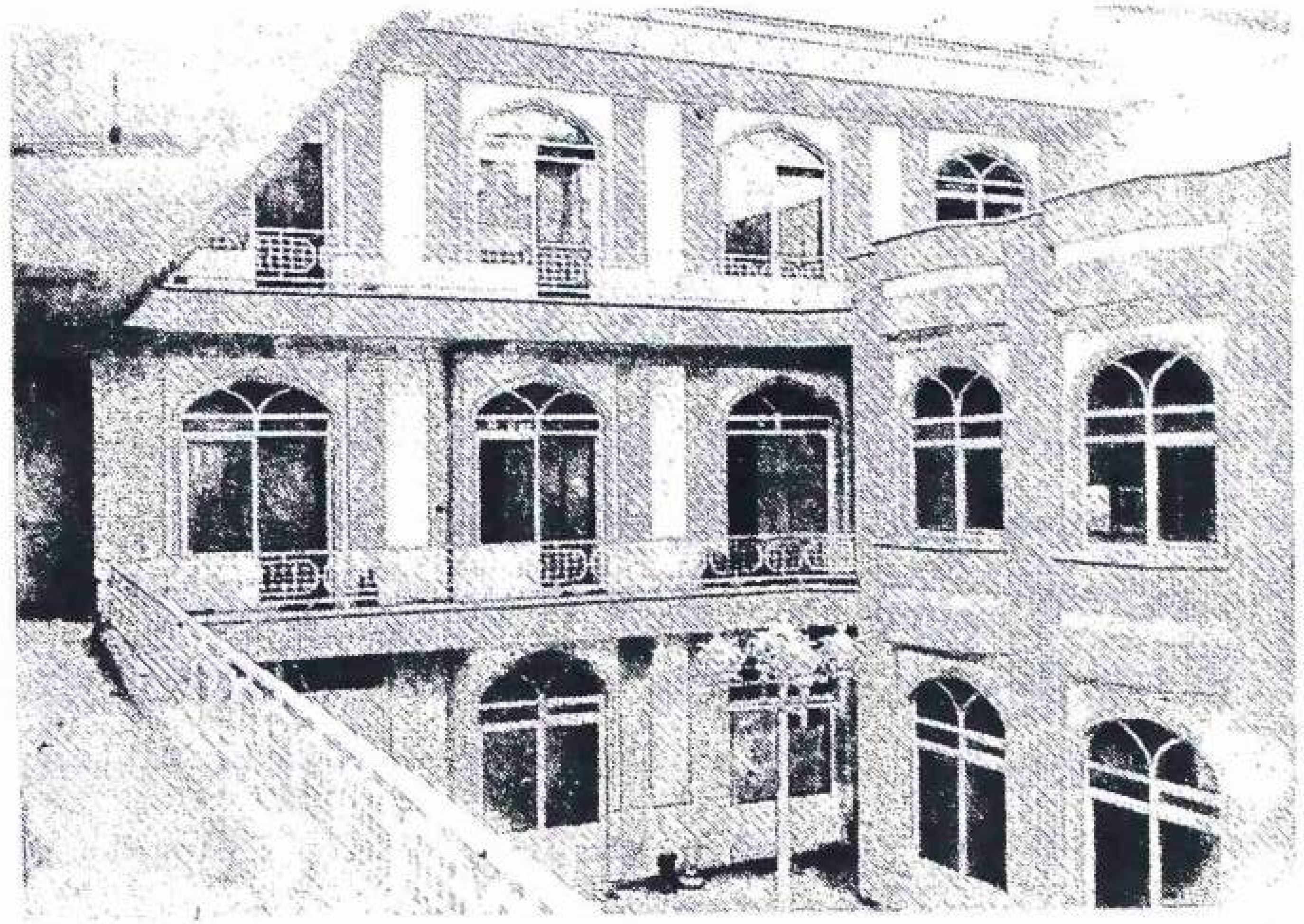

مدرسهٔ علمیهٔ شهابیه، واقع در خیابان امام خمینی قم

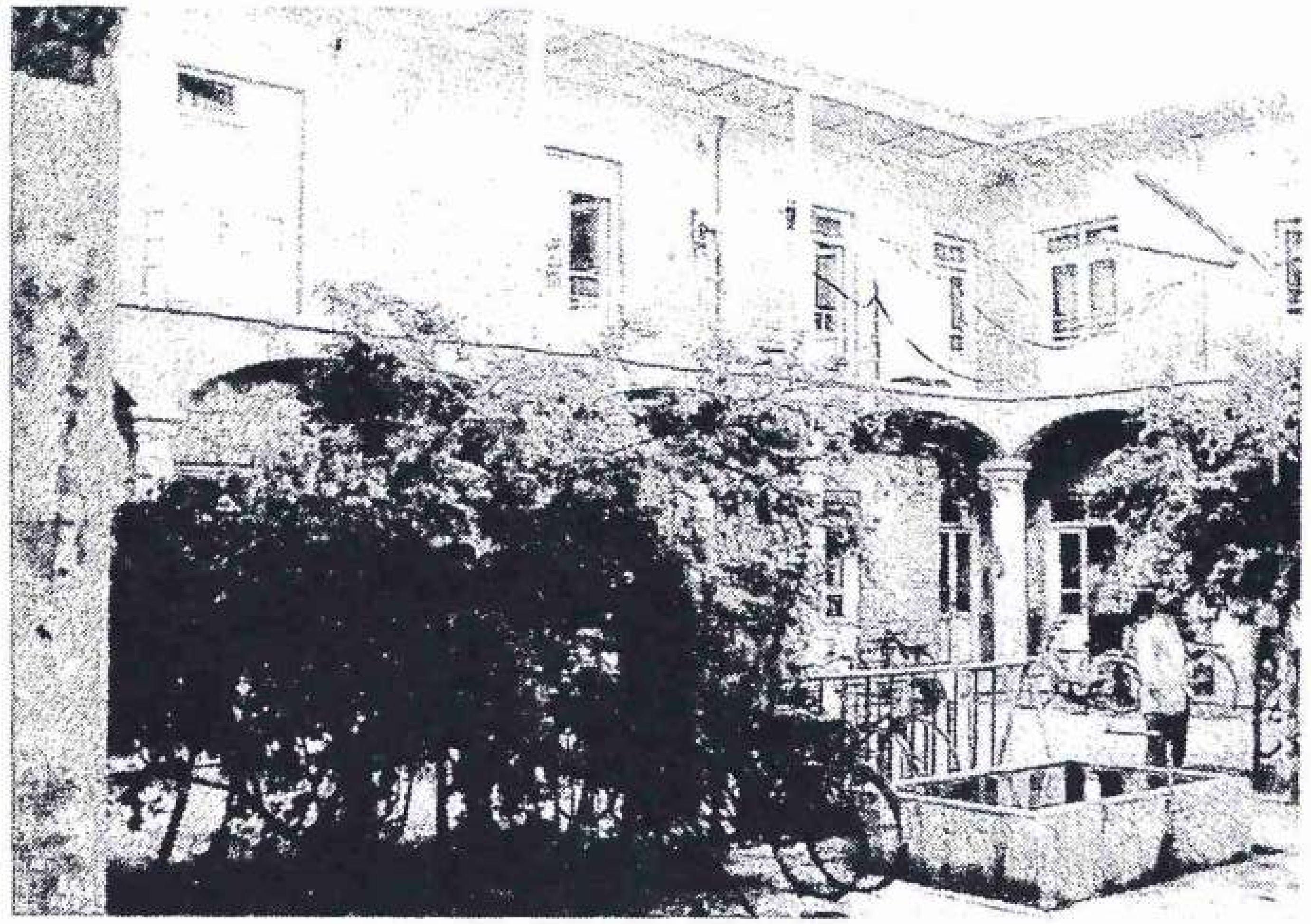

مدرسهٔ علمیهٔ مهدیه، واقع در خیابان باجک قم

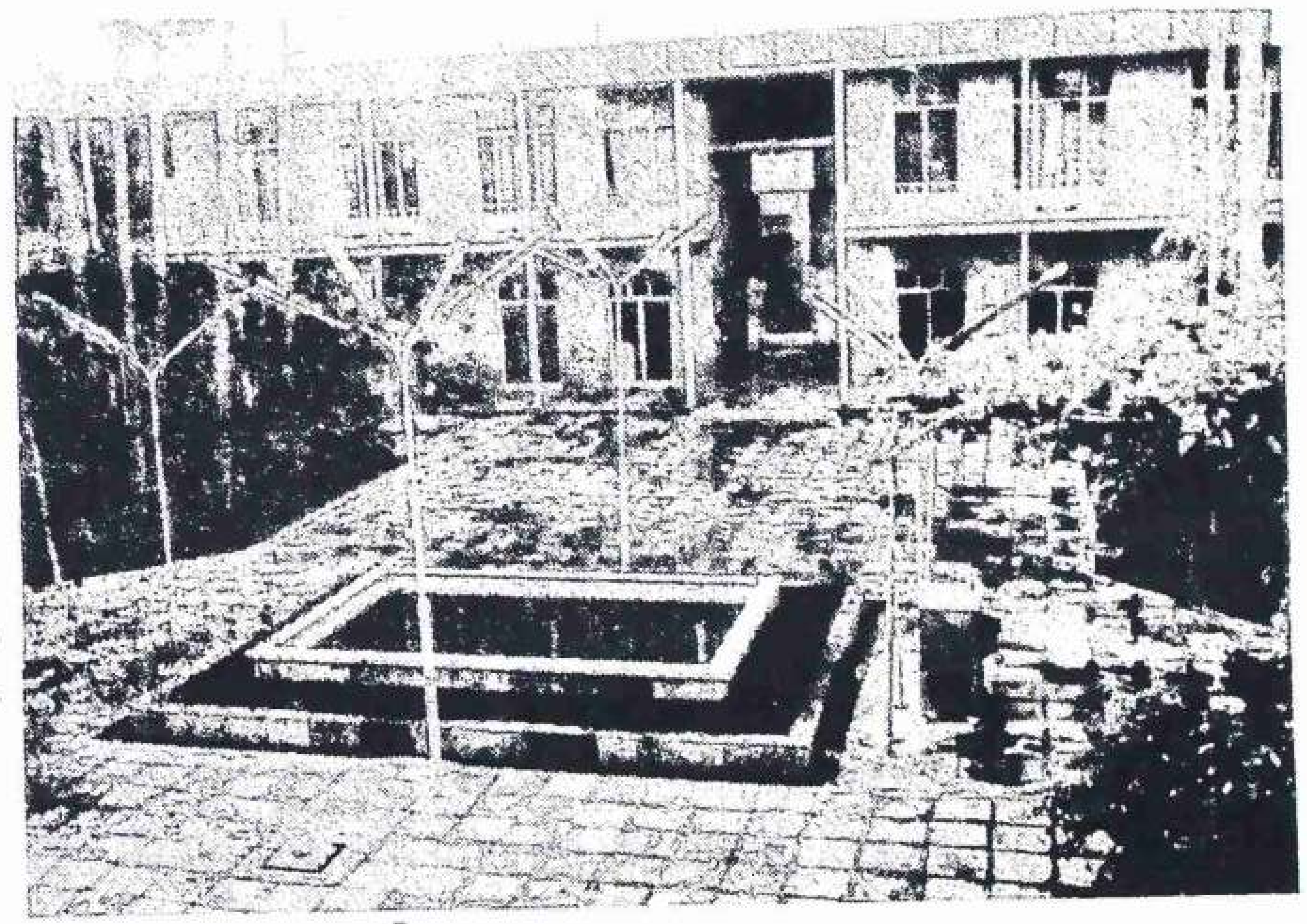

مدرسهٔ علمیهٔ مؤمنیه، واقع در خیابان چهارمردان قم

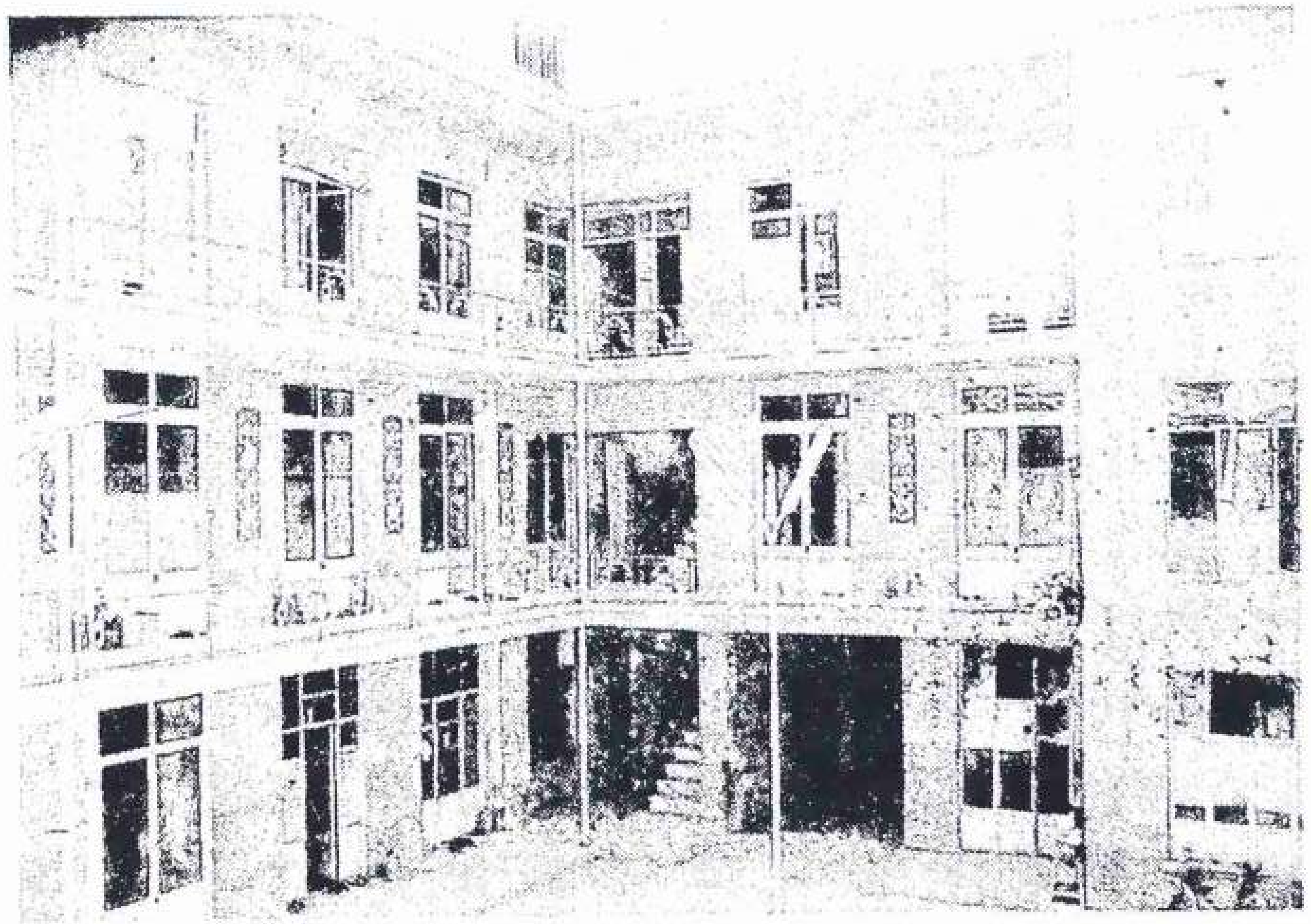

مدرسهٔ علمیهٔ مرعشیه، واقع در خیابان آیت‌الله‌العظمی مرعشی نجفی قم

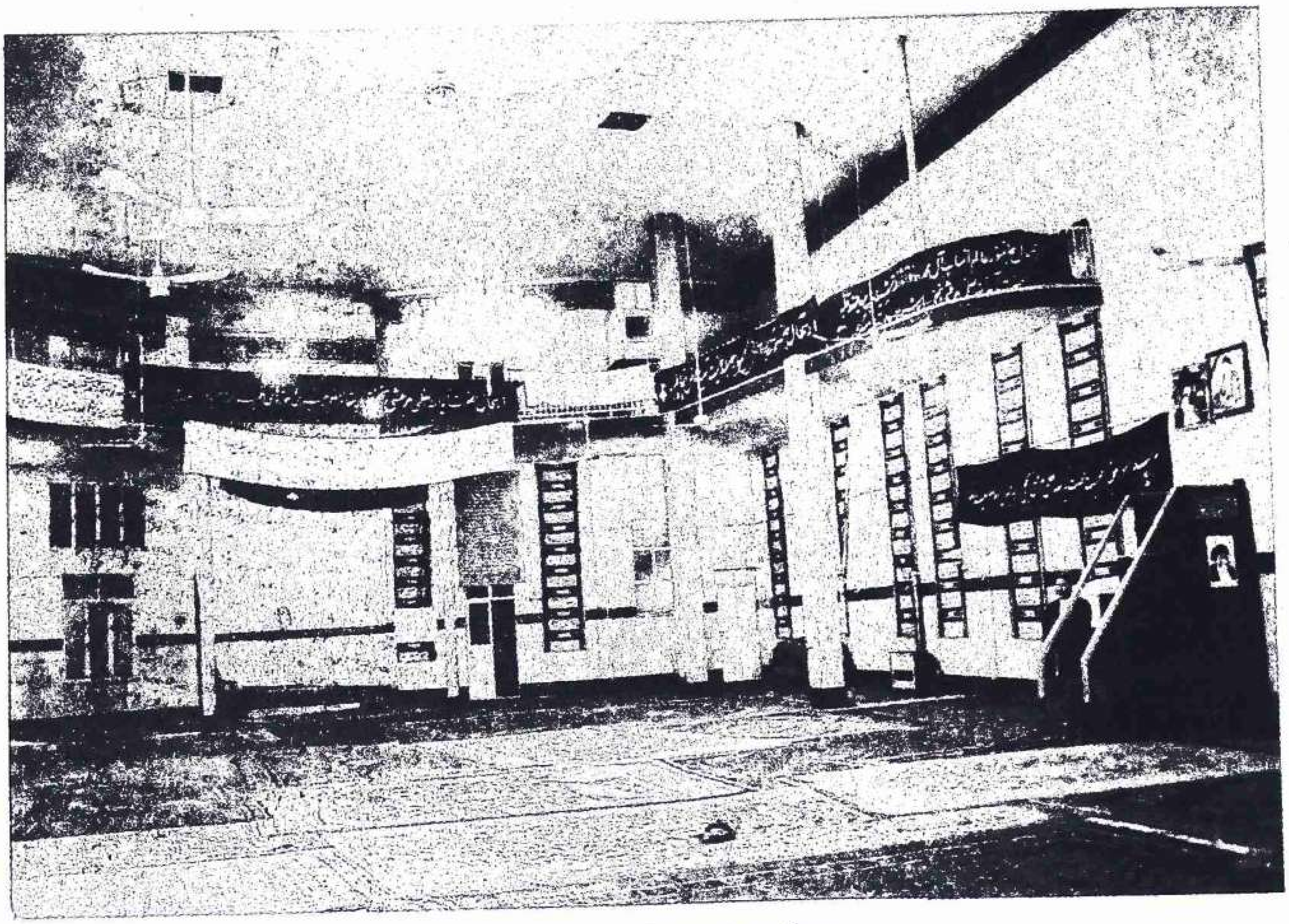

حسینیّهٔ آیت‌الله‌العظمی مرعشی نجفی (ره)، قم

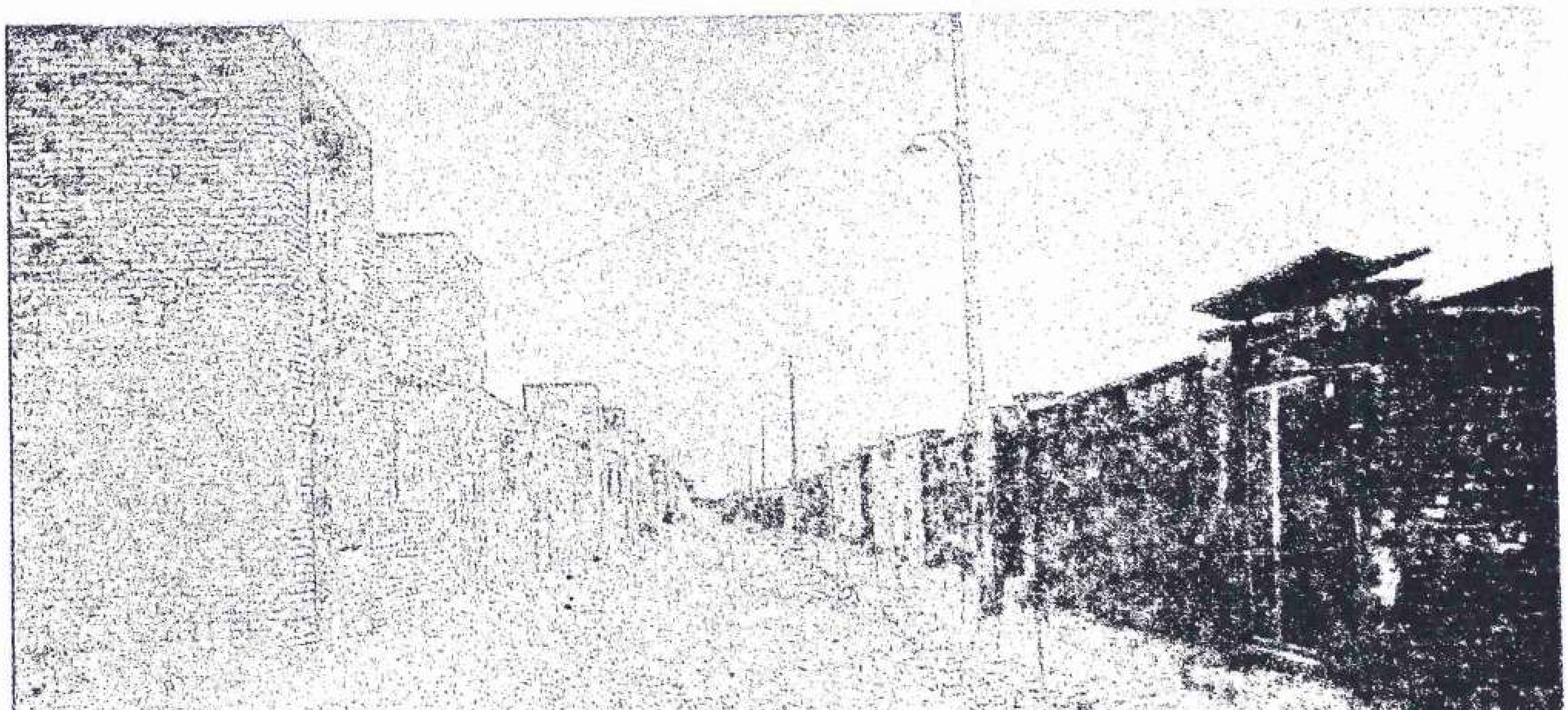

کوی آیت‌الله‌العظمی مرعشی نجفی، واقع در انتهای خیابان طالقانی قم

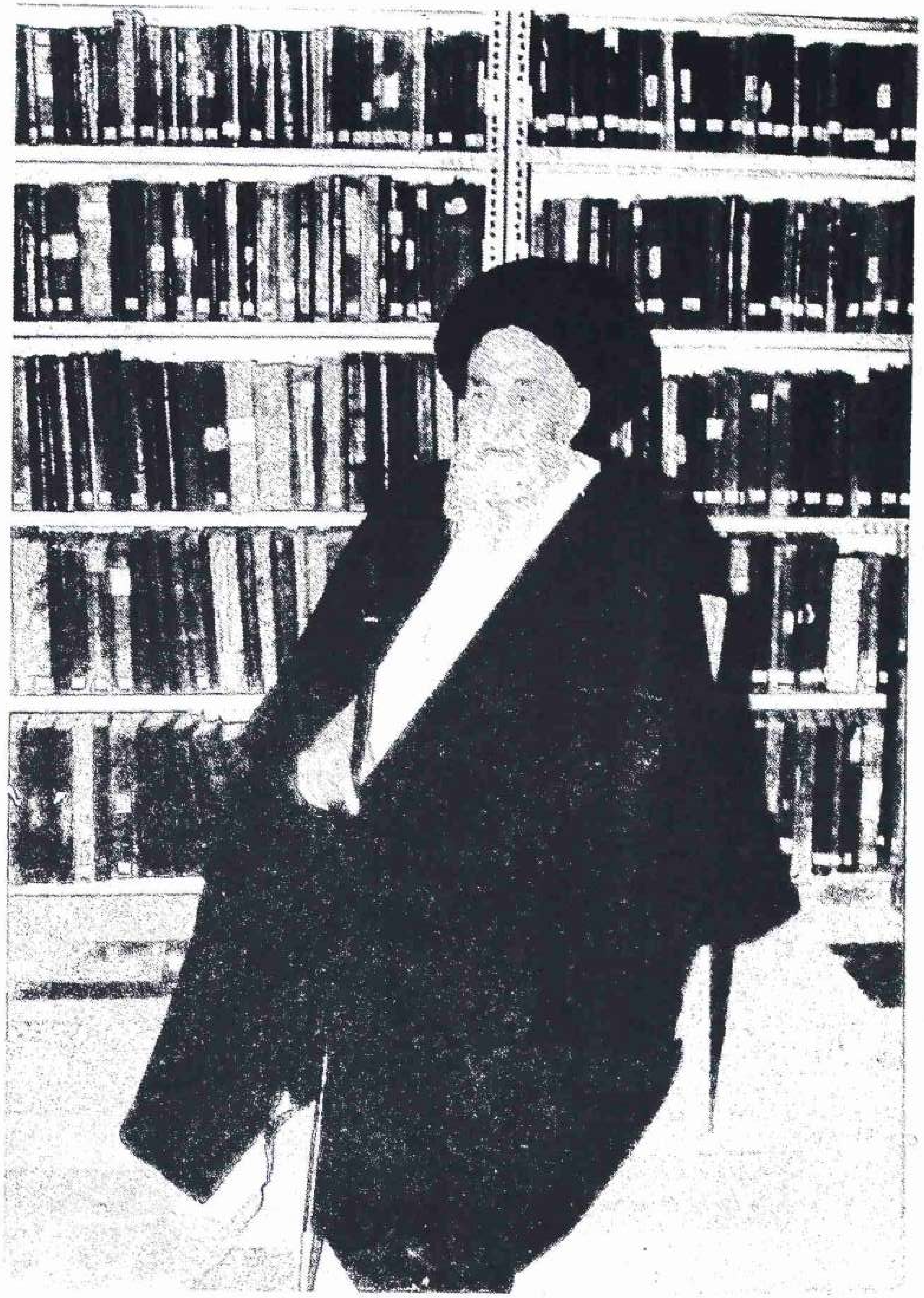

در گنجینهٔ کتابهای خطّی کتابخانه

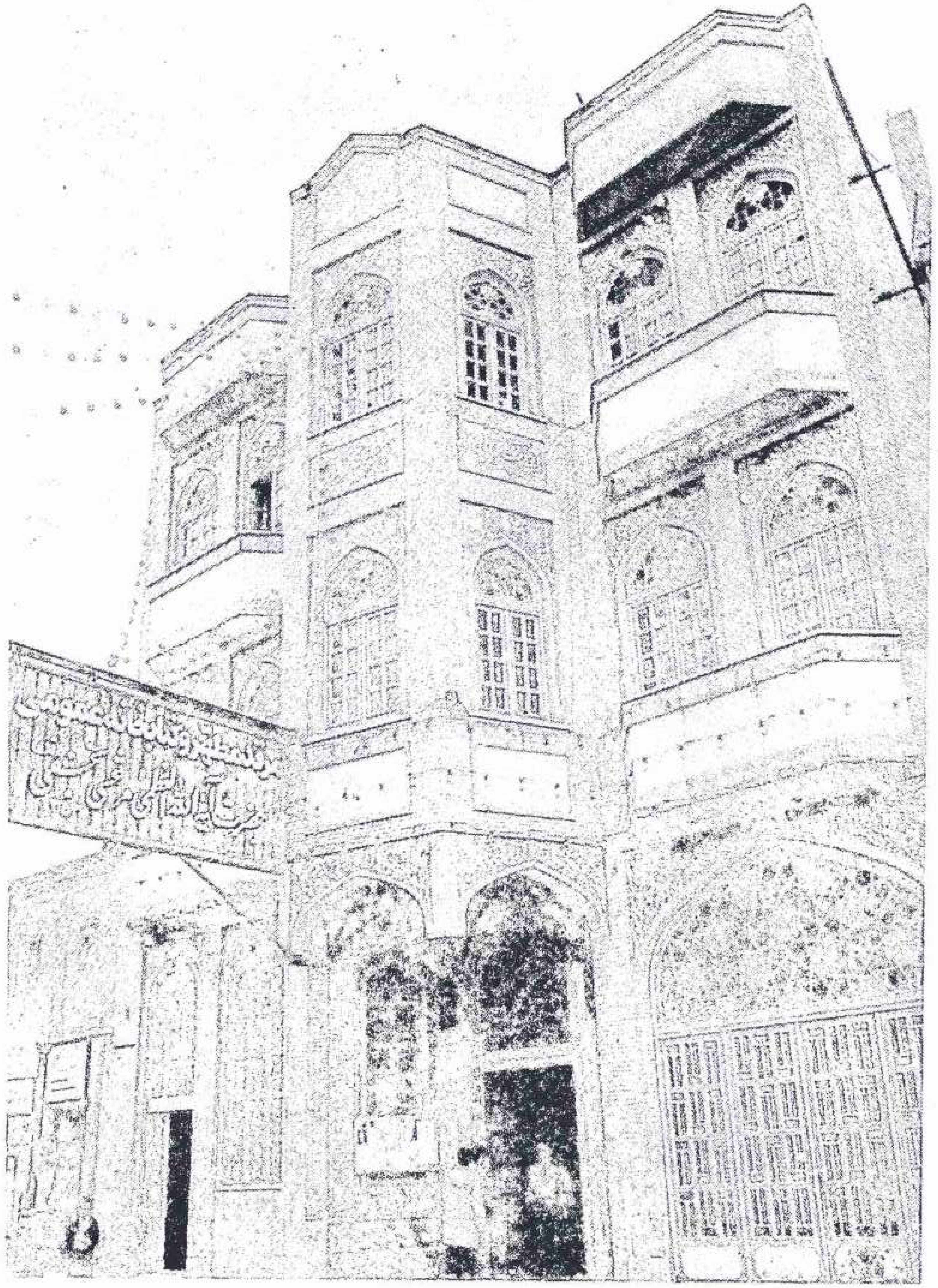

کتابخانهٔ عمومی آیت‌الله‌العظمی مرعشی نجفی، قم

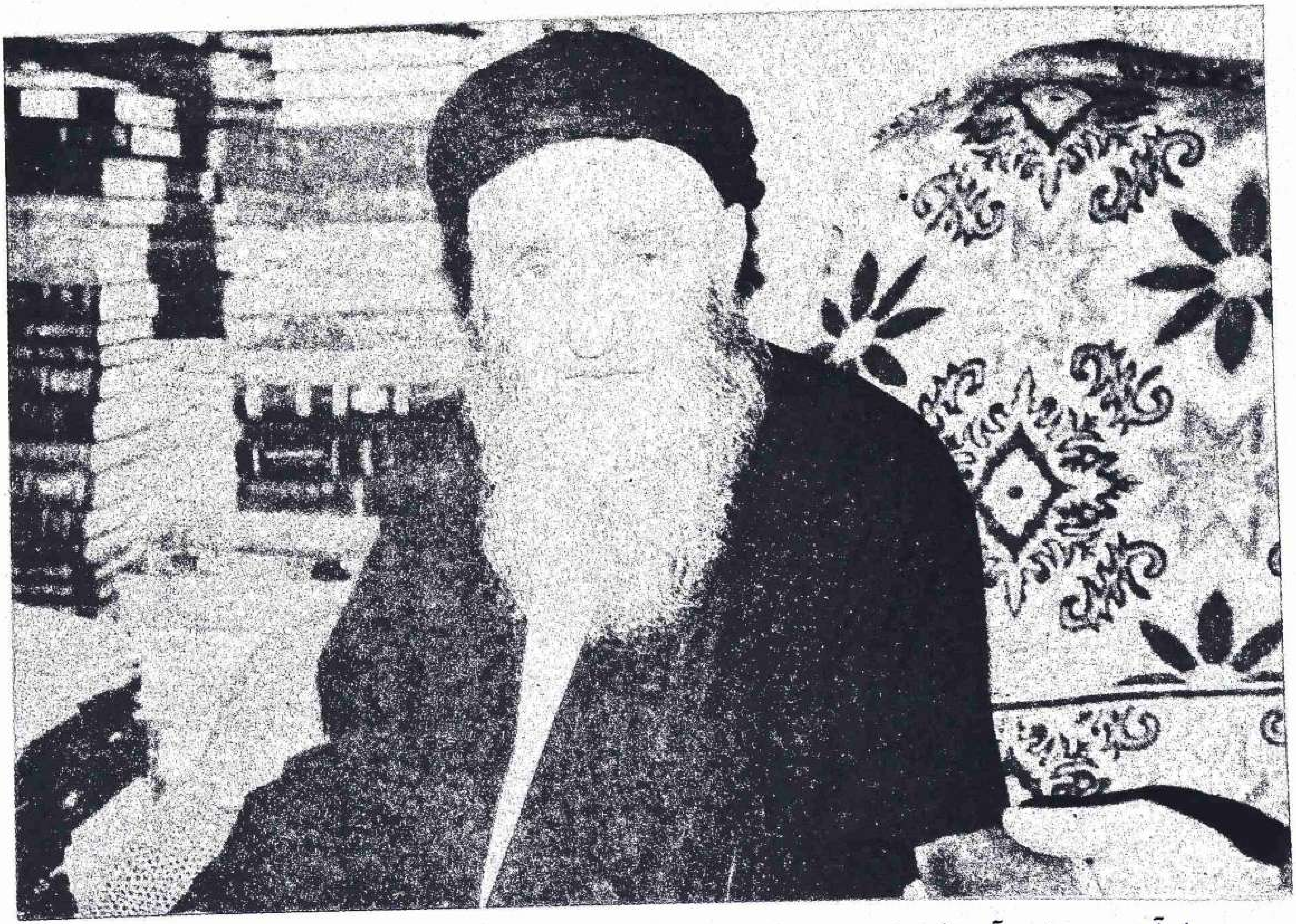

از آخرین تصاویر آیت‌الله‌العظمی مرعشی نجفی (ره) در ۵ شهریور ۱۳۶۹، دو روز پیش از رحلت معظّم له

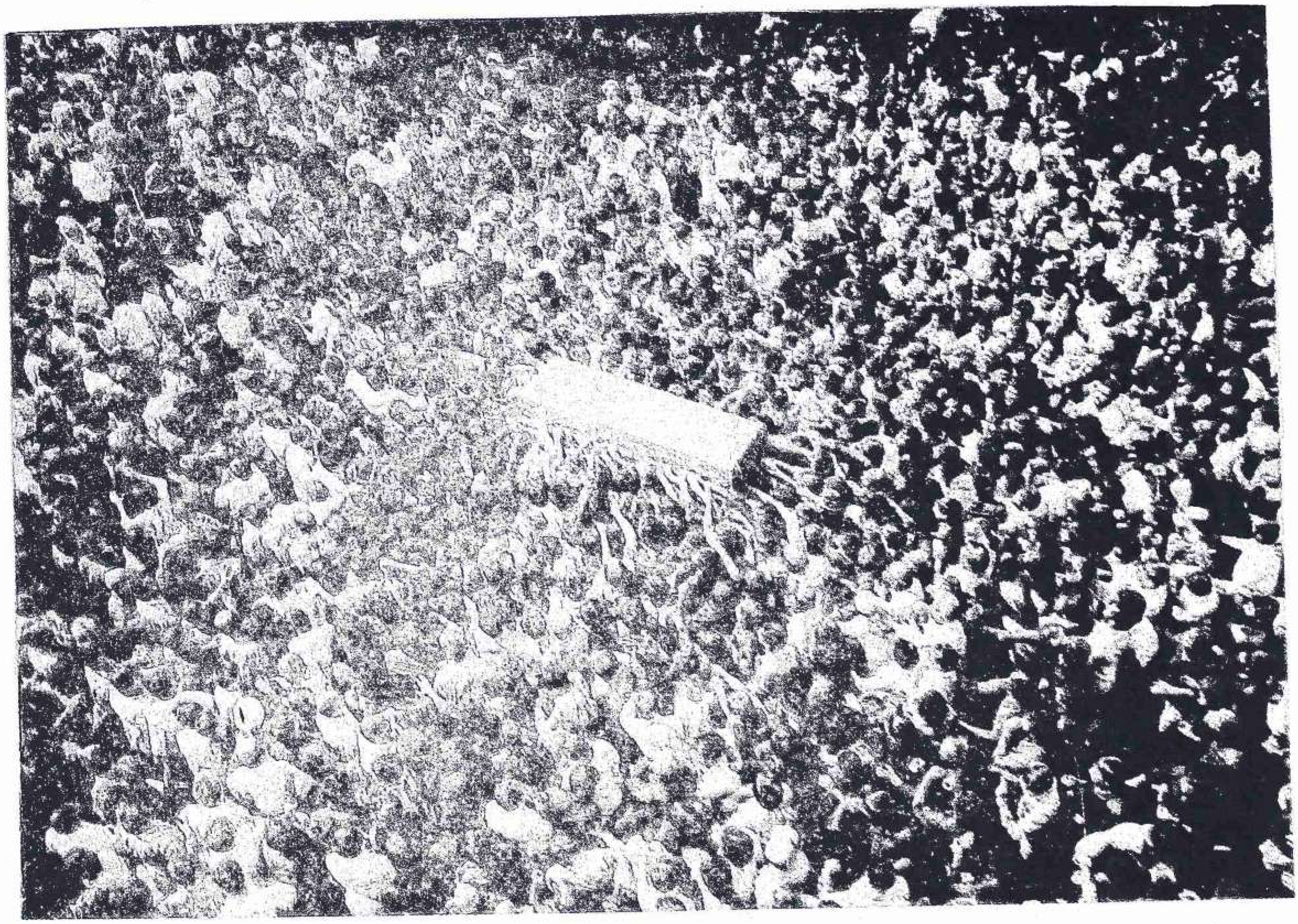

گوشه‌ای از مراسم تشییع پیکر پاک عالم ربّانی آیت‌الله‌العظمی مرعشی نجفی (ره)، روز جمعه ۹ شهریور ۱۳۶۹

مراسم تشییع پیکر مطهر آیت‌الله‌العظمی مرعشی نجفی(ره) در صحن مطهر حضرت معصومه(س)، جمعه ۹ شهریور ۱۳۶۹

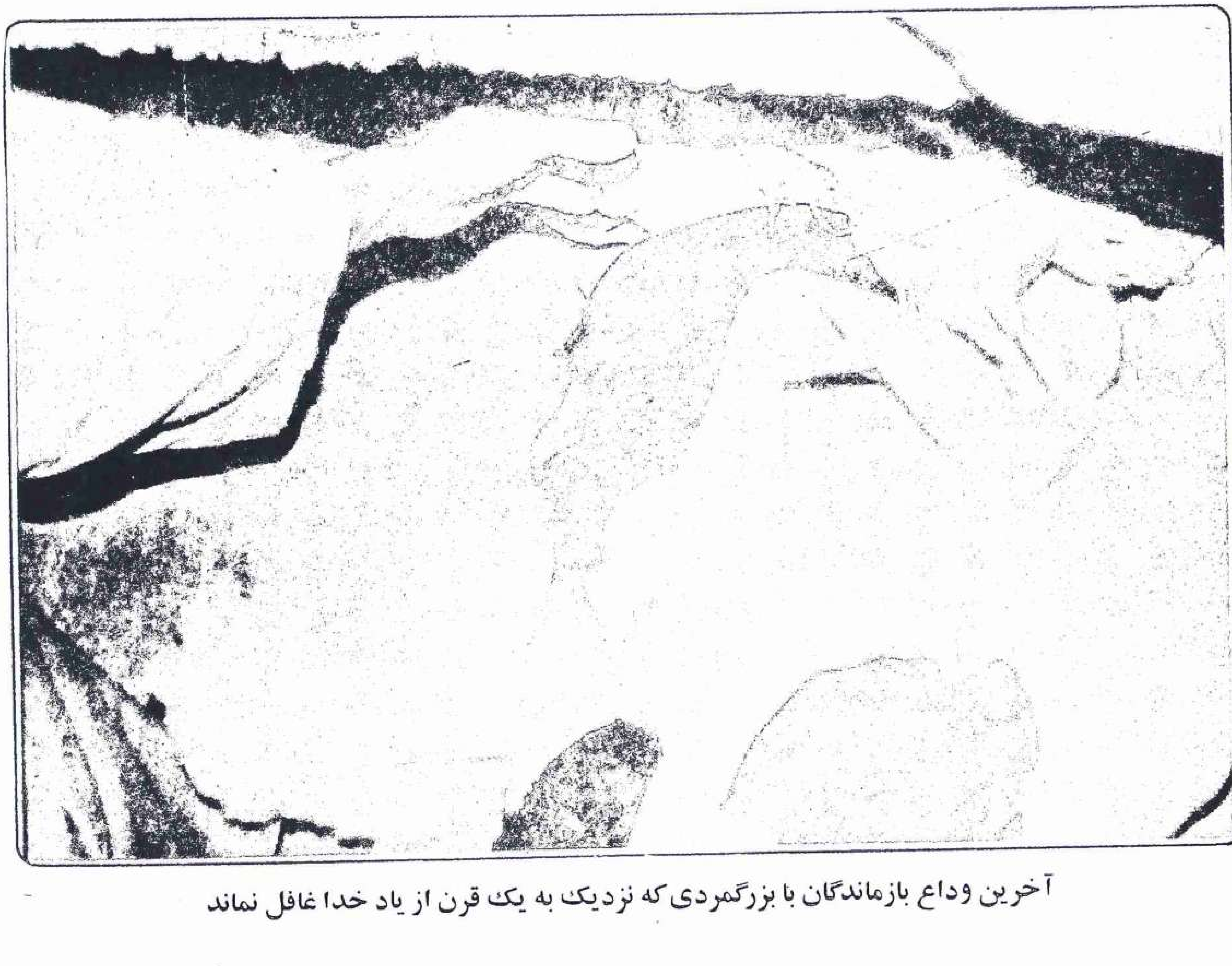

آخرین وداع بازماندگان با بزرگمردی که نزدیک به یک قرن از یاد خدا غافل نماند

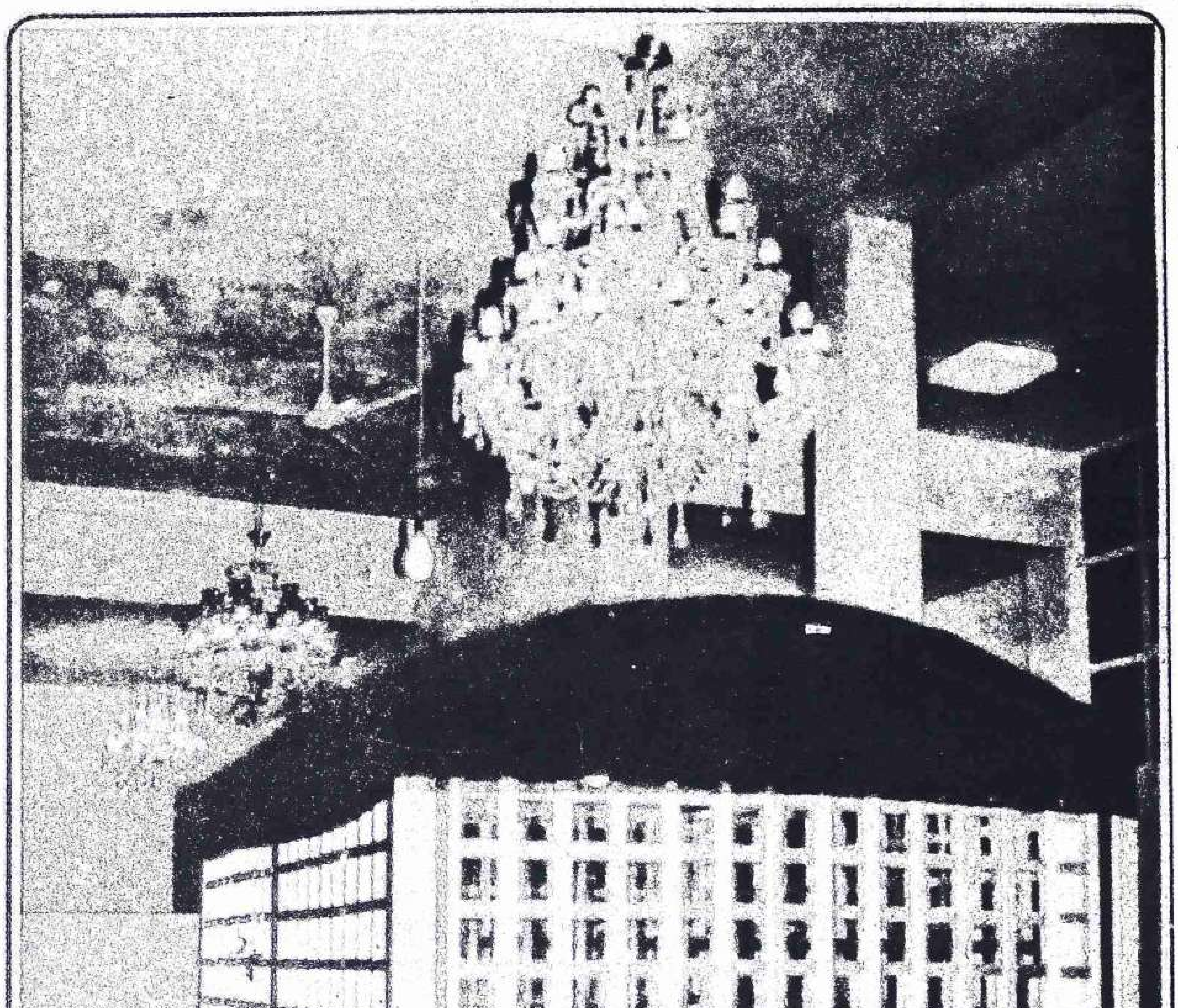

مرقد مطهر آیت‌الله‌العظمی مرعشی نجفی(ره)
در پیشگاه ورودی کتابخانهٔ معظم‌له در شهر مقدّس قم

مولف کی زندگی کا اجمالی خاکہ

بقلم اصغر اعجاز قائمی، بی اے فاضل مشرقیات

حجۃ الاسلام والمسلمین جناب سید عادل علوی صاحب قبلہ سنہ ۱۳۷۵ ہجری قمری عراق کے مقدس شہر کاظمین میں متولد ہوئے آپ حضرت آیۃ اللہ سید علی بن الحسین علوی کے فرزند ہیں آپ کا نسب ۳۸ واسطوں سے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام تک پہونچتا ہے، تیرہ سال کی عمر میں ابتدائی دروس تمام کرنے کے بعد آپ حوزہ علمیہ نجف اشرف تشریف لائے اور وہاں اکابر فکر و سخن اور نوابغ علم و فن کے چمنستان ادب کے خوشہ چینوں میں شامل ہو گئے اس کے بعد اپنے والد مرحوم کے ہمراہ سنہ ۱۳۹۱ ہجری قمری میں عراق سے قم کی طرف ہجرت فرمائی اور حوزہ علمیہ قم کے مختلف اساطین علم وادب کے نزدیک مکمل انہماک کے ساتھ دروس کے مراتب طے فرمائے اور آج اسی حوزہ میں خیارات مکاسب اور کفایۃ الاصول کی تدریس میں مشغول ہیں آپ نے چند علمی ادبی ثقافتی اور اسلامی کارنامے بھی انجام دئے جن میں مندرجہ ذیل قابل ذکر ہیں۔

(۱)۔۔۔ درمانگاہ خیریہ امام سجاد (ع) قم

(۲)۔۔۔ کتابخانہ امام موسیٰ بن جعفر (ع) تہران

(۳)۔۔۔ کتابخانہ امام رضا (ع) جو مشہد کے حسینیۂ امامین جوادین میں واقع ہے

(۴)۔۔۔ انجمن پرسش و پاسخ

(۵)۔۔۔ موسسۂ اسلامی تبلیغ و ارشاد۔۔ دنیا کے ۸۰ ممالک سے اسکی خط و کتابت جاری ہے اس موسسہ کی طرف سے اسلامی کتابیں اور جریدے بلا قیمت دوسرے ممالک بھیجے جاتے ہیں اور اب تک اس موسسہ کی طرف سے ۱۶ کتابیں شائع ہو چکی ہیں

(۶)۔۔۔ مجلہ الکوثر ششماہی (عربی، انگریزی)

(۷)۔۔۔ مجلہ عشاق اہلبیت سہ ماہی (اردو)

(۸)۔۔۔ ماہنامہ صوت الکاظمین (عربی)

(۹)۔۔۔ مدرسہ امامین جوادین علمیہ وحسینیۂ امامین کاظمین وموسسۂ خیریہ (قم)

(۱۰)۔۔۔ تاسیس جماعت علماء خطباء (کاظمین وبغداد)

آپ مشہد اور تہران کے حسینیۂ امامین جوادین کے متولی، کاشان، اصفہان، قم، اھواز اور تہران کے دسیوں امامباڑے کے ناظر نیز قم میں مسجد علوی کے امام جماعت ہیں۔

حوزہ علمیہ کے تقریباً ۲۰ فقہاء اور مجتہدین نے آپ کو اجازہ روایت دیا ہے (۱) جن میں آیۃ اللہ العظمیٰ سید شہاب الدین مرعشی نجفی (رہ) نے آپ کو (حجۃ الاسلام ذخر المدرسین العظام آیۃ اللہ العظمیٰ گلپائیگانی (رہ) آیۃ اللہ العظمیٰ اراکی (رہ) نے (علامہ) اور آیۃ اللہ العظمیٰ شیخ محمد فاضل لنکرانی نے (حجۃ الاسلام والمسلمین العالم الفاضل والمتتبع الکامل صاحب التألیف القیمہ والتصانیف الثمینۃ المفتخر بشرف السیادہ) سے توصیف فرمایا ہے۔ جب آپکی عمر ۲۵ سال تھی آیۃ اللہ عبد اللہ شیرازی نے آپ کو اجازہ روایت میں العلامۃ الفاضل السید عادل علوی اسماً ومعنیً تحریر فرمایا ہے
۱۶ سال کی عمر میں اپ آیۃ اللہ العظمیٰ السید ابو القاسم خوئی (رہ) کے زیر نظر معمم ہوئے انھوں نے آپ کے حق میں تائیدیہ اور دعا تحریر فرمائی ہے۔

دین اسلام کی ترویج وتبلیغ کے لئے آپ نے مختلف اسلامی ممالک کے سفر بھی کئے اور اب تک دس مرتبہ حج بیت اللہ الحرام سے مشرف ہوئے۔ آپ نے اب تک سو کتابیں اور رسالے تحریر فرمائے ہیں

---

(۱) میں نے بذات موٴلف کے پاس ان اجازوں کا مشاہدہ کیا ہے (مترجم)

مولف کی مطبوعہ کتابیں اور رسالے (۱)

آپ کا سب سے پہلا مقالہ کلمۃ حول عظمۃ الحج کے عنوان سے سنہ ۱۳۹۱ ہجری قمری میں بغداد سے شائع ہوا اس وقت آپ ۱۶ سال کے تھے

آج بھی آپ کے مقالے رسائل وجرائد میں برابر شائع ہوتے رہتے ہیں

آپ نے آیۃ اللہ العظمیٰ سید مرعشی نجفی (رہ) کا فقہی اور عملی رسالہ عربی زبان میں دو جلدوں میں (عبادات ومعاملات) منہاج المومنین کے نام سے تحریر فرمایا ہے جو ان کے فتاوے کے مطابق ہے یہ رسالہ ۱۴۰۶ ہجری قمری میں شائع ہوا۔ نیز ان کے فارسی رسالۂ عملیہ توضیح المسائل کی تصحیح وترتیب بھی فرمائی ہے۔

مولف کی مطبوعہ کتابیں

(۱)___الحق والحقیقۃ بین الجبر والتفویض___ یہ کتاب پہلی مرتبہ ۱۳۹۸ھ میں شائع ہوئی

(۲)___احکام دین اسلام (فارسی)___ یہ کتاب پہلی مرتبہ ۱۳۹۸ھ اور دوسری مرتبہ ۱۴۰۲ ہجری میں شائع ہوئی۔

(۳) لمحۃ من حیاۃ الامام القائد___ یہ کتاب پہلی مرتبہ ۱۳۹۹ ہجری اور دوسری مرتبہ ۱۴۰۷ ہجری میں شائع ہوئی

(۴) رہنمائی قدم بقدم حجاج (فارسی)___ یہ کتاب دوسری مرتبہ ۱۴۰۰ ہجری میں شائع ہوئی

---

(۱) کتاب سے مراد جو ۱۰۰ صفحے سے زیادہ ہو، رسالے سے مراد جو ۱۰ اور ۱۰۰ صفحوں کے درمیان ہو اور مقالے سے مراد جو ۱۰ صفحے سے کم ہو یہ وہ اصطلاحات ہیں جنھیں مولف نے اپنی تالیفات میں معین کی ہیں

(۵)۔۔۔ السعید والسعادۃ بین القدماء والمتاخرین ۔۔۔ طباعت ۱۴۰۱ہجری

(۶)۔۔۔ عقائد المومنین طبع ۱۴۱۱ہجری۔ مجلہ عشاق اہل بیت (ع) میں اس

کتاب کا اردو ترجمہ برادر محترم مرغوب عالم صاحب قبلہ قسط وار پیش کررہے ہیں

(۷)۔۔۔ تحفۃ الزائرین طبع ۱۴۱۱ہجری

(۸)۔۔۔ قبسات من حیاۃ سیدنا الاستاذ ترجمہ اردو اصغر اعجاز قائمی بی۔اے فاضل مشرقیات

طبع ۱۴۱۵ہجری

(۹)۔۔۔ دلیل السائحین الی سُوریہ ودمشق طبع ۱۴۱۲ہجری

(۱۰)۔۔۔ لمحۃ من حیاۃ اعلام الامۃ الاسلامیہ فی دمشق ۱۴۱۲ہجری

(۱۱)۔۔۔ المعالم الاثریہ فی الرحلۃ الشامیہ طبع ۱۴۱۲ہجری

(۱۲)۔۔۔ التوبۃ والتائبون علی ضوء القرآن والسنہ طبع ۱۴۱۲ہجری

(۱۳)۔۔۔ تحفۃ فدوی یا نیایش مومنان منتخب از مفاتیح الجنان ۔۔۔ طبع ۱۴۱۵ ہجری

(۱۴)۔۔۔ القصاص علی ضوء القرآن والسنہ طبع ۱۴۱۵ہجری

(۱۵)۔۔۔ فقہاء الکاظمیۃ المقدسہ یہ کتاب ۱۴۱۳ہجری سے ماہنامہ صوت الکاظمین میں شائع

ہورہی ہے

(۱۶)۔۔۔ دروس الیقین فی معرفۃ الاصول الدین طبع ۱۴۱۵ہجری

(۱۷)۔۔۔ التقیہ بین الاعلام طبع ۱۴۱۵ہجری

مطبوعہ رسالے

(۱۸)۔۔۔رسالۃ فی العشق — یہ رسالہ ۱۳۹۶ ہجری میں کتاب الرافد میں طبع ہوا

(۱۹)۔۔۔رسالۃ امام و قیام (فارسی) ۱۳۹۹ ہجری میں دید گاہہا و انقلاب اسلامی نامی کتاب میں طبع ہوا

(۲۰)۔۔۔ومیض من قبسات الحق ۱۴۱۰ ہجری میں علی فی الکتاب والسنہ میں طبع ہوا

(۲۱)۔۔۔فی رحاب الحسینیات طبع ۱۴۰۹ ہجری

(۲۲)۔۔۔رسالۃ در بیان المحذوف فی تتمۃ کتاب الامر بالمعروف۔۔یہ امر بالمعروف والنہی عن المنکر کے ضمن میں ۱۴۱۱ ہجری میں شائع ہوا

(۲۳)۔۔۔فی رحاب علم الرجال ۱۴۱۱ ہجری میں امر بالمعروف نامی کتاب میں طبع ہوا

(۲۴)۔۔۔رسالۃ المومن مراۃ المومن ۱۴۰۹ ہجری میں مجلہ نور اسلام شمارہ ۱۱۔۔۱۲ میں طبع ہوا

(۲۵)۔۔۔القول المحمود فی القانون والحدود طبع ۱۴۱۲ ہجری

(۲۶)۔۔۔بہجۃ المومنین فی زیارت الشام طبع ۱۴۱۲ ہجری

(۲۷)۔۔۔مقام الانس باللہ ۱۴۱۳ ہجری میں مجلہ نور الاسلام بیروت شمارہ ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰ میں طبع ہوا

(۲۸)۔۔۔الروضۃ البہیہ فی شئون حوزۃ قم العلمیہ یہ رسالہ ۱۴۱۴ ہجری مین مجلہ ذکر البنان مطبوعہ قم کے ۴ شماروں میں طبع ہوا

(۲۹)۔۔۔السیرۃ النبویہ فی السطور العلویہ ۱۴۱۴ ہجری میں مجلہ نور الاسلام کے شمارہ ۳۹، ۴۰ میں طبع ہوا

(۳۰)۔۔۔سر الخلیقہ و فلسفۃ الحیاۃ ۱۴۱۴ ہجری میں مجلہ نور الاسلام کے شمارہ ۴۳، ۴۴ میں طبع ہوا اور اضافہ کے ساتھ ۱۴۱۵ ہجری میں مجلہ الکوثر شمارہ ۱ میں طبع ہوا

(۳۱)___ حول دائرۃ المعارف والموسوعۃ الفقہیہ یہ ۱۴۱۴ ہجری پہلی کانفرنس علمی دائرہ معارف فقہ اسلامی قم کی طرف سے شائع ہوا ہے

(۳۲)___ رسالتنا ۱۴۱۲ ہجری ماہنامہ صوب الکاظمین کے ۴ شماروں میں طبع ہوا

(۳۴)___ علی ابواب شہر رمضان المبارک ۱۴۱۲ ہجری میں مجلہ نور الاسلام کے شمارہ ۴۵، ۴۶ میں طبع ہوا

(۳۵)___ التقیۃ فی رحاب العلمین الشیخ الانصاری، والامام الخمینی ---- اسے عالمی کانفرنس میلاد شیخ انصاری ۱۴۱۵ ہجری نے شائع کیا

(۳۶)___ (فاسئلوا اھل الذکر) السوال والذکر فی رحاب القرآن والعترۃ مجلہ نور الاسلام کے شمارہ ۲۹، ۳۰، ۳۱ میں ۱۴۱۳ ہجری کو طبع ہوا

(۳۷)___ الانوار القدسیہ نبذۃ من سیرۃ المعصومین علیھم السلام ماہنامہ صوت الکاظمین کے ۱۴ شماروں میں شائع ہوا اس کا اردو ترجمہ مجلہ عشاق اہل بیت میں شائع ہو رہا ہے

(۳۸)___ کلمۃ التقوی فی القرآن الکریم یہ مجلہ نور لاسلام میں طبع ہوا اور اس کا انگریزی ترجمہ مجلہ الکوثر میں ۱۴۱۵ ہجری کو طبع ہوا

(۳۹)___ مواعظ و نصائح (عربی، اردو) مجلہ عشاق اہل بیت (ع) میں شائع ہوا

(۴۰)___ دور الاخلاق المحمدیۃ فی تحکیم مبانی الوحدہ الاسلامیہ یہ رسالہ ۱۴۱۵ ہجری تہران میں اتحاد اسلامی کی ساتویں عالمی کانفرنس کی طرف سے شائع ہوا ہے

(۴۱)___ سہام فی نحر الوھابیہ ---۱۴۱۵ ہجری سے ماہنامہ صوت الکاظمین میں مستقل شائع ہو رہا ہے

(۴۲)___ الحب فی ثورۃ الامام حسین علیہ السلام ۱۴۱۵ ہجری میں مجلہ نور الاسلام شمارہ ۵۰ میں طبع ہوا

(۴۳)ــــ لماذا الشهور القمریة ۱۴۱۵ ہجری مجلہ الذ کر کے شمارہ ۱۵ میں طبع ہوا

(۴۴)ــــ طلوع البدرین فی ترجمہ العلمین طبع ۱۴۱۵ ہجری

(۴۵)ــــ النبوغ و سر النجاح فی الحیاۃ ۱۴۱۵ ہجری مجلہ الذ کر کے شمارہ ۱۶ میں طبع ہوا

(۴۶)ــــ حب اللہ نماذج و صور ۱۴۱۵ ہجری مجلہ میقات الحج کے شمارہ ۲ میں طبع ہوا

(۴۷)ــــ الاخلاص فی الحج ۱۴۱۵ ہجری مجلہ میقات الحج کے شمارہ ۲ میں طبع ہوا

(۴۸)ــــ حقیقۃ القلوب فی القرآن الکریم ۱۴۱۵ ہجری میں مدرسہ حجتیہ کی طرف سے طبع ہوا

مخطوطات

(۱)ــــ عزۃ المسلمین فی رحاب نہج البلاغہ

(۲)ــــ معالم الحرمین مکۃ المکرمۃ والمدینۃ المنورہ

(۳)ــــ القول الحمید فی شرح التجرید

(۴)ــــ الدروس الفقہیہ فی شرح الروضۃ البہیۃ شرح لمعہ

(۵)ــــ تقریرات کتاب الطہارۃ لبحث آیۃ اللہ العظمیٰ الشیخ محمد جواد التبریزی دامت برکاتہ

(۶)ــــ تقریرات دورۃ اصول کاملۃ لبحث آیۃ اللہ العظمیٰ الشیخ محمد جواد تبریزی دامت برکاتہ

(۷)ــــ تقریرات دورۃ اصول کاملۃ لبحث آیۃ اللہ العظمیٰ الشیخ محمد فاضل دام ظلہ

(۸)ــــ تقریرات دورۃ اصول کاملہ لبحث آیۃ اللہ العظمیٰ السید محمد رضا گلپائیگانی قدس سرہ

(۹)ــــ منہل الفوائد

(۱۰)ــــ الشعب یسال

(۱۱)ــــ دروس الہدایۃ فی علم الدرایہ

(۱۲)ــــ بدایۃ الفکر فی شرح الباب الحادی عشر

(۱۳)ــــ السیاسۃ اصولھا و مناہجھا

(۱۴)ــــ لمعات من حیاۃ آیۃ اللہ العظمیٰ السید عبد اللہ الشیرازی قدس سرہ

(۱۵)ــــ لحظات مع شہید الاسلام السید الصدر قدس سرہ

(۱۶)ــــ لباب کفایۃ الاصول

(۱۷)ــــ ماھو العقل و من ھم العقلاء

(۱۸)ــــ غریزۃ الحب

(۱۹)ــــ فن التالیف

(۲۰) اللآل فی القرآن الکریم

(۲۱)ــــ ماھی السیاسۃ الاسلامیہ

(۲۲)ــــ ملک اللہ و ملکوتہ فی القرآن الکریم

(۲۳)ــــ کیف تکون مفسراً للقرآن الکریم

(۲۴)ــــ ماذا تعرف عن علم الفلک

(۲۵)ــــ محاضرات فی علم الاخلاق

(۲۶)ــــ من حیاتی

(۲۷)ــــ من آفاق الحج و المذاہب الخمسہ

(۲۸)ــــ جلوۃ من ولایۃ اہل البیت علیھم السلام

(۲۹)ــــ العمرۃ المفردۃ فی سطور

(۳۰)ــــ الاصل حبنا اہل البیت علیھم السلام

(۳۱)ــــ کیف تکون موفقاً فی الحیاۃ

(۳۲)ــــ من وحی التربیہ و التعلیم

(۳۳) الجرائم و الانحرافات الجنسیہ

(۳۴)۔۔۔ تسهیل الوصول فی شرح کفایة الاصول

(۳۵)۔۔۔ روضة الطالب فی شرح بیع المکاسب

(۳۶)۔۔۔ زبدة الاسرار

(۳۷)۔۔۔ سوال و جواب

(۳۸)۔۔۔ خصائص العقائد الاسلامی فی القرآن الکریم

(۳۹)۔۔۔ مختصر دلیل الحاج

(۴۰)۔۔۔ الصدیق و الصداقة فی رحاب الاحادیث الشریعة

(۴۱)۔۔۔ علی المرتضی نقطة باء البسملہ

(۴۲)۔۔۔ فاطمہ الزہراء لیلة القدر

(۴۳) حقیقة الادب فی مذهب اهل البیت

(۴۴) اهل البیت سفینة النجاة

(۴۵) زبدة الافکار فی نجاسة او طهارة الکفار

اس کے علاوہ اور بھی مخطوطات ہیں

المؤلف في حضور سيده الأستاذ

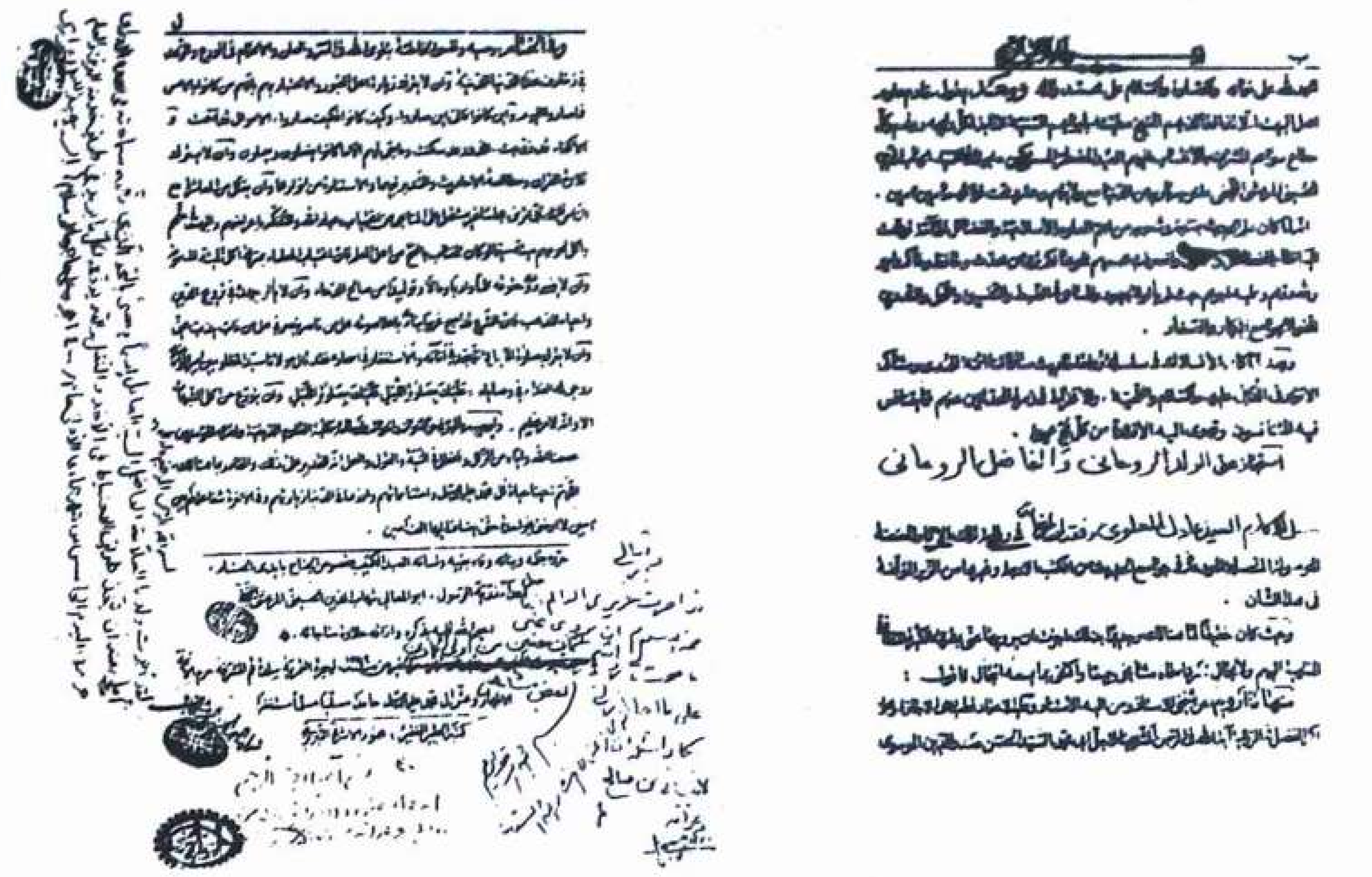

الاجازة الاولى في الرواية للمؤلف من سيده الاستاذ بخطه الشريف
سنة ١٣٩٩ للهجرة

ريحانتي الرسول وابيهما سيف الله المسلول وامهما الدر المصونة والجوهرة المكنونة الزهراء البتول سلام الله عليهم أجمعين، أبو المعالي شهاب الدين الحسيني المرعشي أباً والحسني جدتاً النجفي رزقه الله في الدنيا زيارة أجداده الطاهرين وفي الاخرة شفاعتهم آمين آمين. لما كان الانسلاك في سلسلة الرواة عنهم عليهم السلام مما يرغب فيه ويندب اليه استجاز عني في الرواية سليل الكرام حجة الاسلام ذخر المدرسين العظام فضيلة السيد عادل العلوي الكاظميني دام تأييده

دائمة أمر ناخير آبمحمد و آله الطاهرين تمت ببلدة قم المشرفة حرم الائمة وعش آل محمد حامداً مصلياً مسلماً مستغفراً . في صبيحة يوم الاربعاء لست مضين من شهر شوال سنة ١٤١٠ هـ ق

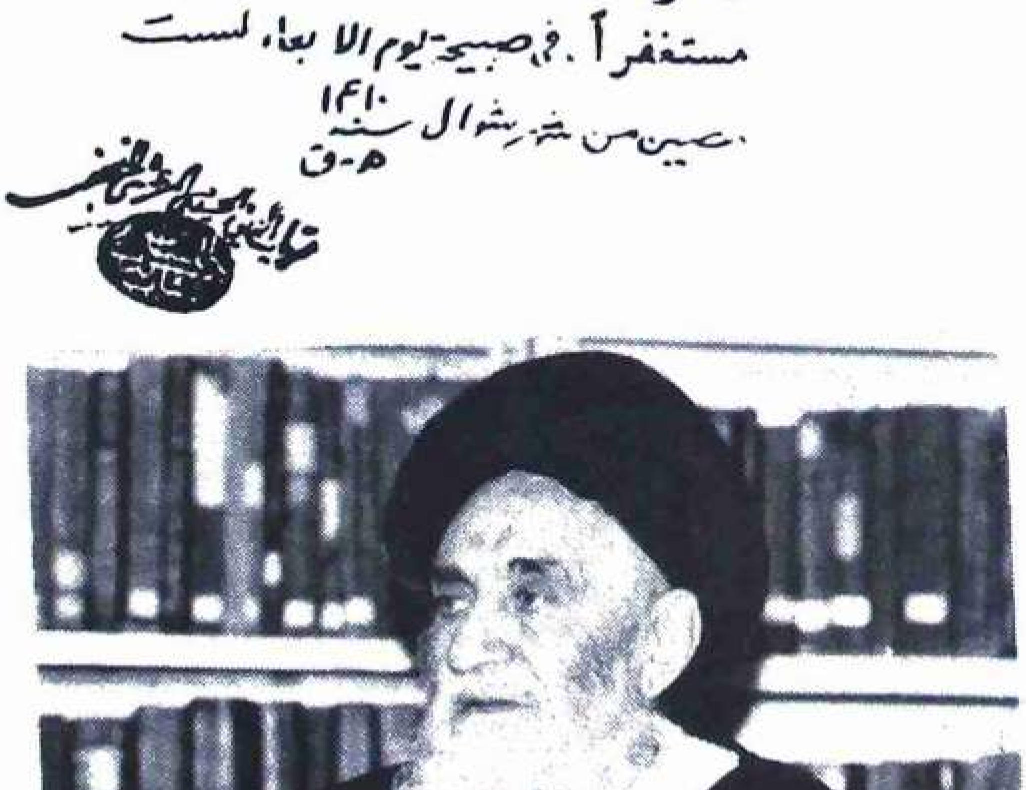

الاجازة الثالثة في الرواية للمؤلف سنة ١٤١٠ للهجرة النبوية

بسم الله الرحمن الرحيم

وبعد قد اجلت البصر وسرحت بريد النظر في هذه المجلة الشريفة فألفيتها حاوية للآيات الكريمة القرآنية والأحاديث الشريفة النبوية والولوية ، جزى الله ناسقها وجامعها خير الجزاء وهنأه بالكأس الأوفى شربة لا ظمأ بعدها ابداً .

فيا ايها العادل اسماً ووصفاً بخ بخ لك ثم بخ بخ بهذه الخدمة السنية وارجو من المولى سبحانه وتعالى ان يكثر في شبان عصرنا امثالك ويوفر أضرابك .

آمين آمين لا ارضى بواحدة حتى يضاف اليه الف آمينا

ويرحم الله عبداً قال آمينا .

والسلام على من اتبع الهدى .

حرره خادم علوم اهل البيت عليهم السلام المنيخ مطيته بابوابهم المعرض عن كل وليجة دونهم وكل مطاع سواهم العبد المسكين ابو المعالي شهاب الدين الحسيني المرعشي النجفي في صبيحة يوم الخميس لست مضين من اول الربيعين سنة ١٤٠٠ ببلدة قم « المشرفة عش آل محمد حامداً مصلياً مسلماً

تقريظ آية الله العظمى السيد شهاب الدين المرعشي النجفي قدس سره على كتاب « السعيد والسعادة بين القدماء والمتأخرين » للمؤلف وكان عمره آنذاك (٢٥) عاماً.

علي الحسيني البهشتي

بسمه تعالى

سماحة آية الله العظمى المرجع الديني الأعلى
الإمام الخوئي دام ظله الوارف

سيدي بعد لثم أناملكم الطاهرة والتشرف بأعتابكم المقدسة نعلمكم بأن مدرستنا – مدرسة العلوي الدينية – قد عزمت بعد الإتكال على الله تعالى أن تتوج ولدنا السيد عادل العلوي بالعمة المباركة إن شاء الله، وهو أول طالب من طلابها النجباء الذي اجتاز مرحلة المقدمات، وقد جنّد نفسه مخلصاً لخدمة الإسلام تحت لواء مرجعيتكم العليا، راجين من أنامكم إياه بالدعاء ليكون سعيداً في حياته العلمية، وعاملاً موفقاً في حياته العملية، هذا ونسأل المولى العلي القدير أن يمتعكم كهفاً وملاذاً للأمة

ولولدكم الفضل

علي العلوي

١٣٩٠/٨/١٨ هـ

بسمه تعالى

ولدنا العلامة السيد العلوي دام تأييده
أسأله تعالى له التوفيق والتسديد في تحصيل العلم وخدمة الدين اداكم الله منار الهداية وذا الارشاد

أبو القاسم الموسوي الخوئي

شعبان المعظم
١٣٩٠

بسم الله وله الحمد

الحمد لله على كثير نعمائه، وجسيم آلائه ونواله، والصلاة والسلام على خير البرية محمد وآله.

وبعد، فإن من عظيم نعم الله تعالى على العبد أن يرزقه ولداً صالحاً يعينه في حياته، ويستغفر له بعد وفاته، ويكون إحدى الثلاثة التي يخلفها المرء، وقد من الله تعالى علينا بذلك، فله من الحمد ما يرضيه.

فها هو ولدنا الرضي الزكي المهذب النقي سلالة الأماثل المسمى بـ (العادل)، قدم لي باكورة أعماله، ونتيجة المقدمات من دراساته، فأخذته وتصفحته فما ملكت نفسي حيث تقاطر دموع الفرح من نواظري تقريرة به، ثم جارى في نفسي أن مثل هذا، يكن هكذا، فإن في آبائه من بلغ الغاية القصوى من العلوم حتى شاع وذاع صيتهم في الآفاق، والتراجم تشهد.

وأما أجداده صلوات الله وسلامه عليهم أجمعين، فهم خزان علم الله وكفى.

وفيما نظرت، رأيت تقريظ أستاذه الكريم سماحة العلامة القفقازي حفظه الله تعالى على كتب في الجبر والتفويض، فقد شيّد به، وشهد على ضبطه وإتقانه، وما رضي به الأستاذ فهو المطلوب والمراد، وإني بدوري أقدم جزيل شكري وامتناني له على ما بذل لثمار أفئدة الآباء والأمهات، فلله دره وعليه أجره.

وأما أنت يا ولدي، فأوصيك بتقوى الله والعمل الصالح، ثم الإنكباب على الدرس والدراسة، والجد والجهد، حتى تصل بعون الملك العلام إلى أن ترضى سلفك الأعلام.

ودعائي لك أن تكون كالشمس في رابعة النهار، تضفي على الدنيا جمالاً وكمالاً بعلمك وعملك ولسانك وقلمك إن شاء الله.

هذا ولا تنسى أباك في الخلوات والجلوات من صالح الدعوات في حياته وبعد الممات، أبقاك الله وإخوانك ذخراً لأبيك الراجي عفو ربه

علي العلوي

الجمعة ١٠/ج١٢/١٣٩٧هـ ق
الساعة العاشرة قبل الظهر.

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين وصلى الله على خير خلقه واشرف بريته محمد
وعترته الطيبين الطاهرين ولعنة الله على اعدائهم اجمعين
من الآن الى قيام يوم الدين . وبعد فان شرف العلم لا يخفى
وفضله لا يحصى قد ورثه العلماء من الانبياء وما زالوا بذلك نيابة
خاتم الاوصياء . وممن سلك سبيل السلف الصالح وجهد
نفسه في تحصيل العلوم الدينية وتهذيبها للملكات النفسانية
جناب العلامة ثقة الاسلام والمسلمين السيد عادل العلوي دامت تأييداته
واستجازني الرواية كما هو دأب اهل العلم والدراية فاجزنا له
أن يروي عنا جميع ما صحت لنا روايته عن الكتب الاربعة
التي عليها المدار ، الكافي والفقيه والتهذيب والاستبصار
والمجاميع المتأخرة ، الوسائل ومستدركه والوافي والبحار وغيرها
من مصنفات اصحابنا العلماء الابرار رضوان الله تعالى عليهم
باسانيدنا المنتهية الى اهل بيت العصمة والطهارة صلوات
الله وسلامه عليهم اجمعين واوصيه ايده الله تعالى بتقوى
الله والدقة والتثبت فيما يرويه وبسلوك سبيل الاحتياط
فانه ليس اكبر من الصراط من سلك سبيل الاحتياط ولن
لا ينساني من صالح الدعوات والسلام عليه وعلى عباد الله وبركاته
بتاريخ ٢٠ رجب المرجب ١٤١١ محمد رضا الموسوي الكلبايكاني

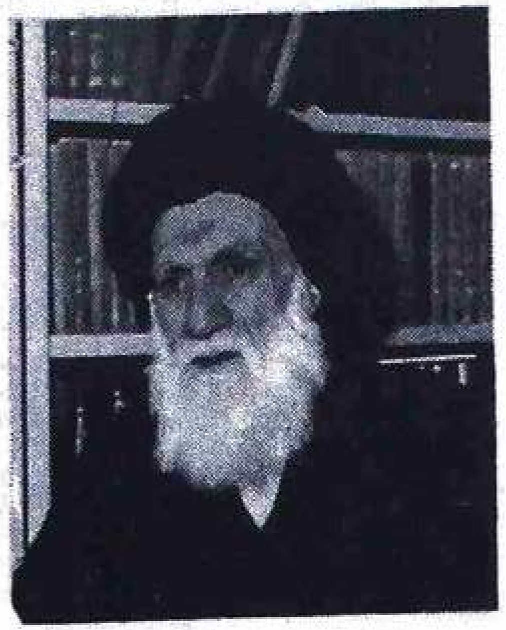

بسم الله الرحمن الرحيم وله الحمد
لقد أجزت ولدنا العلامة الفاضل السيد العادل اسماً ومعنى بالنحو الذي رقمه سماحته في هذه الاوراق
املي منه ان يتخذ طريق الاحتياط في الاخذ والنقل والله يوفقه لكل ما يريد في طريق خدمة الدين والعلم
حرر في اليوم الخامس من شهر جمادى الاولى عام ١٤٠٠ هجريه على هاجرها الف سلام السيد عبد الله الشيرازي

بسم الله الرحمن الرحيم وله الحمد

لقد أجزت ولدنا العلامة الفاضل السيد العادل اسماً ومعنى
بالنحو الذى رقمه سماحته في هذه الاوراق ، املي منه أن يتخذ
طريق الاحتياط في الاخذ والنقل والله يوفقه لكل ما يريد في طريق
خدمة الدين والعلم . حرر في اليوم الخامس من شهر جمادى الاولى
عام ١٤٠٠ هجريه على هاجرها الف سلام   السيد عبد الله الشيرازي

بسمه تعالى

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على خير خلقه وأشرف بريته محمد (ص)
وآله الطيبين الطاهرين الذين إليهم تنتهي الروايات المأثورة والأحاديث
المروية واللعن الدائم على أعدائهم أجمعين إلى يوم الدين
وبعد فقد استجازني العالم الفاضل والمتتبع الكامل صاحب التآليف القيمة
والتصانيف النفيسة المفتخر بشرف السيادة السيد عادل العلوي دامت إفاضاته
وتأييداته أن يروي عني ما أكون مجازاً في روايته ونقله فأجزت له أن يروي
عني ما أرويه عن شيخي شيخ مشايخ الإجازة شيخ المحدثين في هذا العصر الشيخ آغا بزرگ
الطهراني قدس سره الشريف صاحب كتاب الذريعة إلى تصانيف الشيعة بطرقه الكثيرة
المعتبرة المذكورة في مواضع متعددة إلى أصحاب الكتب والجوامع سيما الكتب الأربعة
المعروفة فله الرواية عني بهذا الطريق وأوصيه بما أوصى به السلف الصالح من ملازمة
التقوى ومراعاة الاحتياط في جميع الحالات وأن لا ينساني من صالح الدعوات
كما أنه دام إفضاله المشهود له تعالى [illegible] في الأمور الحسبية والتصدي لكل ما
يتوقف على إذن حاكم الشرع وفي أخذ الوجوه الشرعية سيما الخمس وصرفه فيما يحتاج
من صرفه [illegible] الاقتصادية وإيصال البقية إلى المصرف في الحوزة العلمية والسلام عليه
وعلى جميع إخواننا المؤمنين ورحمة الله وبركاته

٣٠ ذي القعدة الحرام ١٤١١ محمد [illegible]

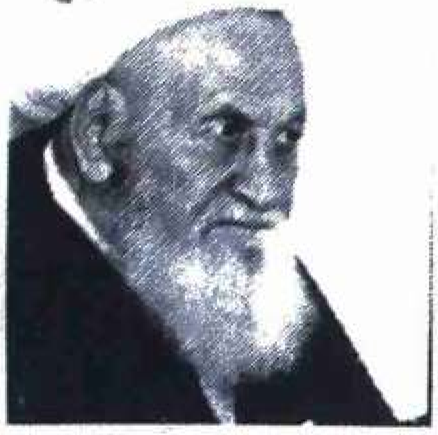

آية الله اراكي

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين وصلى الله على خير خلقه وأشرف بريته محمد وعترته الطيبين الطاهرين
ولعنة الله على أعدائهم أجمعين من الآن إلى قيام يوم الدين وبعد فإن شرف العلم
لا يخفى وفضله لا يحصى فلعمري إن أهله من الأنبياء ونالوا به ما لم ينله غيرهم ومن
سلك سبيل السلف الصالح وأجهد نفسه في تحصيل العلوم الدينية متمسكاً
بالملكات النفسانية أخانا العلامة ثقة الإسلام والمسلمين السيد عادل العلوي دامت تأييداته
واستجازنا في الرواية كما هو دأب أهل العلم والدراية فأجزت له أن يروي عنا
جميع ما صحت لنا روايته عن الكتب الأربعة التي عليها المدار في الكافي والفقيه
والتهذيب والاستبصار والجامع المتأخر في الوسائل ومستدركه والوافي
والبحار وغيرها من مصنفات أصحابنا العلماء الأبرار رضوان الله تعالى عليهم
بأسانيدنا المنتهية إلى أهل بيت العصمة والطهارة صلوات الله وسلامه
عليهم أجمعين وأوصيه أيده الله تعالى بملازمة تقوى الله التي هي النجاة في النشأتين
وسلوك سبيل الاحتياط فإنه ليس بناكب عن الصراط من سلك سبيل
الاحتياط وأن لا ينساني من صالح الدعوات والسلام عليه ورحمة الله وبركاته
بتاريخ ٥ ذي القعدة الحرام ١٤١١

الأحقر محمد علي الأراكي

بسمه تعالی

تاریخ : ۷۲/۸/۸
شماره: ۳۱۷
پیوست : صلوات

مدرسه حجتیه

بدینوسیله گواهی میشود جناب مستطاب حجة الاسلام والمسلمین آقای حاج سید عادل علوی در سال تحصیلی ۷۳ ـ ۷۲ در مدرسه مبارکه حجتیه اشتغال به تدریس کتاب شرح لمعه به زبان فارسی دارند.

بسمه تعالى

منتدى جبل عامل الاسلامي
مدرسه وحسينيه للطلبه اللبنانين
قم المقدسه

التاريخ ٨/١٢/١٣٧٣
الرقم ..../
تلفن ٢٢٨٥٥

بسم الله الرحمن الرحیم
لله الحمد والصلاة علی محمد وآله

مخفی نماند که جناب حجة الاسلام والمسلمین آقای سید عادل العلوی از اساتید جلیل القدر این مدرسه هستند، ودر سال تحصیلی جاری (۷۴-۷۳) اشتغال به تدریس کفایة الأصول وخیارات مکاسب شیخ انصاری به زبان عربی دارند. ودر سالهای قبل کلاسهای متعدد در شرح رسائل ومطول وباب حادی عشر وشرح لمعه وشرح تجرید وغیره داشتند.

مدیر مدرسه
مصطفی قصیر العاملی